روزنامہ
الفضل
انٹرنیشنل

سالانہ نمبر ۲۰۲۳ء

الفضل تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے...
جس نے جماعتی ریکارڈ اور تاریخ جمع کرنے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا ہے

(پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برائے روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی سوونیئر ۲۰۱۳ء)



الفضل

یوم مسیح موعود

براہین احمدیہ

"اس احقر نے ... جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس کے تالیف ہونے پر کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔

جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔"

الفضل انٹرنیشنل (لندن) کے پہلے روزنامہ شمارے کا سرورق

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

روزنامہ الفضل (قادیان) کے پہلے شمارے کا سرورق

مدیرِ اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ | جلد ۳۰ | ۲۴ تا ۲۹؍ جولائی ۲۰۲۳ء | ۶ تا ۱۱؍ محرم ۱۴۴۵ ہجری قمری | ۲۴ تا ۲۹؍ وفا ۱۴۰۱ ہجری | شمارہ ۱۲۷ تا ۱۳۲

اداریہ

''الفضل تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے''

تاریخ قوموں کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ ترقی یافتہ اقوام اپنی تاریخ کو اپنا استاد اور اپنا راہنما شمار کرتی ہیں کیونکہ اس سے آگاہی اور اس سے سبق سیکھنا قومی شعور میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ کسی قوم کی ترقی کا اندازہ کرنے کے لیے اس کے ماضی سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ مختلف اقوام کی تاریخ کا مطالعہ ہمیں ان کی ترقی کے عوامل اور تباہی کی وجوہات سے آگاہ کرتا ہے جن کی مدد سے ہم اپنے ارادوں کے مختلف پہلوؤں کو پرکھ کر بہتر فیصلے کر سکتے ہیں۔ گویا انسان حال کی عمارت میں بیٹھ کر تاریخ کی کھڑکی سے اپنے مستقبل کا نظارہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریخی واقعات سے ہمیں مثبت سوچ، یقین اور محنت کی اہمیت کا علم ہوتا ہے اور جس قوم کے مزاج میں یہ خصوصیات پیدا ہو جائیں کوئی نہیں جو اس کی ترقی کے سامنے حائل ہو سکے۔ اخبارات قوم کی تعلیم و تربیت اور انہیں معلومات پہنچانے کے ساتھ ساتھ تاریخ کا ایک ماخذ ہوتی ہیں۔ مؤرخ جس زمانے کی تاریخ مرتب کرتا ہے اس زمانے کے مستند اخبارات اس کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ اخبارات بظاہر خبروں، تجزیوں اور مضامین کا مجموعہ ہوتے ہیں لیکن ان سے غیر محسوس طور پر قومی عادات و اطوار اور معاشرتی روایات مترشح ہوتی اور قوموں کے کردار واضح ہوتے ہیں۔ اسی لیے آج کے اخبار کو کل کی تاریخ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ چنانچہ الفضل بھی اس لحاظ سے تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے جو اپنے اجرا سے آج تک وہ تمام خدمات سرانجام دیتا چلا آتا ہے جن کو بانیٔ الفضل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا تھا۔

اخبار الفضل کے اجرا کے وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ''اخبار فضل کا پراسپکٹس'' میں جو ضروریات بیان فرمائیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے مطابق عرصہ سو سال سے زائد سے یہ اخبار خدمت کی توفیق بھی پا رہا ہے۔ اس اخبار میں اسلام کی خوبیاں اور قرآن شریف کے کمالات کی اشاعت کی گئی۔ اس کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا پرچار کیا گیا۔ احبابِ جماعت کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے واقف کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی بدعات اور رسومات کی ظلمتوں سے نکالنے اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلانے کا عظیم الشان جہاد کیا گیا۔ تاریخ اسلام کے ایسے روشن پہلوؤں کو روشناس کرایا گیا جن سے ہمت، استقلال، قربانی، جرأت، ایثار، ایمان، وفاداری وغیرہ جیسے خصالِ حسنہ کی ترقی کی تحریک ہوتی ہو۔ ایسے زمانے میں جب برصغیر کے مسلمانوں میں تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی تھی مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً تعلیم کی ترغیب دی اور اس کے لیے مفید تجاویز پیش کیں۔ احباب جماعت کو تبلیغ اسلام کی ترغیب دی گئی، اس کے ذرائع تلاش کر کے ان سے انہیں آگاہ کیا اور مخالفین کی تبلیغی کوششوں سے آگاہ کیا گیا۔ سیاست میں جماعت کو ان اصولوں پر چلنے کی تعلیم دی گئی جن پر حضرت مسیح موعودؑ قوم کو چلانا چاہتے تھے یا خلفائے وقت کی جانب سے راہنمائی کی جاتی تھی۔ مختلف ممالک اور جماعتی خبروں اور ترقیات سے پبلک کو آگاہ کیا گیا۔ مختلف علاقوں اور دور دراز میں بسنے والے احمدیوں میں باہمی میل ملاپ اور واقفیت بڑھانے میں مثبت کردار ادا کیا نیز معلوماتِ عامہ میں اضافے کے سامان بہم پہنچائے۔ اور ان سب امور نے مل کر جہاں جماعت احمدیہ کے اجتماعی کردار کو دنیا کے سامنے پیش کیا وہاں مؤرخ کے لیے ایسی معلومات کا خزانہ چھوڑا جن سے استفادہ کر کے تاریخ کے دھندلکوں سے ایک واضح تصویر کشید کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ روز اول سے آج تک اس عظیم الشان خزانے کی خدمت کی توفیق پانے والے ہر فرد کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

الفضل کا کیا کام ہے اور یہ کیا خدمت بجا لا رہا ہے، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل ربوہ کے صد سالہ جوبلی سوونیئر کے لیے بھجوائے گئے اپنے بصیرت افروز پیغام میں اس کا ذکر یوں فرمایا کہ ''الفضل کا کام احبابِ جماعت کو حضرت مسیح موعود کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، خلیفہ وقت کی آواز ان تک پہنچانا نیز جماعتی ترقی اور روزمرہ کے اہم جماعتی حالات و واقعات سے باخبر رکھنا ہے۔ چنانچہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات اور ارشادات شائع ہوتے ہیں۔ خلفائے احمدیت کے خطبات و خطابات اور تقاریر وغیرہ شائع ہوتی ہیں اور یہ خلیفہ وقت اور احباب جماعت کے مابین رابطے اور تعلق کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف ممالک سے جماعتی مراکز کی رپورٹیں چھپتی ہیں جن سے مبلغ اور سلسلہ کے مخلصین کی نیک مساعی کا علم ہوتا ہے اور جماعت کی ترقی اور وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ الفضل میں مختلف موضوعات پر اہم اور مفید معلوماتی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں جو احباب جماعت کی روحانی پیاس بجھاتے ہیں اور ان کی دینی، اخلاقی اور علمی تعلیم و تربیت کا سامان کرتے ہیں۔ الفضل کا مطالعہ بہت سی بھٹکی روحوں کی ہدایت کا ذریعہ بھی ہے۔

الفضل تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے۔ اب تو بہت سے ممالک سے جماعت کے رسائل و جرائد شائع ہوتے ہیں لیکن ماضی میں الفضل ہی تھا جس نے جماعتی ریکارڈ اور تاریخ جمع کرنے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا ہے۔'' (روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی سوونیئر 2013ء)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کی عاجزانہ کاوش، سالانہ نمبر زیرِ عنوان ''الفضل تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ'' شائع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ احمدی اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں اور اس یقین پر قائم ہو جائیں کہ جس طرح ہمارا ماضی تابناک ہے اسی طرح ہمارا مستقبل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شاندار ہے، جس طرح جماعت احمدیہ کا یہ سفر بے سروسامانی کی کیفیت سے شروع ہو کر خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ دو سو سے زائد ممالک میں نفوذ تک پہنچ چکا ہے ان شاء اللہ اسی طرح جلد دنیا کی اکثر آبادی کے دلوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادقؑ کی محبت اور اخوت اور خدا ترسی کی تعلیمات سے فتح کرتے ہوئے انہیں اسلام کے جھنڈے تلے لے آنے میں کامیابی سے ہم کنار ہوگا۔

فہرست مضامین

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۲۳ء کے موقع پر شائع کیا جانے والا الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ نمبر بعنوان ''الفضل۔ تاریخ احمدیت کا ماخذ'' ۸۰؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس سالانہ نمبر کے لیے الفضل انٹرنیشنل کے چھ شماروں (جلد ۳۰، شمارہ ۱۲۷ تا ۱۳۲ مورخہ ۲۴ تا ۲۹؍ جولائی ۲۰۲۳ء) کو یکجا کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارے کی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے اسے افادۂ عام کا موجب بنائے۔ آمین

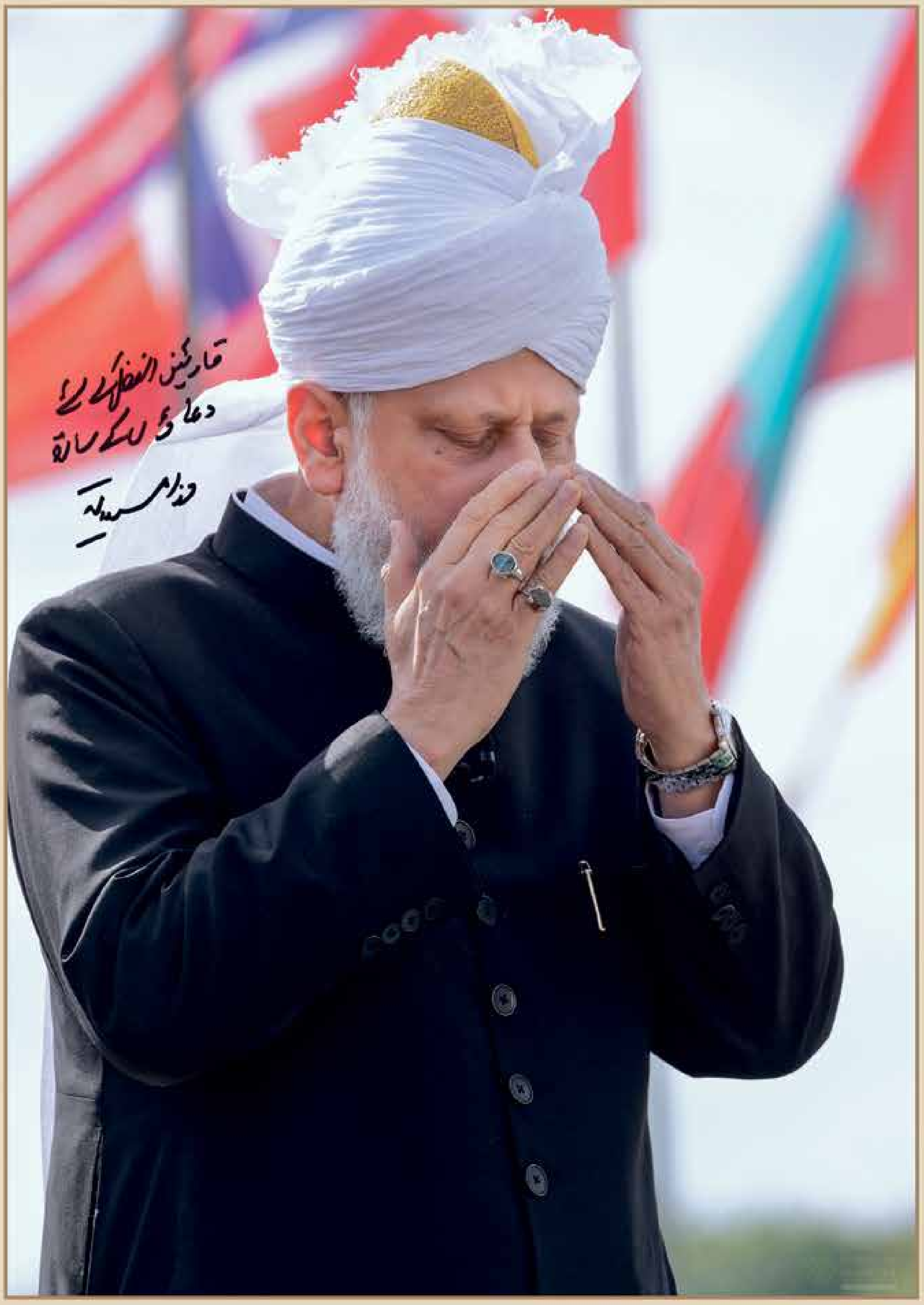
(مدیر)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر الفضل انٹرنیشنل کا خصوصی ویب پیج

www.alfazl.com//jalsauk23live

لائیو کوریج کرے گا۔ قارئین الفضل اس میں شمولیت کے لیے اپنی آرا، تجاویز، اعلاناتِ دعا اور پیغامات بذریعہ واٹس ایپ/ٹیلی گرام نمبر 447566234466+ پر یا بذریعہ ای میل sm@alfazl.com پر بھجوا سکتے ہیں

(ادارہ الفضل انٹرنیشنل)



حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک خوبصورت تصویر آپ کے بابرکت پیغام اور دستخط کے ساتھ الگ سے A4 سائز کے کاغذ پر شائع کر کے خریداران الفضل انٹرنیشنل کو تحفۃً بھجوائی جا رہی ہے۔)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عنقریب تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریم عادل حاکم اور منصف بن کر اتریں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال کی زیادتی اس طرح ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الفتن حدیث ۳۹۵۶)



کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں... دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲، ۱۳)

اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں... زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے۔ اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کی طرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ ان دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ اونٹوں کو بیکار کر دے گی اور اس کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے۔ اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے... یہ سب علامتیں اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں پوری ہو گئیں۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۳۔ ۱۸۴)

اللہ فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سَھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ یعنی کیا ہم نے ہر ایک امر میں تیرے لیے آسانی نہیں کر دی۔ یعنی کیا ہم نے تمام وہ سامان تیرے لیے میسر نہیں کر دیے جو تبلیغ اور اشاعت حق کے لیے ضروری تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس نے میرے لیے وہ سامان تبلیغ اور اشاعتِ حق کے میسر کر دیے جو کسی نبی کے وقت میں موجود نہ تھے۔ تمام قوموں کی آمد و رفت کی راہیں کھولی گئیں ...طے مسافرت کے لیے وہ آسانیاں کر دی گئیں کہ برسوں کی راہیں دنوں میں طے ہونے لگیں اور خبر رسانی کے وہ ذریعے پیدا ہوئے کہ ہزاروں کوس کی خبریں چند منٹوں میں آنے لگیں۔ ہر ایک قوم کی وہ کتابیں شائع ہوئیں جو مخفی اور مستور تھیں اور ہر ایک چیز کے بہم پہنچانے کے لئے ایک سبب پیدا کیا گیا۔ کتابوں کے لکھنے میں جو دقتیں تھیں وہ چھاپہ خانوں سے دفع اور دور ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ایسی ایسی مشینیں نکلی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے دس دن میں کسی مضمون کو اس کثرت سے چھاپ سکتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں دس سال میں بھی وہ مضمون قید تحریر میں نہیں آ سکتا تھا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰)

ہم کو الہام ہوا۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّکَ سَھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ کیا ہم نے تیرے ہر امر میں سہولت نہیں کر دی۔ حقیقت میں یہ اشیاء کسی کے لیے ایسی مفید نہیں ہوئیں جیسی کہ ہمارے واسطے ہوئی ہیں۔ ہمارا مقابلہ دین کا ہے اور ان اشیاء سے جو نفع ہم اٹھاتے ہیں وہ دائمی رہنے والا ہے۔ لوگ بھی چھاپے خانوں سے فائدے اٹھاتے ہیں لیکن ان کے اغراض دنیوی اور ناپائیدار ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے معاملات دینی ہیں۔ اس واسطے یہ چھاپے خانے جو اس زمانے کے عجائبات ہیں دراصل ہمارے ہی خادم ہیں۔

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۶۶، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)



خطبہ جمعہ

نبی اکرم ﷺ خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے کہ سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَۃُ مَوۡعِدُھُمۡ وَ السَّاعَۃُ اَدۡھٰی وَ اَمَرُّ
کہ عنقریب یہ سب کے سب شکست کھاجائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے

ہر امّت کا فرعون ہوتا ہے۔ اس امّت کا فرعون ابوجہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری طرح قتل کیا۔
عفراء کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کیا

جنگِ بدر میں وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات اور شہدائے بدر کا تذکرہ
نیز کتب احادیث وارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے کرام کی روشنی میں بدر کے موقع پر نزولِ ملائکہ پر سیر حاصل گفتگو

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں، امّتِ مسلمہ، پاکستانی احمدیوں نیز دیگر اہم امور کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07؍ جولائی 2023ء بمطابق 07؍ وفا 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشۡهَدُ أَنۡ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ۔
أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ﴿۱﴾
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ﴿۵﴾
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبہ میں کفارِ مکہ پر مسلمانوں کے رعب کا ذکر کرتے ہوئے ابوجہل اور عتبہ کے جنگ کرنے کے بارے میں اختلاف کا ذکر ہوا تھا اور پھر

ابوجہل کے طعنے کی وجہ سے عتبہ نے جنگ کا اعلان بھی کیا اور یوں باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ عُتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے درمیان چلتا ہوا نکلا اور صفوں سے آگے نکل کر مبارزت طلب کی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۴۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی آیا اور اس نے پکارا کہ کون اس سے مبارزت کرے گا، مقابلے پہ آئے گا؟ تو انصار کے کچھ نوجوانوں نے اس کو جواب دیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ عتبہ نے ان انصار سے پوچھا کون ہو تم؟ انہوں نے اسے بتایا کہ ہم کون ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ ہمارا تم سے کوئی سروکار نہیں۔ عتبہ نے ان کو یہ جواب دیا۔ ہمارا ارادہ تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنے کا ہے۔ قریش سے، مکے والوں سے ہم نے لڑائی کرنی ہے، انصار سے نہیں۔ اور ساتھ ہی بلند آواز میں پکار کر کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رشتے داروں میں سے ہمارے برابر کے لوگوں کو ہمارے مقابلے پہ بھیجو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اٹھو اے حمزہ! اٹھو اے علی! اٹھو اے عُبَیدہ بن حارث! حضرت حمزہؓ آپؐ کے چچا تھے اور علی چچازاد ہیں جبکہ عبیدہ رشتے میں چچا بنتے ہیں۔ حمزہؓ عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ اور ولید میں دو جھڑپوں کا تبادلہ ہوا اور دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو زخمی کر کے کمزور کر دیا۔ پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہؓ کو ہم اٹھا کر لائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزۃ، حدیث نمبر ۲۶۶۵)

(اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد دوم صفحہ 48 مکتبہ دار السلام ریاض 1433ھ)

ان دونوں نے، حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے تو اپنے دشمنوں کو مار دیا۔ جب حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنے ساتھی حضرت عُبیدہ بن حارثؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے تو ان کا پاؤں کٹ چکا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مَیں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو۔ (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 32، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2012ء) حضرت عبیدہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور بدر سے واپسی پر راستے میں انتقال کیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 360)

حضرت عُبَیدہ بن حارثؓ کے بارے میں ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب ان کا پاؤں تلوار سے کٹ گیا تو ان کے ساتھی انہیں اٹھا کر واپس لے آئے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لٹا دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک ان کے نیچے رکھ دیا۔ یعنی اپنا پاؤں ان کے سر یا رخسار کے نیچے رکھ دیا۔ اور عُبیدہ نے بڑی محبت سے آپؐ کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آج ابوطالب زندہ ہوتے تو جان لیتے کہ میں ان کے قول کا زیادہ حقدار ہوں۔ پھر حضرت ابوطالب کے شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ابھی تو ہم نے آپؐ کے دفاع کے لیے نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ ہی تیراندازی اور تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم ان کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں ان کے گرد نہ پڑی ہوں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے غافل نہ ہو جائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۵-۳۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

(اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۵۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس موقعے پر ابوجہل نے ایک دعا کی تھی۔

اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ جب دونوں لشکر آپس میں مل گئے یعنی شدید لڑائی ہونے لگی تو ابوجہل نے دعا کی کہ اے خدا! ہم میں سے جو شخص قریبی رشتہ داریوں کو توڑتا ہے اور ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنیں تو آج اسے ہلاک کر۔

(ماخوذ از سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۲۸۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''بدر کی لڑائی کے وقت میں

ایک شخص مُسمّٰی عمرو بن ہشام نے جس کا نام پیچھے سے ابوجہل مشہور ہوا جو کفار قریش کا سردار اور سرغنہ تھا ان الفاظ سے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ مَنْ کَانَ مِنَّا اَفْسَدَ فِی الْقَوْمِ وَاَقْطَعَ لِلرَّحْمِ فَاَحِنْہُ الْیَوْمَ یعنی اے خدا! جو شخص ہم دونوں میں سے (اس لفظ سے مراد اپنے نفس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تھا) تیری نگہ میں ایک مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم کا موجب ہو رہا ہے آج اس کو تو ہلاک کر دے اور ان کلمات سے ابوجہل کا یہ منشاء تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مفسد آدمی ہیں اور قوم میں پھوٹ ڈال کر ناحق قریش کے مذہب میں ایک تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور نیز انہوں نے تمام حقوق قومی تلف کر دیئے ہیں اور قطع رحم کا موجب ہو گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ابوجہل کو یہی یقین تھا کہ گویا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر اور پاک نہیں ہے۔ تبھی تو اس نے دردِ دل سے دعا کی لیکن اس دعا کے بعد شاید ایک گھنٹہ بھی زندہ نہ رہ سکا اور خدا کے قہر نے اسی مقام میں اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا اور جن کی پاک زندگی پر وہ داغ لگاتا تھا وہ اس میدان سے فتح اور نصرت کے ساتھ واپس آئے۔''

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 174-175)

جنگ کی حالت کا نقشہ

ایک جگہ اس طرح کھینچا گیا ہے کہ ''میدان کارزار میں کشت و خون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے ان سے سہ چند جماعت'' یعنی تین گنا جماعت ''تھی جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد میں تھوڑے، سامان میں تھوڑے، غربت اور بے وطنی کے صدمات کے مارے ہوئے ظاہری اسباب کے لحاظ سے اہل مکہ کے سامنے چند منٹوں کا شکار تھے مگر توحید اور رسالت کی محبت نے انہیں متوالا بنا رکھا تھا اور اس چیز نے جس سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی چیز نہیں یعنی زندہ ایمان نے ان کے اندر ایک فوق العادت طاقت بھر دی تھی۔ وہ اس وقت میدان جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دیں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 362)

مسلمانوں کے پہلے شہید

کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت مِہْجَعؓ کو ایک تیر کا ہدف بنایا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے شخص تھے جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد بنی عدی بن نجّار کے قبیلہ کے ایک شخص حضرت حارِثہ بن سُراقہؓ نے شہادت حاصل کی۔ آپؓ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ آپ کی طرف ایک تیر پھینکا گیا جو آپ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ اسی طرح آپؓ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

(ماخوذ از سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۲۸۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حارثہ رضی اللہ عنہ بن سُراقہ بن حارث جنگ بدر میں شہید ہوئے اور وہ ابھی نوجوان لڑکے تھے۔ ان کی ماں رُبَیِّع بنتِ نَضْر حضرت انسؓ کی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں یارسول اللہؐ! آپؐ جانتے ہی ہیں جو مقام حارثہ رضی اللہ عنہ کا میرے نزدیک تھا۔ سو اگر وہ جنت میں ہے تو مَیں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کوئی اَور بات ہے تو آپؐ دیکھیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے۔ کیا تو دیوانی ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جنتیں تو بہت سی ہیں اور تمہارا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شہد بدرا۔ حدیث ۳۹۸۲)

(طبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۸۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

اس جنگ میں صحابہؓ کا جوشِ جہاد جو دیکھنے میں آیا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ یہ سن کر عُمیر بن حُمام نے جو بنی سلمہ میں سے تھے کہا۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں بھی تھیں جو وہ کھا رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ واہ! واہ! میرے اور جنت کے درمیان میں بس اتنا ہی وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

عوف بن حارثؓ نے جو عفراء کے بیٹے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے؟ فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباسِ حرب سے خالی ہو کر قتل کرنے سے۔ اس پر انہوں نے اپنی زرہ اتار کر پھینک دی اور بہت سے کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گئے۔

(سیرۃ ابن ھشام صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

ابوجہل کے قتل کے بارے میں

بخاری میں جو روایت آتی ہے اس کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جنگِ بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا۔ مَیں نے نگاہ پھیری تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر نوجوان لڑکے ہیں جیسے ان کی اس موجودگی پر میں اپنے آپ کو امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے کہا یہ نوجوان لڑکے یا بچے انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ کہتے ہیں مَیں امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھے پوچھا۔ چچا! مجھے ابوجہل تو دکھا دو۔ مَیں نے کہا میرے بھتیجے تجھے اس سے کیا کام؟ وہ کہنے لگا مَیں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو اسے مار ڈالوں گا یا اس کے سامنے خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نوجوان نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے ایسے ہی پوچھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے تھے کہ مجھے کبھی اتنی خوشی نہ ہوتی اگر مَیں ان کی جگہ دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ ان کے اس جذبے کے باوجود بھی ان کو تسلی نہیں ہوئی پھر بھی چاہتے تھے کہ دو مضبوط آدمی میرے دائیں بائیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے معاذ اور معوذ۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی، حدیث ۳۹۸۸)

(عمدۃ القاری جلد السابع عشر صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ مَیں نے ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں گا اور مَیں اس پر جھپٹ پڑا اور تلوار کی ایک ضرب سے اس کا پاؤں ساق تک کاٹ دیا۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا۔ صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا۔ تمام دن میں اسی طرح لڑتا رہا جب تکلیف زیادہ ہوئی تو مَیں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے علیحدہ کر دیا۔

(ماخوذ از تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

جنگ کے اختتام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین کے درمیان کھڑے ہوئے اور ابوجہل کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ آپؐ نے اس کو نہ پایا تو یہ دعا کی کہ

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْجِزْنِیْ فِرْعَوْنَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

اے اللہ! تو مجھے اس امّت کے فرعون کے مقابلے پر عاجز نہ کر دینا۔

کہیں بچ کے نہ چلا جائے۔ پھر لوگوں نے اس کی تلاش شروع کی تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے ڈھونڈ لیا۔

(السیرۃ الحلبیہ باب ذکر مغازیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا مانگی کہ اے خدا! ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو عبداللہ بن مسعودؓ مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح اس کو پہچاننا کہ اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان ہے کیونکہ میں نے ابوجہل کو ایک مرتبہ عبداللہ بن جُدْعان کے ہاں ایک دعوت کے موقع پر زور کا دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا اور اس کے گھٹنے میں زخم ہو گیا۔ اس کا نشان اب تک اس کے گھٹنے میں موجود ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اسی نشان کے ساتھ مَیں نے اس کو پہچانا اور کچھ رمق زندگی کی ابھی اس میں باقی تھی۔ مَیں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا کیونکہ مکہ میں اس

نے مجھ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ مَیں نے کہا

اے دشمن خدا! تُو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا!

کہنے لگا مجھ کو کس بات نے ذلیل کیا ہے؟ ایک شخص کو تم نے مار ڈالا۔ کیا ہوا؟ کیا تم نے آج تک کسی ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو مجھ سے زیادہ معزز اور صاحب رتبہ ہو؟ اچھا یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ ابوجہل نے مجھ سے اپنے آخری وقت میں جبکہ مَیں نے اس کی گردن پر قدم رکھا کہا تھا کہ اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے! تو ایسی جگہ پر چڑھ گیا ہے جہاں تجھے نہیں چڑھنا چاہیے تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ پھر مَیں نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر آپؐ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے۔ حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ۔ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ ابن ہشام کی روایت ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

(شرح زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت ابن ہشام مترجم جلد اوّل صفحہ ۶۴۴ مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب ابوجہل کو قتل کر دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کے قتل کے بارے میں بتایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! جس کے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مَیں نے بھی عرض کیا اللہ کی قسم! جس کے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

اے اللہ کے دشمن! ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے رسوا کیا۔

(مسند الامام احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ ۱۲۵ روایت نمبر ۴۲۴۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر امّت کا فرعون ہوتا ہے۔ اس امّت کا فرعون ابوجہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری طرح قتل کیا۔ عفراء کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۴ صفحہ ۵۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۳ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''ابوجہل کو فرعون کہا گیا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے۔ فرعون نے تو آخر کہا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ (یونس:91)'' کہ مَیں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔'' مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 247 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کی طرح اپنی قوم کے راستبازوں کو درندوں اور خونیوں سے نجات دی اور موسیٰ کی طرح ان کو مکہ سے مدینہ کی طرف کھینچ لایا اور ابوجہل کو جو اس امّت کا فرعون تھا بدر کے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 523)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بدر کے موقع پر کفار مکہ جب آئے۔ انہوں نے سمجھا کہ بس اب ہم نے مسلمانوں کو مار لیا اور ابوجہل نے کہا ہم عید منائیں گے اور خوب شرابیں اڑائیں گے اور سمجھا کہ بس اب مسلمانوں کو مار کے ہی پیچھے ہٹیں گے۔ لیکن اسی ابوجہل کو مدینہ کے دو لڑکوں نے (کفار مکہ مدینہ والوں کو نہایت ذلیل خیال کرتے تھے اور ان کو ارائیں کہا کرتے تھے) قتل کر دیا۔'' یعنی صرف سبزیاں اگانے والے، کاشت کاری کرنے والے۔ ان کو جنگ کا کیا پتہ؟ بہرحال ان لڑکوں نے قتل کر دیا'' اور اسے ایسی حسرت دیکھنی نصیب ہوئی کہ اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ (عرب میں رواج تھا کہ جو سردار ہوتا وہ اگر لڑائی میں مارا جاتا تو اس کی گردن لمبی کر کے کاٹتے تا کہ پہچانا جاوے کہ یہ کوئی سردار تھا)۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے دیکھا (جب یہ بے حس و حرکت زخمی پڑا تھا) اور پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا مجھے اور تو کوئی افسوس نہیں۔ صرف یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو ارائیں بچوں نے مار دیا۔ عبداللہؓ نے دریافت کیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ اب میری یہ خواہش ہے کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹ دو۔ انہوں نے کہا میں تیری یہ خواہش بھی پوری نہ ہونے دوں گا اور اس کی گردن کو ٹھوڑی کے پاس سے سختی سے کاٹ دیا اور وہ جو عید منانی چاہتا تھا وہی اس کے لئے ماتم ہو گیا اور وہ شراب جو اس نے پی تھی اسے ہضم ہونی بھی نصیب نہ ہوئی۔''

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 11)

مشرکین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کنکریاں پھینکے جانے کے واقعہ کے بارے میں

اس طرح لکھا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! بس کیجیے۔ آپؐ نے اپنے رب سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپؐ زرہ پہنے ہوئے تھے۔

آپؐ خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَۃُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ (القمر:46-47) عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب ما قیل فی درع النبی ﷺ و القمیص فی الحرب حدیث: ۲۹۱۵)

اس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ''غرض کیا مہاجر اور کیا انصار سب مسلمان پورے زور و شور اور اخلاص کے ساتھ لڑے۔ مگر دشمن کی کثرت اور اس کے سامان کی زیادتی کچھ پیش نہ جانے دیتی تھی اور نتیجہ ایک عرصہ تک مشتبہ رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا و ابتہال میں مصروف تھے اور آپؐ کا اضطراب لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا مگر آخر ایک کافی لمبے عرصہ کے بعد آپؐ سجدہ سے اٹھے اور خدائی بشارت سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کہتے ہوئے سائبان سے باہر نکل آئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 362-363)

امام رازیؒ سورۃ انفال کی آیت وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال:18) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب قریش نے چڑھائی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ قریش قبیلہ اپنے گھوڑوں اور سامانِ فخر کے ساتھ اس حالت میں آیا کہ وہ تیرے رسول کو جھٹلا رہے ہیں اور تکذیب کر رہے ہیں۔

اے اللہ! مَیں تجھ سے وہ چیز طلب کرتا ہوں جس کا تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ! مٹھی بھر مٹی لیں اور ان کفار کی طرف پھینک دیں۔ پھر جب دونوں لشکروں کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ وادی کے کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ جسے آپؐ نے ان کفار کے چہروں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ یعنی چہرے مسخ ہو جائیں، تو مشرکین اپنی آنکھیں مسلنے لگے جس کے نتیجہ میں وہ شکست خوردہ ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی جسے آپؐ نے پھینکا فی الحقیقت آپؐ نے اسے نہیں پھینکا تھا کیونکہ آپؐ کا پھینکنا اتنا ہی اثر انداز ہو سکتا ہے جتنا کہ ایک انسان کا پھینکنا اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اللہ نے اسے پھینکا ہے جس کے نتیجے میں اس مٹی کے ذرّات ان کی آنکھوں تک پہنچ گئے۔ تو یہ پھینکنے کی صورت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی لیکن اس کا اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوا۔

(تفسیر الکبیر از امام رازی جلد ۸ جزء ۱۵ صفحہ ۱۱۲، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۴ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس میدان جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سائبان سے ''باہر آ کر آپؐ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو کشت و خون کا میدان گرم پایا۔ اس وقت آپؐ نے ریت اور کنکر کی ایک

مٹھی اٹھائی اور اسے کفار کی طرف پھینکا اور جوش کے ساتھ فرمایا۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ”دشمنوں کے منہ بگڑ جائیں“ اور ساتھ ہی آپؐ نے مسلمانوں سے پکار کر فرمایا یکدم حملہ کرو۔ مسلمانوں کے کانوں میں اپنے محبوب آقاؐ کی آواز پہنچی اور انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگا کر یکدم حملہ کر دیا۔ دوسری طرف ادھر آپؐ کا مٹھی بھر کر ریت پھینکنا تھا کہ ایسی آندھی کا جھونکا آیا کہ کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت اور کنکر سے بھرنے شروع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ خدائی فرشتوں کی فوج ہے جو ہماری نصرت کو آئی ہے اور روایتوں میں مذکور ہے کہ اس وقت بعض لوگوں کو یہ فرشتے نظر بھی آئے۔ بہرحال عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے رؤسائے قریش تو خاک میں مل ہی چکے تھے۔ مسلمانوں کے اس فوری دھاوے اور آندھی کے اچانک جھونکے کے نتیجہ میں قریش کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے اور جلد ہی کفار کے لشکر میں بھاگڑ پڑ گئی اور تھوڑی دیر میں میدان صاف تھا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 363)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اِسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے ... یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65)

بہرحال تھوڑی دیر بعد مشرکین میں ناکامی اور اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔

ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہو گئیں۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو شکست فاش دی۔

حضرت سعدؓ کا کفار کے خلاف شدید جذبہ

کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ آخر کار جب دشمن نے شکست کھا کر ہتھیار پھینک دیے اور صحابہؓ ان کو گرفتار کرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سعدؓ کے چہرے پر اس منظر سے ناگواری کے آثار ہیں یعنی مسلمانوں کے اس عمل کو وہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا اے سعد! ایسا لگتا ہے کہ تم قوم کی اس حرکت کو یعنی مشرکوں کو گرفتار کرنے کو ناپسند کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکوں کے ساتھ ہماری یہ پہلی اور کامیاب جنگ ہے۔ لہٰذا اس میں میرے نزدیک مشرکوں کو زندہ رکھنے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ قتل کر دینا بہتر ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 2 صفحہ 230، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) کہتے ہیں مَیں قید کرنے کو ناپسند کر رہا ہوں۔ مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

جنگ بدر میں فرشتوں کا نزول

اس کے بارے میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ (الانفال:10) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

غزوۂ بدر میں نزولِ ملائکہ کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا یہ جبرئیل ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑا ہوا ہے اور جنگی آلات سے آراستہ ہیں۔ سیرت ابنِ ہشام میں متعدد صحابہ کی روایات بدر کے دن فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی ہیں۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 214 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

صحابہؓ کی ان کے بارے میں بہت ساری روایات ہیں۔ حضرت جبرئیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں اہلِ بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بہترین مسلمان یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ جبرئیل نے کہا اور اسی طرح وہ ملائکہ بھی افضل ہیں جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب شهود الملائكة بدرًا حدیث ۳۹۹۲)

ایک سیرت نگار نے یہ بھی روایت لکھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ ہم مشرک تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ جنگ میں آفت کس پر پڑتی ہے تا کہ ہم بھی لُوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ چنانچہ اسی اثنا میں کہ ہم پہاڑ پر تھے ایک بادل کا ٹکڑا ہمارے قریب ہوا۔ ہم نے اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ مَیں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ حَیْزُوْم آگے بڑھو۔ میرے چچازاد بھائی کے تو دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ یہ آواز سن کے اسی جگہ مر گیا اور رہا میں تو میں بھی ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ پھر مَیں نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

(سیرت ابن هشام صفحه۴۳۱، دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۰۱ء)

سہیل بن عمرو جو اس وقت کافر تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن چتکبرے گھوڑوں پر سفید لوگوں کو دیکھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے اور قریشی افراد کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے۔ غرض

بدر میں فرشتوں کو صرف مسلمانوں نے ہی نہیں دیکھا بلکہ کفار نے بھی دیکھا ہے۔

(ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 215 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

ابو اُسَید مالک بن رَبِیعہ جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے ان کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ان کی بینائی جاتے رہنے کے بعد کا ہے۔ جب انہوں نے واقعہ بتایا، اس وقت بتا رہے ہیں جب ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آج میں بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تم کو (جب یہ سنا رہے تھے اس وقت ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی لیکن بدر کا واقعہ کے بارے میں ان کو بتا رہے ہیں کہ جب میری بینائی تھی اور بدر میں مَیں نے خود یہ دیکھا) اگر میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بھی دکھاتا جس سے فرشتے نکلے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ۔ ابو داؤد مَازِنِیؓ سے روایت ہے جو غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا بیشک میں نے بدر کے روز ایک مشرک کا تعاقب کیا تا کہ اس پر وار کروں تو اچانک میں نے دیکھا کہ میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر گر پڑا۔ میں نے جان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اَور نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے انہوں نے اپنی پیٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے اور حُنَین کے روز سرخ عمامے ان کی علامت تھے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عمامے عربوں کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جو انہوں نے اپنی پیٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے مگر حضرت جبرئیلؑ کے سر پر زرد عمامہ تھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے بدر کے سوا کسی اَور جنگ میں قتال نہیں کیا۔ وہ دوسری جنگوں میں تعداد اور مدد کو بڑھانے کے لیے شریک ہوتے تھے، کسی کو مارتے نہیں تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 431-432، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) سیرت ابن ہشام کی یہ روایت ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں کا نزول محض مومنوں کے لیے بطور بشارت اور ان کے دلی اطمینان کے لیے تھا وگرنہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے۔ یہ تصور بھی بعض احادیث صحیحہ جو ہیں اس کے منافی ہے۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک ہوئے۔ البتہ یہاں

یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نصرت کے لیے تو ایک ہی فرشتہ کافی تھا تو ہزاروں فرشتے کیوں نازل ہوئے۔

امام ابنِ کثیر صحیحین میں موجود عرصہ جنگ میں فرشتوں کے نزول کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں کا نزول اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع بطور خوشخبری تھی ورنہ اللہ اس کے بغیر بھی اپنے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے۔ اس لیے اس نے فرمایا مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے اور

سورۂ محمد میں فرمایا اللہ چاہے تو خود ہی ان کافروں سے بدلہ لے لے لیکن وہ آزماتا ہے۔

(ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 218-219 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جنگِ بدر میں خدا تعالیٰ نے بادلوں میں سے ہی اپنا چہرہ ظاہر کیا یعنی ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی جس سے کفار کو شدید نقصان اور مومنوں کو جنگی لحاظ سے عظیم الشان فائدہ پہنچا اور پھر مومنوں کی مدد اور کفار پر رعب طاری کرنے کے لئے ملائکہ بھی دلوں پر نازل ہوئے بلکہ جنگِ بدر میں کئی کفار نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا اور قُضِیَ الْاَمْرُ کے ماتحت عرب کے سردار چن چن کر مارے گئے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 458)

اسی طرح تفسیر صغیر میں سورت آل عمران کی آیت 127 کے تحت تفسیری نوٹ میں لکھا ہے: ”اس میں بتایا ہے کہ فرشتوں کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ خواب یا کشف میں خوشخبری ملنے سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے ورنہ اصل مراد یہی تھی کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔“

(تفسیر صغیر صفحہ 96 سورۃ آل عمران زیر آیت:127)

بہر حال یہ ایک کشفی رنگ تھا جو ایک حقیقی حالت تھی لوگوں نے بھی دیکھا اور غیروں نے بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں یہ آپؑ کا جو بیان ہے کتاب التبلیغ، آئینہ کمالات اسلام میں ہے۔ اس میں عربی میں ذکر ہے تو عربی والے بعض دفعہ کہتے ہیں کہ آپ لمبے اقتباس پڑھتے ہیں تو ہمیں ترجمہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ عربی بھی پڑھ دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”وَ قَدْ جَرَتْ عَادَتُهٗ وَ سُنَّتُهٗ اَنَّهٗ يَخْتَارُ الْاِخْفَاءَ وَالْكَتْمَ فِيْ وَاقِعَاتٍ قَضَتْ حِكْمَتُهٗ اِخْفَاءَ هَا وَ يَخْلُقُ الْاَهْوَاءَ فَتَحْشُرُ الْآرَاءُ اِلٰى جِهَاتٍ أُخْرٰى۔ وَإِذَا أَرَادَ إِخْفَاءَ صُوْرَةِ نَفْسٍ وَاقِعَةٍ فَرُبَّمَا يَرٰى فِيْ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ الْوَاقِعَةَ الْكَبِيْرَةَ صَغِيْرَةً مَهُوْنَةً ‘ وَالْوَاقِعَةَ الصَّغِيْرَةَ الْمَسْنُوْنَةَ كَبِيْرَةً نَادِرَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُبَشِّرَةَ مُخَوِّفَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُخَوِّفَةَ مُبَشِّرَةً۔ فَهٰذِهٖ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ مِنَ الْوَاقِعَاتِ مِنْ سُنَنِ اللّٰهِ كَمَا مَضٰى۔ أَمَّا الْوَاقِعَةُ الْكَبِيْرَةُ الْعَظِيْمَةُ الَّتِيْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّرِيَهَا صَغِيْرَةً حَقِيْرَةً فَنَظِيْرُهَا فِي الْقُرْآنِ وَاقِعَةُ بَدْرٍ لِمَنْ يَتَدَبَّرُ وَ يَرٰى۔ فَاِنَّ اللّٰهَ قَلَّلَ اَعْدَاءَ الْاِسْلَامِ بِبَدْرٍ فِيْ مَنَامِ رَسُوْلِهٖ لِيُذْهِبَ الرَّوْعَ عَنْ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يَقْضِيَ مَا أَرَادَ مِنَ الْقَضَاءِ۔ وَ أَمَّا الْوَاقِعَةُ الَّتِيْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّرِيَهَا كَبِيْرَةً نَادِرَةً فَنَظِيْرُهَا فِي الْقُرْآنِ بِشَارَةُ مَدَدِ الْمَلَائِكَةِ كَيْ تَقَرَّ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا تَأْخُذَهُمْ خِيفَةٌ فِيْ ذَالِكَ الْمَأْوٰى۔ فَاِنَّهٗ تَعَالٰى وَعَدَ فِي الْقُرْآنِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرَهُمْ بِأَنَّهٗ يُمِدُّهُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ مَا جَعَلَ هٰذَا الْعَدَدَ الْكَثِيْرَ إِلَّا لَهُمْ بُشْرٰى۔ لِاَنَّ فَرْدًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَقْدِرُ بِاِذْنِ رَبِّهٖ عَلٰى اَنْ يَّجْعَلَ عَالِيَ الْاَرْضِ سَافِلَهَا فَمَا كَانَ حَاجَةٌ اِلٰى خَمْسَةِ آلَافٍ بَلْ اِلٰى خَمْسَةٍ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ شَاءَ اَنْ يُّرِيَهُمْ نُصْرَةً عَظِيْمَةً فَاخْتَارَ لَفْظًا يُفْهَمُ مِنْ ظَاهِرِهٖ كَثْرَةُ الْمُمِدِّيْنَ وَ اَرَادَ مَا اَرَادَ مِنَ الْمَعْنٰى۔ ثُمَّ نَبَّهَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ فَتْحِ بَدْرٍ اَنَّ عِدَّةَ الْمَلَائِكَةِ مَا كَانَتْ مَحْمُوْلَةً عَلٰى ظَاهِرِ اَلْفَاظِهَا بَلْ كَانَتْ مُؤَوَّلَةً بِتَأْوِيْلٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهِ الْاَرْفَعِ وَالْاَعْلٰى۔ وَفَعَلَ كَذَالِكَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُهُمْ بِهٰذِهِ الْبُشْرٰى وَيَزِيْدَهُمْ حُسْنَ الظَّنِّ وَالرَّجَاءِ۔“

(التبلیغ، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 447 تا 449)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کی یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ عادت اور سنت ہمیشہ سے جاری ہے کہ وہ ان واقعات کو خفیہ اور پوشیدہ رکھتا ہے جن کی حکمت ان کا اخفا چاہتی ہے اور لوگوں کی خواہشات اور آرا اصل حقیقت کے برخلاف ہوتی ہیں۔ بعض اوقات اس بڑے واقعہ کو ایک چھوٹا اور معمولی واقعہ دکھاتا ہے اور چھوٹے واقعہ کو بڑا اور نادر واقعہ کے طور پر بیان کرتا ہے اور خوشخبری دینے والے واقعہ کو ڈرانے والا اور ڈرانے والے واقعہ کو خوشخبری دینے والا واقعہ دکھاتا ہے۔ یہ واقعات کی چار اقسام ہیں جو کہ اللہ کی سنت کے مطابق جاری و ساری ہیں۔ وہ عظیم اور بڑا واقعہ جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسے چھوٹا اور حقیر کر کے دکھائے وہ واقعہ جنگ بدر کا ہے اس کے لئے جو چاہے کہ تدبر کرے اور آنکھیں کھولے۔ پس اللہ نے بدر کے موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھایا۔ موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھلایا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کا ڈر دور ہو جائے اور تا کہ اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ پورا ہو کر رہے اور وہ واقعہ جسے اللہ نے چاہا کہ بڑا اور نادر کر کے دکھائے تو اس کی نظیر قرآن میں فرشتوں کی مدد کی خوشخبری کا واقعہ ہے تا کہ مومنوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچے اور معرکے میں انہیں کوئی ڈر نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومنوں سے وعدہ کیا اور انہیں خوشخبری دی کہ وہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد کو آئے گا۔ اس عدد کو زیادہ کر کے اس لیے دکھایا تا کہ ان کے لیے خوشخبری ہو۔ حالانکہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہی یہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے زمین کو تہ و بالا کر دے۔ اس کے لیے پانچ ہزار کی نہیں بلکہ پانچ کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو عظیم نصرت دکھائے تو اس نے وہ لفظ اختیار کیا جس سے امداد کرنے والے کی کثرت ظاہر ہوتی ہے اور یہی مراد لیا تھا۔ پھر اس نے فتح بدر کے بعد مومنوں کو خبر دی کہ فرشتوں کی تعداد ظاہری الفاظ پر محمول نہیں تھی بلکہ اس کی وہ تاویل تھی جو کہ اللہ بلند و برتر جانتا ہے اور اللہ نے ایسا اس لیے کیا تا کہ اس خوشخبری کے ذریعے ان کے دلوں کو اطمینان ہو اور انہیں حسن ظن اور امید میں بڑھائے۔

مشرکین کی شکست کے بارے میں

لکھا ہے کہ تھوڑی دیر بعد مشرکین کے لشکر میں ناکامی اور اضطراب کے آثار ہو گئے جب کھلی جنگ شروع ہوئی تو آثار نمودار ہو گئے۔ ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہونے لگیں۔ معرکہ اپنے انجام کے قریب جا پہنچا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا۔ پھر مشرکین کے جتھے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے مارتے کاٹتے اور پکڑتے باندھتے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ ان کو بھرپور شکست ہو گئی۔

(الرحیق المختوم مترجم صفحہ 299۔ المکتبۃ السلفیۃ لاہور 2000ء)

پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ معرکہ مشرکین کی شکستِ فاش اور مسلمانوں کی فتحِ مبین پر ختم ہوا اور اس میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے لیکن مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیے گئے جو عموماً قائد اور سردار اور بڑے بڑے سربرآوردہ حضرات تھے۔

(الرحیق المختوم مترجم صفحہ 306۔ المکتبۃ السلفیۃ لاہور 2000ء)

غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے جو صحابہؓ تھے وہ یہ تھے۔

کل چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے تھے۔ مہاجر جو تھے ان میں عُبَیدہ بن حَارِث بن مُطَّلِب، عُمَیر بن ابی وقاص، ذُوالشِّمَالَین یعنی عمیر بن عبد عمرو، عاقل بن بُکَیر، مِہْجَع مولیٰ عمر بن خطاب، صَفْوَان بن بَیْضَاء۔ اور انصار میں سے سعد بن خَیْثَمہ، مبشر بن عبد المنذِر، یزید بن حارِث، عُمَیر بن حُمَام، رافع بن مُعَلّٰی، حَارِثہ بن سُرَاقہ۔

مشرکین کے مقتولین جو تھے وہ ستر مشرکین تھے جو ہلاک ہوئے۔ زیادہ تر قریش کے سردار تھے۔ چند اہم اور نامور مقتولین کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان، حارث بن حَضْرَمی، عامر بن حضرمی، عبیدہ بن سعید بن عاص، عاص بن سعید بن عاص، عُقْبَہ بن ابی مُعَیط، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوالبختری عاص بن ہِشام، نضر بن حارث، عاص بن ہِشام، عاص بن ہشام کا نام دو دفعہ ہے یا دو شخص ہیں۔ ابوالعاص بن قیس، امیہ بن خَلَف، ابوجہل جس کا نام عَمرو بن ہشام تھا۔ ان میں سے اکثریت ان کی تھی جو مکے میں مسلمانوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیا کرتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 476 تا 480 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 145 عالم الکتب بیروت 1984ء) اس بارے میں باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

کچھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ مظلوموں کی دادرسی فرمائے۔ ان کو ایسی لیڈر شپ یا راہنما عطا

فرمائے جو ان کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ان کی صحیح راہنمائی کرنے والے ہوں اور انہیں ظلموں سے نکالنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ ان کی اب بہت زیادہ مظلومیت کی حالت ہو چکی ہے اور لگتا ہے کوئی ان کو سنبھالنے والا نہیں۔ کوئی ان کو راہنمائی کرنے والا نہیں۔

مسلمان اگر ایک ہو جائیں تو ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔

اسی طرح سویڈن میں اور بعض دوسرے ملکوں میں

بھی جو آزادیٔ رائے اور مذہبی آزادی کے نام پر غلط کام کرنے والوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور اس بہانے سے جو مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر آئے دن کچھ نہ کوئی ایسی حرکتیں کرتے ہیں جو مسلمانوں کے جذبات کو تکلیف پہنچانے والی ہیں انتہائی کریہہ حرکتیں ہیں۔ قرآن کریم کی بے حرمتی ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے پکڑ کے سامان فرمائے۔ اس میں بھی مسلمان حکومتوں کا قصور ہے جن میں پھوٹ کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتیں اس قسم کی غلط حرکتیں کرتی ہیں۔ اگر کوئی ردّعمل ہو گا مسلمانوں کی طرف سے تو وہ بھی عارضی ہی ہو گا اور ایسا ہو گا جس کا کوئی اثر نہ ہو۔ پس

مسلمان راہنماؤں اور امہ کے لیے بہت دعائیں کریں

اس کی بہت ضرورت ہے۔

پھر

فرانس میں جو حالات ہیں

یہاں بھی مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جو مسلمانوں کا ردّعمل ہے وہ بھی غلط ہے یا دوسروں کا بھی ساتھ مل کے۔ توڑ پھوڑ سے تو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کو اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق کرنے ہوں گے۔ جب مسلمانوں کے قول و فعل اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں گے تو تبھی کامیابیاں بھی ملیں گی۔ بہرحال ہم تو دعا کر سکتے ہیں۔

خاص طور پر مسلمان دنیا کے لیے اور عمومی طور پر تمام دنیا کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ظلم سے محفوظ رکھے اور دنیا میں امن و امان کی صورتحال بھی پیدا ہو جائے۔

سب ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں ورنہ دنیا جس طرف جا رہی ہے کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اسی طرح پاکستان میں جو احمدی ہیں

ان کے لیے بھی بہت دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔

فرانس میں کہنے کو تو بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں اور سمجھا جا رہا ہے کہ جو بندہ، لڑکا جس کو مارا گیا ہے اس کے حق میں بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن عملاً جو پبلک کا رویہ ہے، وہاں کے لوگوں کا رویّہ ہے وہ اس طرح سے ہے کہ سنا ہے انہوں نے دونوں کے لیے جو فنڈ ریزنگ کی ہے، اس پولیس والے کے لیے بھی جس کو پکڑا گیا اور اس لڑکے کے لیے بھی جو مارا گیا ہے اس میں لڑکے کے لیے جو فنڈ ریزنگ ہے وہ صرف دو لاکھ یورو آئے ہیں اور جو پولیس والا ہے جس کو کہتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور حکومت بھی بیان دے رہی ہے اس کے حق میں اس کے لیے، اس کی مدد کے لیے ایک ملین سے زیادہ یورو جمع ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے اور ان لوگوں کو انصاف سے چلنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو ایک ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ ۱۰ تا ۲۳؍ جولائی ۲۰۲۳ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات میں سے چند ایک کی جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆... **۱۱؍ جولائی بروز منگل:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج دوپہر بارہ بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم ڈاکٹر منور احمد عطاء صاحب (آلڈرشارٹ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور سات مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆... **۱۳؍ جولائی بروز جمعرات:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج دوپہر بارہ بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرمہ سیدہ رضیہ سمیع صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسمیع قریشی صاحب (لندن۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور سات مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆... **۱۴؍ جولائی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد مبارک، اسلام آباد یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں الفضل انٹرنیشنل ۱۷؍ جولائی ۲۰۲۳ء)

☆... **۲۱؍ جولائی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۱)

☆... **۲۲؍ جولائی بروز ہفتہ:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج دوپہر بارہ بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم چودھری ظفر اقبال صاحب (جرمنی) کی نماز جنازہ حاضر اور سات مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆... **۲۳؍ جولائی بروز اتوار:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور کا قافلہ شام ساڑھے پانچ بجے اسلام آباد سے جامعہ احمدیہ کی طرف روانہ ہوا۔ جامعہ میں تبشیر کے مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے جس کا حضور انور نے جائزہ لیا۔ اس کے بعد حضور انور کا قافلہ حدیقۃ المہدی کی طرف روانہ ہوا۔ حدیقۃ المہدی میں جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور انور نے مین مارکی میں تشریف لا کر جلسہ پر خدمت کرنے والے کارکنان سے مختصر خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد کھانے کی مارکی میں کارکنان کو حضور انور کے ساتھ کھانا تناول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور کا قافلہ واپس اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گیا۔ (تفصیلی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں آئندہ شمارہ)

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے متعدد دفتری و ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ دفتری ملاقات کی سعادت پانے والے احباب نے اپنے پیارے امام سے متفرق امور کی بابت ہدایات اور راہنمائی حاصل کرنے کی توفیق پائی۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

جنگ بدر کے حالات و واقعات

☆... آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک کریں اور اُن کے آرام کا خیال رکھیں

☆... بدر کے بعد ہر گھر ماتم کدہ تھا اور مقتولینِ بدر کے انتقام کے لیے مکہ کا بچہ بچہ مضطر تھا چنانچہ سویق کا واقعہ اور اُحد کا معرکہ اِسی جوش کا مظہر تھا

☆... جنگ بدر نے کفار کی طاقت کو بالکل توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کی شوکت اُن پر ظاہر ہوگئی تھی

☆... حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی جب صحابہؓ کے وظیفے مقرر ہوئے تو بدری صحابیوں کا وظیفہ ممتاز طور پر خاص مقرر کیا گیا

☆... جلسہ سالانہ یوکے کے حوالے سے مہمان نوازی کی اہمیت کا بیان اور کارکنان اور مہمانوں کو زرّیں نصائح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱؍جولائی ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۱؍وفا ۱۴۰۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۱؍جولائی ۲۰۲۳ء کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مولانا فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنگ بدر ختم ہونے کے بعد قیدیوں سے آنحضرتؐ کے حسن سلوک کے بارے میں طبقات ابن سعد میں درج ہے کہ جب بدر کے قیدی آئے تو اُن میں آپؐ کے چچا حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپؐ اُس رات جاگتے رہے تو صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا کہ

اَے اللہ کے نبیؐ! آپؐ کو کس بات نے جگائے رکھا ہے؟

فرمایا! عبّاس کے کراہنے کی آواز نے،

تو ایک شخص گیا اور اُس نے آپؐ کے بندھن ڈھیلے کر دیے، رسول اللہؐ نے فرمایا: کیا بات ہے مَیں عبّاس کے کراہنے کی آواز نہیں سن رہا تو ایک شخص نے کہا کہ اُس نے آپؐ کے بندھن کچھ ڈھیلے کر دیے ہیں، آپؐ نے فرمایا: پھر تمام قیدیوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا سلوک کریں اور اُن کے آرام کا خیال رکھیں، صحابہؓ نے جن کو اپنے آقاؐ کی ہر خواہش کے پورا کرنے کا عشق تھا، آپؐ کی اِس نصیحت پر اِس خوبی سے عمل کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اُس کی نظیر نہیں ملتی۔

سر ولیم میور نے قیدیوں کے ساتھ اِس مشفقانہ سلوک کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراف کیا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت کے ماتحت انصار و مہاجرین نے کفار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت و مہربانی کا سلوک کیا، چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت تاریخ میں اِن الفاظ میں مذکور ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا! وہ ہم کو سوار کرتے اور آپ پیدل چلتے، ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے اور آپ صرف کھجوریں کھا کر پڑے رہتے۔ ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ بعض قیدی اِس نیک سلوک کے زیر اثر مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا، جو قیدی اسلام نہیں لائے اُن پر بھی اِس نیک سلوک کا بہت اچھا اثر تھا۔

جنگ بدر اور اِس کے اثرات کے بارے میں لکھا ہے کہ جب فتح بدر کی خوشخبری لے کر عبداللہ بن رواحہؓ اور زید بن حارثہؓ مدینہ پہنچے تو اِن کے منہ سے

فتح کی خوشخبری کا اعلان سن کر اللہ کا دشمن کعب بن اشرف یہودی جھٹلانے اور کہنے لگا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اِن بڑے بڑے رؤساء کو مار ڈالا ہے تو زمین کی پشت پر رہنے سے زمین کے اندر رہنا (یعنی زندہ رہنے سے موت) بہتر ہے۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب میں غزوۂ بدر کے نتائج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے معرکہ نے مذہبی اور ملکی حالات پر گوناگوں اثرات پیدا کیے اور

حقیقت میں یہ اسلام کی ترقی کا قدم اوّلین تھا۔ قریش کے تمام بڑے بڑے رؤساء جن میں سے ایک ایک اسلام کی ترقی کی راہ میں سدِّ آہن تھا فنا ہو گئے۔

عتبہ اور ابوجہل کی موت نے قریش کی ریاست عامہ کا تاج ابوسفیان کے سر پر رکھا جس سے دولت اُموی کا آغاز ہوا لیکن قریش کی اصلی طور و طاقت کا معیار گھٹ گیا۔ مدینہ میں اب تک عبداللہ بن اُبی بن سلول اعلانیہ کافر تھا لیکن اب بظاہر وہ اسلام کے دائرہ میں آ گیا، گو تمام عمر منافق رہا اور اِسی حالت میں جان دی۔ اِس فتح نمایاں نے کفار میں حسد کی آگ بڑھا دی اور وہ اُس کو ضبط نہ کر سکے۔ قریش کو پہلے صرف حضرمی کا رونا تھا، بدر کے بعد ہر گھر ماتم کدہ تھا اور مقتولینِ بدر کے انتقام کے لیے مکہ کا بچہ بچہ مضطر تھا۔ چنانچہ سویق کا واقعہ اور اُحد کا معرکہ اِسی جوش کا مظہر تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کا اثر کفار اور مسلمانوں ہر دو کے لیے نہایت گہرا اَور دیرپا ہوا اَور اِسی لیے تاریخ اسلام میں اِس جنگ کو خاص اہمیت حاصل ہے حتّٰی کہ

قرآن شریف میں اِس جنگ کا نام یوم الفرقان رکھا گیا یعنی وہ دن جبکہ اسلام و کفر میں ایک کھلا کھلا فیصلہ ہو گیا۔

بے شک جنگ بدر کے بعد بھی قریش اور مسلمانوں کی باہم اور خوب سخت سخت لڑائیاں ہوئیں اور مسلمانوں پر نازک نازک موقعے بھی آئے لیکن جنگ بدر میں کفار مکہ کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی جسے بعد کا کوئی جرّاحی عمل مستقل طور پر درست نہیں کر سکا۔ تعداد مقتولین کے لحاظ سے بے شک یہ کوئی بڑی شکست نہیں تھی، قریش جیسی قوم میں ستّر بہتر سپاہیوں کا مارا جانا ہرگز قومی تباہی نہیں کہلا سکتا۔ پھر وہ کیا بات تھی کہ جنگ بدر یوم الفرقان کہلائی؟ اِس سوال کے جواب میں بہترین الفاظ وہ ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائے اور وہ یہ ہیں، واقعی اِس دن کفار کی جڑ کٹ گئی، یعنی جنگ بدر کی ضرب کفار کی جڑ پر لگی اور وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔

بدر میں فی الواقع قریش کی جڑ کٹ گئی، عتبہ اور شیبہ اور اُمیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث وغیرہ قریش کی قومی زندگی کے روح رواں تھے

اور یہ روح بدر کی وادی میں قریش سے ہمیشہ کے لیے پرواز کر گئی اور وہ ایک قالب بے جاں کی طرح رہ گئے، یہ وہ تباہی تھی جس کی وجہ سے جنگ بدر یوم فرقان کے نام سے موسوم ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اِس بارے میں لکھا ہے کہ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں پر اِس کے بعد

بھی مظالم ہوتے رہے اور اُنہیں کفار سے لڑائیاں لڑنی پڑیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جنگ بدر نے کفار کی طاقت کو بالکل توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کی شوکت اُن پر ظاہر ہوگئی تھی۔ جنگ بدر جسے قرآن کریم نے فرقان قرار دیا اِس کے متعلق بائبل میں بھی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم نے ایک گیارہویں رات کی خبر دے کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ ہجرت کے پورے ایک سال کے بعد کفار کی ساری طاقت ٹوٹ جائے گی اور مسلمانوں کے لیے فتح و کامرانی کی صبح ظاہر ہو جائے گی۔ چنانچہ عین ایک سال کے بعد جنگ بدر ہوئی جس میں کفار کے بڑے بڑے لیڈر مارے گئے اور مسلمانوں کو اُن پر نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔

فضیلت بدری اصحابؓ کی بابت لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل نبی کریمؐ کے پاس آئے اور کہا: آپؐ مسلمانوں میں اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ فرمایا: بہترین مسلمان یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ جبرئیلؑ نے کہا! اور اِسی طرح وہ ملائکہ بھی افضل ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہے اور کہا کہ جو چاہے عمل کرو مَیں نے تمہیں بخش دیا، سوائے کفر کی حالت کے۔ عام غلطیاں اور گناہ تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تصریح فرمائی کہ یعنی دوسرے لفظوں میں یہاں یہ ضمانت بھی اللہ تعالیٰ نے دے دی کہ ان پر کبھی کفر کی حالت نہیں آئے گی اور ان کا انجام بخیر ہوگا، ایک یہ مطلب بھی اِس کا ہے کہ اگر بعض غلطیاں اور گناہ ہوں گے تو بشری تقاضوں کے تحت ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف فرما دے گا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی جب صحابہؓ کے وظیفے مقرر ہوئے تو بدری صحابیوں کا وظیفہ ممتاز طور پر خاص مقرر کیا گیا، خود بدری صحابہؓ بھی جنگ بدر کی شرکت پر خاص فخر کرتے تھے۔

بدری صحابہؓ کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اِس سے بھی ہو سکتا ہے کہ

آنحضرتؐ نے اِس اُمت میں آنے والے مہدی کی ایک نشانی یہ قرار دی کہ اِس کے پاس بھی ایک کتاب ہوگی جس میں اِس کے پاس اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳؍ اصحاب کے نام ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدیٔ معہود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اُس کے ۳۱۳؍ اصحاب کا نام درج ہوگا، اِس لیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی، یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اِس سے اُمت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اُس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا اور اِس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں ۳۱۳؍ نام لکھے ہوئے ہوتے اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اِس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اِس کا مصداق بنا سکتے۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں مسیح موعود کے بارے میں لکھتے ہیں:

مہدی اِس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ (دراصل قادیان کے نام کو معرّب کیا ہوا ہے) ہے اور پھر فرمایا کہ خدا اِس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دُور دُور سے اُس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے

اور اُن کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلے اِس سے کسی شخص کو اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدیٔ موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اُس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اُس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن مَیں پہلے اِس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجّت کے لیے تین سو تیرہ نام ذیل (رسالہ انجام آتھم) میں درج کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک تصنیف خطبہ الہامیہ میں بدر اور چودھویں صدی کی ایک لطیف مشابہت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (ترجمہ) اور وہ چارسَو کا شمار خاتم النبیینؐ کی ہجرت سے بعد ہے تا دین کے غلبہ کا وعدہ جو کتاب مبین میں پہلے ہو چکا تھا پورا ہو جائے یعنی خدا کا یہ قول آیت پس بیناؤں کی طرح اِس آیت میں نگاہ کرو کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے اوّل وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لیے گزرا اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لیے ایک نشان ہے۔ پس کوئی شک نہیں کہ یہ آیت ایک لطیف اشارہ اِس آئندہ زمانہ کی طرف کرتی ہے جو شمار کی رُو سے شب بدر کی مانند ہو اور وہ چارسَو برس ہزار برس کے بعد ہے اور یہی استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک شب بدر ہے۔

اب اِس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہوگئی تھی جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مذکور تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتواں ہو جائے گا تو اُس وقت اللہ تعالیٰ اِس وعدۂ حفاظت کے موافق اِس کی نصرت کرے گا۔

چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لیے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی، خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشا کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ مَیں ہوں جس کی طرف اِس واقعہ بدر میں پیشگوئی تھی، جس کے لیے رسول اللہؐ نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو دکاندار، خود غرض کہا گیا۔ افسوس! اُن پر جنہوں نے دیکھا اور نہ دیکھا، وقت پایا اور نہ پہچانا، وہ مر گئے جو منبروں پر چڑھ چڑھ کر رویا کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں یہ ہوگا اور وہ رہ گئے جو کہ اب منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ جو آیا ہے وہ کاذب ہے، اِن کو کیا ہوگیا، یہ کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں سوچتے۔

سنو! مَیں بھی یقیناً اِسی طرح کہتا ہوں کہ آج وہی بدر کا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ اُسی طرح ایک جماعت طیار کر رہا ہے، وہی بدر اور اذلۃ کا لفظ موجود ہے۔ چودہ کے عدد کو بڑی مناسبت ہے، چودھویں کا چاند مکمل ہوتا ہے، اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے میں اشارہ کیا یعنی ایک بدر تو وہ تھا جب رسول اللہؐ نے مخالفوں پر فتح پائی اُس وقت بھی آپؐ کی جماعت قلیل تھی اور ایک بدر یہ (آپؑ کا زمانہ) ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے ۱۷؍ فروری ۱۹۰۴ء کی ڈائری میں مندرجہ الہام حضرت اقدس مسیح موعودؑ "جنگ بدر کا قصہ مت بھولو" کی بابت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں خاص طور پر بدر کی اہمیت کا ادراک پیدا فرمائے اور ہم آنحضرتؐ کے غلام صادقؑ کی آمد کو سمجھنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کرے کہ مسلمان اُمت بھی اِس واقعہ بدر کی حقیقت کو سمجھے اور آنحضرتؐ کی غلامی میں آئے ہوئے مسیح موعودؑ کو پہچانے تا کہ دوبارہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کے قابل بن سکیں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعۃ المبارک سے جماعت احمدیہ یوکے کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اِمسال تین، چار سال کے بعد باہر سے بھی جلسہ میں شمولیت کے لیے مہمان آئیں گے بلکہ مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن سب سفر کرنے والوں کے سفر میں آسانیاں پیدا فرمائے اور بحفاظت یہاں سب پہنچیں اور مقصد جلسہ سے حقیقی فیض اُٹھانے والے ہوں، اِسی طرح یوکے میں رہنے والے احباب بھی حقیقی روح اور جذبہ سے جلسہ میں شامل ہوں اور صرف اور صرف یہ بات مدنظر ہو کہ ہم نے جلسہ کے دنوں میں روحانی مائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

مزید برآں حضور انور ایدہ اللہ نے ہر شامل جلسہ کی حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان سمجھ کر خدمت کرنے کے تناظر میں جلسہ پر ڈیوٹیوں پر متعین کیے گئے کارکنان، مختلف شعبہ جات اور شاملین پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور مہمان نوازی کی بابت متفرق تفصیلی نصائح کرتے ہوئے آخر پر تلقین فرمائی کہ ہر ایک کو آنحضرتؐ کی اِس ہدایت پر عمل کرتے رہنا چاہیے کہ ہمیشہ مسکراتے رہو، اللہ تعالیٰ کرے کہ تمام کارکنان احسن رنگ میں اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دینے والے ہوں اور جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو، خاص طور پر ہر احمدی کو اِس جلسہ کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق بھی دے۔

☆...☆...☆

مسجد فتحِ عظیم؛ حقیقی مذہبی آزادی کی علامت

ترجمہ خطاب از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح مسجد فتح عظیم زائن فرمودہ یکم اکتوبر ۲۰۲۲ء

(امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تاریخی دورۂ امریکہ کے دوران مورخہ یکم اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ مسجد فتح عظیم کی افتتاحی ریسپشن سے صدارتی خطاب فرمایا۔حضورِ انور کے اس معرکہ آرا خطاب کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ ادارہ)

(خطاب کا یہ ترجمہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سب سے پہلے تو مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہماری اس تقریب میں شامل ہوئے۔ یہ کوئی دنیاوی تقریب نہیں بلکہ ایک خالصتاً مذہبی تقریب ہے جس کا انعقاد ایک اسلامی جماعت کی طرف سے کیا گیا ہے۔ پس! آپ سب کا اس تقریب میں شریک ہونا آپ کی وسعتِ قلبی، رواداری اور کشادہ ذہنی کو ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا مَیں آپ سب کا تہ دل سے شکرگزار ہوں کہ زائن شہر میں ہماری اس نئی مسجد کے افتتاح کے یادگار موقع پر آپ سب ہمارے ساتھ شریک ہو رہے ہیں۔

اس شہر میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا قیام کئی دہائیوں قبل ہوا تھا تاہم اب تک ہماری کوئی باقاعدہ مسجد اس شہر میں نہ تھی۔ اس حوالے سے

آج کا دن ہماری جماعت کے لیے انتہائی مسرت اور خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

درحقیقت عبادت گاہیں، کہ جہاں لوگ اجتماعی طور پر عبادت کرسکیں تمام ہی مذہبی جماعتوں کے لیے انتہائی ناگزیر اور اہم ہوا کرتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق،

مساجد کے قیام کی دو بنیادی اغراض اور فوائد

ہیں۔ اوّل یہ کہ مساجد کا قیام مسلمانوں کو ایک ایسی جگہ فراہم کرتا ہے کہ جہاں وہ اکٹھے ہو کر اجتماعی عبادات بجالاسکیں اور اپنے اعتقاد اور تعلیمات کے مطابق مذہبی فرائض ادا کرسکیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ عبادت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح مساجد کی تعمیر کی دوسری غرض یا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح معاشرے کا ایک وسیع حصّہ اسلام اور اُس کی تعلیمات سے رُوشناس اور متعارف ہو جاتا ہے۔ اگر مساجد میں عبادت کے لیے حاضر ہونے والے کامل سنجیدگی اور بھرپور کوشش کے ساتھ اسلامی تعلیمات کا عملی اظہار کرنے والے ہوں تو یقیناً یہ چیز مقامی افراد میں اسلام کے متعلق قدرتی طور پر دلچسپی اور تجسس بڑھانے والی ہوگی۔ اسلام کے متعلق اُن کا عِلم اور ادراک ترقی کرے گا اور جب وہ مسلمانوں کو اپنے درمیان پُرامن طریق سے معاشرے میں مثبت کردار ادا کرتے ہوئے دیکھیں گے تو خدا کے فضل سے اُن کو لاحق ہر طرح کے تحفظات اور خدشات دُور ہوں گے۔ پس، یہ ہیں وہ دو مقاصد جن کو پورا کرنے کے لیے جماعت احمدیہ مسلمہ دنیا بھر میں مساجد تعمیر کرتی ہے۔

ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض یہ سوچ رہے ہوں کہ

احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں کیا فرق ہے یا احمدی مسلمانوں کو کیا چیز دیگر مسلمانوں سے ممتاز کرتی ہے

سو، اس حوالے سے مَیں بتاتا چلوں کہ قرآن کریم میں مذکور عظیم الشان پیش گوئی اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی عطا کردہ پیش خبری کے عین مطابق یہ مقدّر تھا کہ اسلام پر صدیاں گزرنے کے ساتھ مسلمان رفتہ رفتہ حقیقی اسلام سے دُور جا پڑیں گے اور بالآخر مسلمانوں کی اکثریت اسلامی تعلیمات کو ترک کر کے برائے نام مسلمان رہ جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور پیغمبرِ اسلام ﷺ نے یہ بشارت بھی دے رکھی تھی کہ روحانی زوال کے اس زمانے میں

خدا تعالیٰ ایک ایسے موعود مصلح کو مبعوث فرمائے گا کہ جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کا ازسرِ نَو احیا اور تجدیدِ دین کا فریضہ سرانجام دے گا،

اور اُس عظیم الشان مجدد کا خطاب اور نامِ نامی مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا۔ وہ مبارک مسیح اسلام کی امن و سلامتی، پیار و محبت اور رواداری کی تعلیم کا پرچار کرے گا۔

وہ تمام دنیا کو محبت اور یگانگت کے بندھن میں باندھ کر، بلاتفریق مذہب وملّت امن کے ساتھ رہنے کا درس دے گا۔

بطور احمدی مسلمان ہم اس بات پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی موعود مسیح اور مصلح ہیں کہ جن کی خوش خبری قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔

اپنی حیاتِ مبارکہ میں بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنے متبعین کو یہی درس دیا کہ وہ اسلام کی محبت، احسان اور عام ہمدردی کی تعلیم پر ازخود عمل پیرا ہو کر اپنے عمل کے ذریعے یہ پیغام دوسروں تک پہنچائیں اور یوں انسانیت کے قُلوب و اذہان کو فتح کر لیں۔ درحقیقت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے یہی دعویٰ فرمایا تھا کہ وہ مسیح موسوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریق اور نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو پھیلائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انسانیت کے لیے مروّت و احسان اور رحم دلی کا عملی نمونہ قائم فرمایا۔ آپؑ کا ہر قول اور ہر عمل معاشرے میں امن و آشتی اور بھائی چارے کے فروغ کے لیے تھا۔ اپنے پیروکاروں کو آپؑ نے یہ درس دیا کہ اسلام کے معنی ہی امن و سلامتی کے ہیں، اور یہ کہ آپؑ کی بعثت کے ذریعے ایک روز اسلام اپنی اس روحانی اصل کو ازسرِ نَو حاصل کر لے گا،

وہ دن دُور نہیں کہ جب اسلام دنیا بھر میں امن و سلامتی، رواداری اور پیار اور ہمدردی کے مذہب کے طور پر جانا جائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ اسلام کے ابتدائی دَور میں ہونے والی جنگیں تمام کی تمام دفاعی نوعیت کی تھیں جو حد سے بڑھے ہوئے ظلم وستم کے جواب میں بامر مجبوری لڑی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک اور آپؐ کے چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں کبھی کسی ایک موقعے پر بھی مسلمان افواج نے جنگ وجدل میں پہل نہیں کی اور نہ ہی کسی موقعے پر ناانصافی اور بے رحمی سے کام لیا۔ اس کے برعکس ہر ایک جنگ اور معرکہ جو مسلمانوں کو درپیش ہوا وہ وحشیانہ روش اور جبر کے خاتمے کے لیے تھا۔

عصرِ حاضر میں جبکہ جغرافیائی سیاسی تنازعات دنیا بھر میں تباہی مچا رہے ہیں ایسے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مذہبی جنگوں کے خاتمے کا عَلم بلند فرمایا ہے۔ پس اب مسلمانوں سمیت کسی بھی دین کے پیروکاروں کے لیے مذہب کے نام پر جنگیں لڑنے کا کوئی جواز باقی نہیں۔ لہٰذا یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہو جانی چاہیے کہ جماعت احمدیہ کا مقصد زمینوں اور علاقوں پر قبضے کرنا اور شہروں اور قوموں کو فتح کرنا ہرگز نہیں۔ ہم نے تو اُن علاقوں اور اقوام میں بھی کہ جہاں ہمیں وسیع پیمانے پر قبولیت حاصل ہوئی کبھی سیاسی فوائد یا دنیاوی اثرورسوخ حاصل کرنے کی خواہش نہیں کی۔

ہمارا واحد مقصد اور مطمحِ نظر پیار اور محبت کے ذریعے دنیا کے دلوں کو فتح کرنا اور انہیں خدائے یگانہ کے قریب لانا ہے تا کہ وہ حقیقی معنوں میں اُس کے عبد بن سکیں اور باہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ دنیاوی جاہ وحشمت اور اختیار و اقتدار سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک خوب صورت شعر میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار [1]

جماعت احمدیہ مسلمہ کے آغاز سے آج تک دنیاوی اور سیاسی طاقت کے حصول سے بُعد اور دُوری جماعت کا طرۂ امتیاز رہا ہے اور آئندہ مستقبل میں بھی یہی روش برقرار رہے گی۔ گذشتہ ایک سَو تیس برس سے زائد عرصے سے ہماری واحد تمنا یہ ہے کہ اسلام کا امن اور محبت کا پیغام عام کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر سے کئی ہزار لوگ ہر سال ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ ہمیں کسی شخص اور کسی مذہب سے کوئی شکوہ، عناد یا عداوت نہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو خدا اور اس کے دین کو مٹانے کے درپے ہیں اُن کے بالمقابل بھی ہمارا جواب کبھی ہتھیار اٹھانے یا تشدد کی راہ اختیار کرنے کا نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس ہمارا ردِّعمل خدا کے حضور عاجزی کے ساتھ جھکتے چلے جانا ہے۔

ہمارا واحد ہتھیار دعا ہے اور جماعت احمدیہ کی ایک سو تینتیس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ہمارا خدا ہماری التجاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

جہاں تک مذہبی آزادی اور حریّتِ ضمیر کا تعلق ہے ہم اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ یہ ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے کہ وہ جو چاہے راستہ اختیار کرے۔ ایسا نہیں کہ ہم نے یہ عقیدہ کبھی بعد کے زمانے میں ازخود بنالیا، نہیں بلکہ یہ عقیدہ کلیۃً قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کے عِلم میں ہوگا کہ ابھی برطانوی فرماں روا ملکہ معظّمہ الزبیتھ دوم کی وفات ہوئی اور اُن کے صاحبزادے شاہ چارلس سوم بادشاہ بنے۔ برطانوی فرماں روا کے شاہی خطابات میں سے ایک خطاب Defender of the Faith (محافظِ دین) بھی ہے۔ شاہ چارلس کئی مواقع پر تمام مذاہب کے لیے اپنے احترام کا اظہار کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ وہ محض دین کا محافظ کہلانے کے برخلاف تمام ادیان کا محافظ کہلانا زیادہ پسند کریں گے۔ بے شک اُن کا یہ بیان سراہے جانے کے لائق اور اُن کی وسیع النظری اور فکری بالیدگی کا عکّاس ہے۔ تاہم اُن کے بادشاہ بننے کے ساتھ ہی بعض تجزیہ کاروں نے ان خدشات کا اظہار شروع کر دیا ہے کہ اس قسم کی ترمیم مسیحی حلقوں میں بالخصوص اور چند دیگر طبقات میں

بھی قابلِ پذیرائی خیال نہیں کی جاسکتی۔ ایک شہ سُرخی تو یہ جمائی گئی کہ تمام مذاہب کا محافظ اور بہبود کار بننے کی خواہش بادشاہ کی محض خام خیالی ثابت ہوگی۔ بے شک بعض لوگوں کے نزدیک مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کی یہ کوششیں بے کار اور عبث ہوں گی لیکن میرے خیال میں تمام ادیان کا تحفظ اور مذہب اور عقیدے کی یہ آزادی ہی دراصل دنیا میں حقیقی امن کے قیام کی بنیاد ہے۔ اس حوالے سے مَیں امریکی حکومت کو بھی سراہتا ہوں کہ جنہوں نے عالمی امن کے قیام کے لیے، محکمہ خارجہ کے زیرِ انتظام The Office of International Religious Freedom (ادارہ برائے عالَم گیر مذہبی آزادی) قائم کیا ہے، جو دنیا بھر میں مذہبی آزادی کے فروغ کے لیے ہر سال ایک بین الاقوامی سربراہی اجلاس منعقد کرتا ہے۔

عالَم گیر مذہبی آزادی کی ضمانت کے متعلق ایک نہایت اہم اور بنیادی اصول قرآن کریم نے سورہ حج کی آیات ۴۰اور ۴۱ میں بیان فرمایا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ۔ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ) ”اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔“ مزید فرمایا کہ ”اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقت ور (اور) کامل غلبے والا ہے۔“

مذکورہ دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاعی جنگوں کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بالوضاحت فرمایا ہے کہ اجازت اس لیے دی گئی ہے کیونکہ جارحیت پسند حملہ آور دنیا سے مذہبی آزادی کو جڑ سے مٹا دینے کے درپے ہیں۔ جنگ کی یہ اجازت محض مسلمانوں اور اُن کی مساجد یا اسلام کے دفاع کی خاطر نہیں دی گئی بلکہ قرآن کریم صراحتاً فرماتا ہے کہ اگر مسلمانوں کے ساتھ روا رکھی جانے والی اِن ناانصافیوں کا سخت ردِّعمل نہ دیا جاتا تو کوئی گرجاگھر، کوئی کلیسا، کوئی مندر، مسجد یا کسی قسم کا کوئی بھی معبد سلامت نہ رہتا۔ پس قرآن کریم ہی وہ واحد الہامی صحیفہ ہے جو مکمل مذہبی آزادی کی ضمانت ہی نہیں دیتا بلکہ اس سے بڑھ کر وہ مسلمانوں اور مسجدوں میں داخل ہونے والوں کو غیر مسلموں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کی تاکید بھی فرماتا ہے۔ یہ وہ آسمانی صحیفہ ہے کہ جو تمام مذاہب، عقائد اور مسالک کا محافظ اور نگہبان ہے۔ یہ ہیں وہ اصلی، حقیقی اور جامع اسلامی تعلیمات کہ جن کی دنیا کے گوشے گوشے میں ترویج و اشاعت کے لیے ہم کوشاں ہیں۔

اس مسجد کے حوالے سے شاید آپ میں سے بعض متعجب ہوں کہ

ہم نے مسجد کی تعمیر کے لیے زائن شہر کا انتخاب کیوں کیا؟

بے شک اس مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد تو وہی ہے جو مَیں نے پہلے بیان کیا۔ دوسرا یہ کہ وہ لوگ جو اس شہر کی تاریخ سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ

اس شہر کا بانی ایک مسیحی مبلغ مسٹر الیگزینڈر ڈوئی تھا جس نے اس شہر زائن سے ہی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

مسٹر ڈوئی نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سخت دشمنی اور نفرت کا اظہار کیا۔ بالآخر بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی توجہ اس جانب مبذول ہوئی اور آپؑ نے براہِ راست مسٹر ڈوئی کو جواب دیا۔ شاید آپ میں سے بعض یہ سوچیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسٹر ڈوئی سے مخاطب ہوتے ہوئے تیز زبان کا استعمال کیوں کیا اور یہ آپ کے ہمدردی اور محبتیں بانٹنے کے دعوں سے کیسے مطابقت رکھتا ہے؟ درحقیقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پُرامن تعلیمات اور مسٹر ڈوئی کو دیے گئے جوابات میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کبھی ایک دفعہ بھی کسی قسم کے شدید یا سخت ردِّعمل کا اظہار نہیں کیا؛ بلکہ جب آپؑ کو پہلی بار مسٹر ڈوئی کے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض اور عناد کا علم ہوا تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اسے بڑی عزت کے ساتھ مباحثے کی دعوت دی اور مسلمانوں کے جذبات کا احترام اور تحمل کا مظاہرہ کرنے کا درس دیا۔ اس کے برعکس یہ مسٹر ڈوئی تھا جس نے اسلام کے خلاف محاذ آرائی اور تصادم کی کوشش کی اور یہ اُس کی بڑی دلی تمنّا تھی۔ چنانچہ مسٹر ڈوئی لکھتا ہے کہ ”مَیں خداوند سے دعا کرتا ہوں کہ جلد از جلد اسلام صفحۂ ہستی سے نابود ہوجائے۔ اے خداوند خدا! تُو میری دعا سن، اے خدا! اسلام کو برباد کر دے۔“(2)

مزید برآں اپنی تحریرات میں مسٹر ڈوئی نے نہایت تمسخرانہ انداز میں اس امکان پر بات کی جسے وہ بزعمِ خود عیسائیت اور اسلام کے مابین جنگ قرار دیتا تھا۔ اس نے لکھا کہ اگر مسلمان عیسائیت قبول نہ کریں گے تو یقیناً وہ ہلاک اور تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ ایسی زہر آلود شعلہ بیانی پر ردِّعمل دیتے ہوئے

حضرت بانی جماعت احمدیہ مسلمہ علیہ السلام نے اس امر کو یقینی بنایا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں معصوم لوگ اسلام اور عیسائیت کی اس ممکنہ مذہبی جنگ کی بھینٹ نہ چڑھ جائیں جو مسٹر ڈوئی کے جنگی جنون کے سبب حقیقت کا رُوپ دھار سکتی تھی۔

پس آپؑ نے مسٹر ڈوئی کو مباہلے کا چیلنج دیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی کی پیش گوئی کرنے کے بجائے آسان طریق یہ ہے کہ آپؑ اور مسٹر ڈوئی دونوں خدا سے پورے یقین کے ساتھ یہ دعا کریں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچّے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے۔ آپؑ کی یہ تجویز دراصل اُس نازک صورتِ حال کے حل کے ساتھ ساتھ عام ہمدردی پر بھی مشتمل تھی یعنی تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کو باہم تصادم کے خطرے میں ڈالنے کے بجائے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس بات پر زور دیا کہ آپؑ اور مسٹر ڈوئی دعا کا سہارا لیں اور اس معاملے کا فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ حق و صداقت کے تعین کے لیے یہ نہایت معقول اور پُرامن تجویز تھی۔ بے پناہ اشتعال انگیزی اور عداوت کے جواب میں یہ بلامبالغہ تحمل کی ایک شاندار مثال ہے۔ مسٹر ڈوئی نے اس چیلنج کا انتہائی جارحانہ رنگ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو جواب دیا۔

مسٹر ڈوئی کا یہ جواب ریکارڈ کا حصّہ ہے، اُس نے کہا کہ ’ہندوستان میں ایک بےوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں۔“(3) اس پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنا چیلنج دوبارہ پیش فرمایا اور اس بار اس چیلنج کو امریکہ سمیت ہر جگہ بھرپور شہرت حاصل ہوئی۔ اپنے مریدوں کے حلقے میں قدآور حیثیت اور دولت و طاقت کے باعث صحافیوں نے مسٹر ڈوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کا موازنہ بالکل بےحقیقت گمان کیا۔ ان کے نزدیک آپؑ ہندوستان کے ایک دُور افتادہ گاؤں کے ایسے باشندے تھے کہ جن کی ظاہری دولت اور دنیاوی طاقت کا مسٹر ڈوئی سے ہرگز کوئی مقابلہ نہ تھا۔ پھر یہ کہ جسمانی صحت کے اعتبار سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے بالمقابل مسٹر ڈوئی زیادہ جوان اور زیادہ صحت مند تھا۔ مگر ان

ظاہری وجوہات میں حد درجہ تفاوت کے باوجود سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک لمحے کے لیے بھی نہ ہچکچائے، نہ ذرّہ برابر آپ کے قدم ڈگمگائے اور آپؑ نے اپنے اس چیلنج سے پیچھے ہٹنے کا خیال تک نہ کیا۔

تمام تر دنیاوی حالات کی ناموافقت کے باوجود فیصلہ جلد ہی آپؑ کے حق میں آ گیا۔ ذرا سی مدّت کے اندر اندر ڈوئی کے مرید اسے چھوڑ گئے، وہ اپنی بے پناہ دولت سے ہاتھ دھو بیٹھا، اور اس کی جسمانی اور ذہنی حالت دگرگوں ہوگئی۔ بالآخر اس کی ناگفتہ بہ حالت کو امریکی میڈیا نے ’عبرت ناک انجام‘ سے تعبیر کیا۔ اس وقت کے امریکی میڈیا کو بہرحال اس بات پر داد دی جانی چاہیے کہ ان کے صحافیوں نے نہایت دیانت داری کے ساتھ سارے معاملے کو رپورٹ کیا۔ مثلاً مشہور اخبار ’بوسٹن ہیرلڈ‘ نے یہ سُرخی جمائی کہ ”Great is Mirza Ghulam Ahmad The Missiah“ یعنی ’مرزا غلام احمد المسیح عظیم الشان انسان ہے‘

غرض حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنے نظریات یا عقائد کی ترویج کے لیے کبھی بھی جبر سے کام نہیں لیا، اور نہ ہی کبھی آپؑ نے مسٹر ڈوئی یا کسی دوسرے دشمنِ اسلام کی نفرت کے جواب میں ظاہری اسباب وغیرہ کا سہارا لیا۔

احمدی مسلمانوں کے لیے یہ واقعہ ہمارے بانی سلسلہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے اور اس وجہ سے زائن شہر کو ہماری تاریخ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

وقت کی کمی کے پیشِ نظر مَیں مزید تفاصیل میں نہیں جاتا۔ بہرحال اس مباہلے کے متعلق یہاں مسجد میں ایک خصوصی نمائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پس اگر آپ یہ نمائش پہلے نہیں دیکھ چکے اور اس حوالے سے مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جانے سے قبل آپ اس نمائش سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اب آخر میں مَیں یہ کہنا چاہوں گا کہ

آج سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے متبعین خدا تعالیٰ کے حضور اس کا شکر بجالاتے ہیں کہ ہم زائن شہر میں اس مسجد یعنی ’مسجد فتح عظیم‘ کے افتتاح کی توفیق پا رہے ہیں جو دراصل حقیقی مذہبی آزادی کی علامت ہے۔

اس مسجد کے دروازے اس روشن اور واضح پیغام کے ساتھ کھلے ہیں کہ تمام لوگوں اور گروہوں کے مذہبی حقوق اور پُرامن عقائد کا تحفظ اور احترام ہمیشہ کیا جاتا رہے گا۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کا نصب العین بنی نوع انسان کو روحانی بقا کی راہوں پر گامزن کرنا اور اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ تمام بنی نوع انسان بلا تفریق رنگ و نسل ہم آہنگی اور باہم عزت و احترام کے ساتھ حقیقی امن اور سلامتی کے سائے تلے زندگی بسر کرسکیں۔

مَیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ یہ مسجد تمام بنی نوع انسان کے لیے ہمیشہ امن و سلامتی، محبت اور رواداری کا تابندہ نشان بنی رہے۔ میری دعا ہے کہ یہ وہ مقام ثابت ہو کہ جہاں لوگ مکمل خلوص اور عاجزی کے ساتھ اپنے خالق خدا کی معرفت اور اُس کے حضور سجدہ ریز ہونے اور بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی کا سبق سیکھنے کے لیے ہمیشہ جمع ہوتے رہیں، کیونکہ ہمارا کامل اور پختہ ایمان ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کے بنا فلاح و کامیابی کا تصور ناممکن ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے اور ہمارے ساتھ اس تقریب میں شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ آمین

حواشی:

۱. براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۱
۲. Leaves of Healing, February 14, 1903
۳. Leaves of Healing, December 27, 1903

☆…☆…☆

(ترجمہ: ’نون۔ الف۔ خان‘)

پھر جلسہ ٔسالانہ کے سامان کے دن ہیں

(آصف محمود باسط)

مزدوریاں تو ربوہ کے جلسوں میں ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے میری ڈیوٹی لنگر خانے میں روٹی پکوائی پر ہوتی تھی۔ ہر طرف تنور بھڑک رہے ہوتے تھے

جلسہ سالانہ یوکے کی آمد آمد ہے۔ مساجد اور جماعتی عمارتوں میں جلسے کی رونقیں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اور دور دیسوں سے آنے والے چہرے جماعتی منظر نامے پر محبتوں اور عقیدتوں کے رنگ بکھیر رہے ہیں۔

میرا سالہاسال کا تجربہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے قریب آنے کے ہفتوں اور دنوں میں حضرت صاحب کے چہرۂ مبارک پر آپ کی دلی مسرت کھِلتی نظر آتی ہے۔

اس مرتبہ تو یہ خوشی میں نے مہینوں پہلے سے بارہا مشاہدہ کی۔ اس سال کتنے ہزار لوگوں کے شامل ہونے کی توقع ہے۔ کہاں کہاں سے آرہے ہیں۔ انتظامات میں کیا کچھ ردوبدل اور بہتری کی صورت ہے۔ یہ اور ایسی بہت سی باتیں کرتے ہوئے محبت کے کئی رنگ چہرۂ مبارک پر لہراتے ہوئے دیکھے۔ آخر اتنے سالوں کے بعد جلسہ، جلسے کی طرح جو ہو رہا ہے۔ لاکھوں محبتوں کا امین، دور دراز سے آنے والے اپنے پیاروں کا منتظر محسوس ہوا۔

ایسی ہی ایک انمول گھڑی میں فرمایا: ''تمہارے شعبے کا خیمہ لگ گیا ہے؟''

عرض کی کہ آج کل میں لگنا تھا۔ کل جا کر دیکھوں گا۔

فرمایا: ''آج تو سارا دن بارش ہوتی رہی۔ کل بھی کچھ بارش ہے۔ لیکن کام مسلسل چل رہا ہے۔ اگلے چند دن موسم ٹھیک ہے۔ دیکھتے ہیں جلسے کے دنوں میں موسم کیسا رہتا ہے۔''

عرض کی کہ شکر ہے گرمی کا زور بھی کچھ ٹوٹ گیا ہے۔

فرمایا: ''یہاں گرمی کا زور ٹوٹا ہے۔ ربوہ میں تو چالیس بیالیس چل رہا ہے۔ یہاں پر رہنے والے اوروں کا تو پتہ نہیں دیکھتے ہیں یا نہیں۔ میں تو ہمیشہ ربوہ کا موسم بھی دیکھتا ہوں۔''

اس سے پہلے کہ آگے کچھ بھی عرض کروں۔ ربوہ اور پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو مبارکباد پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جلسے میں شمولیت انگلستان حاضری کی تو محتاج نہیں۔ جس کی محبت میں ہزاروں کھنچے چلے آتے ہیں، اس کے دل میں آباد رہنے والوں سے زیادہ خوش قسمت کون ہوگا؟

سو آگے چلنے سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی طرف سے اور دنیا بھر کے احمدیوں کی طرف سے مبارکباد کہ ان کا تو جلسہ ہوگیا۔ عید ہوگئی۔ تمہارا محبوب تمہیں کس محبت سے یاد رکھتا ہے۔ تمہارے شہر کے موسموں کو بھی۔ تمہارے ہر موسم کو، جو شدید سے شدید تر ہوتا جاتا ہے۔ کون کہتا ہے تمہاری قربانیاں رائیگاں گئیں؟ اللہ اکبر!

ایک روز شام کو حضور نے بذریعہ فون یاد فرمایا۔ ایک کام سپرد فرمایا تھا اس سے متعلق دریافت فرمایا۔ میرے خیال میں کام ہو چکا تھا اور میں اپنی طرف سے تسلی کر چکا تھا۔ مگر حضور نے ایک مقام کی نشاندہی فرمائی کہ وہاں پر وہ کام مکمل نہ ہوا تھا۔ اس پر جو نصیحت فرمائی وہ افادۂ عام کے لیے ضبطِ تحریر میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔

فرمایا: ''جب اپنے ماتحتوں کو کام دو تو بعد میں اچھی طرح تسلی کیا کرو۔ کبھی اس خیال سے بیٹھ نہیں جانا چاہیے کہ میں نے کہہ دیا ہے اور ماتحت اسے کرنے کے پابند ہیں، اس لیے وہ کر ہی لیں گے۔ جب وہ کر لیں اور تمہیں بتادیں کہ کام ہوگیا ہے تو پھر تفصیل سے دیکھا کرو کہ ان کی رپورٹ درست ہے یا نہیں۔ ہوسکتا ہے انہیں مکمل لگ رہا ہو اور اپنی طرف سے وہ درست ہی کہہ رہے ہوں۔ مگر چونکہ ہدایت براہِ راست تمہیں ملی ہے، اس لیے تم ہی دیکھ سکتے ہو کہ ہدایت کے مطابق کام ہوگیا یا نہیں۔''



یہ ہدایت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا: ''کیا کر رہے تھے؟''

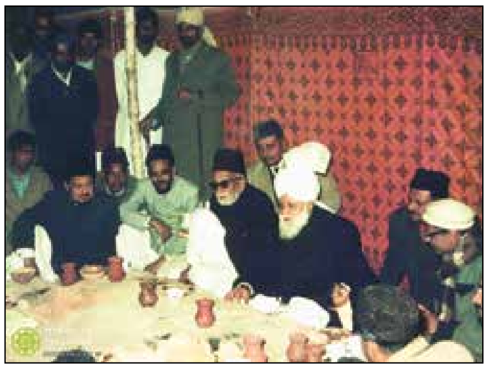
عرض کی کہ حضور دفتر میں تھا۔ فرمایا: ''اچھا؟ میں تو سمجھا کہ موسم اچھا ہے، تم کہو گے کہ گھر میں پکوڑے کھا رہا تھا اور چائے پی رہا تھا!''

عرض کی کہ حضور، ان دنوں تو جلسے کا زور چل رہا ہے۔ مزدور بنے ہوئے ہیں۔

فرمایا: یہاں رہنے والوں کو کیا پتہ مزدوری کیا ہوتی ہے۔ یہاں تو سہولتیں اور آسائشیں ہی بہت ہیں۔ مزدوریاں تو ربوہ کے جلسوں میں ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے میری ڈیوٹی لنگر خانے میں روٹی پکوائی پر ہوتی تھی۔ ہر طرف تنور بھڑک رہے ہوتے تھے۔ ہمارے ایک نگران تھے، وہ اکثر ہمیں کام پر لگا کر خود یہاں وہاں چلے جایا کرتے۔ ہم پیچھے رہ کر کام کرتے رہتے۔ مگر اس زمانے میں افسر بھی کارکنوں پر گہری نظر رکھا کرتے۔ جو محنت کرتا اس کے کام کو سراہتے تھے۔

''ہر جلسے کے بعد حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ جلسے کے اہلکاروں اور کارکنوں کے ساتھ ایک عشائیہ میں شرکت فرمایا کرتے۔ سب نیچے زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ حضورؒ بھی۔

''ایک مرتبہ جلسے کے بعد مجھے سردرد کی شکایت ہوگئی۔ درد بہت شدید تھا اور میں گھر میں آرام کرنے کو لیٹا ہی تھا کہ گھر کا فون بجا۔ میر داؤد احمد صاحب تھے۔ وہ تب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ مجھے پوچھا کہ کہاں ہو اور حضور کے ساتھ عشائیے کے لیے کیوں نہیں پہنچے؟



''میں نے بتایا کہ مجھے شدید سردرد کی شکایت ہے۔ آرام کر رہا تھا۔ اور میرے نگران نے مجھے وہاں حاضر ہونے کو کہا بھی نہیں تھا۔ کہنے لگے کہ جو بھی ہے ابھی پہنچو۔ جلسے میں دن رات ڈیوٹی کرتے رہے ہو۔ اس تقریب میں تمہیں ضرور شامل ہونا چاہیے۔ میں فوراً تیار ہو کر وہاں پہنچ گیا اور تقریب میں شامل ہوا۔

''تو ایسے افسران بھی ہوا کرتے تھے۔ میر داؤد صاحب تو جلسہ سالانہ کے اعلانات کے نیچے اپنے نام کے ساتھ ''افسر جلسہ سالانہ'' لکھنے کی بجائے ''خادم جلسہ سالانہ'' لکھا کرتے۔

''افسر ایسا ہونا چاہیے جس کو اپنے ساتھیوں کے کام کی خبر بھی ہو اور قدر بھی۔ اور افسر کی بجائے خود کو خادم سمجھ کر کام کرتا ہو۔''

جلسے ہی کی بات تھی کہ ایک ایسے افسر کا ذکر فرمایا جن کی طبیعت میں سختی کا عنصر حاوی تھا۔ میں نے نام بوجھنے کی کوشش کی۔ فرمایا: ''نام تو خیر نہیں بتاؤں گا۔ بزرگ آدمی تھے۔ ایک اور افسر کا واقعہ سنا دیتا ہوں۔ میں نے کام سے رخصت لے رکھی تھی اور by air کہیں جانا تھا۔ جانا اندرونِ ملک ہی تھا۔ رخصت بھی منظور ہو چکی تھی اور میں نے

......باقی صفحہ ۲۲ پر......



حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ”الیس اللہ …“ والی انگوٹھی کے بارے میں بعض روایات

(حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ)

میں حضور کی بات سن کر حیران رہ گیا کیونکہ میرے ذہن میں بالکل وہی پلان تھا جس سے حضور مجھے منع فرما رہے تھے۔ میرا خیال تھا کہ میں اس بات کی احتیاط رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھی کی چاندی میں کوئی اور چاندی مکس نہ ہو اسے ڈھال کر دوبارہ حضور کے سائز کی انگوٹھی تیار کر دوں گا۔ لیکن اللہ کا خاص فضل ہوا اور حضور نے کمال دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے میری راہنمائی فرمادی اور میں ایک بہت بڑی غلطی کرنے سے بچ گیا

تاریخی روایات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین انگوٹھیوں کا ذکر ملتا ہے۔ تینوں انگوٹھیوں کے نگینوں پر مختلف تحریرات ہیں۔ پہلی انگوٹھی پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضورؑ کے والد کی وفات کے وقت ہونے والا الہام ”اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ“ کندہ ہے۔ دوسری انگوٹھی پر ”اُذۡکُرۡ نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکَ غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ“ درج ہے جبکہ تیسری انگوٹھی پر ”مولیٰ بس“ کی تحریر موجود ہے۔ پہلی اور تیسری انگوٹھی ہمیں اپنے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے داہنے ہاتھ میں نظر آتی ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد چشمِ فلک نے غالباً پہلی مرتبہ کسی ایک وجود میں حضورؑ کی دو انگوٹھیاں یکجا ہونے کا نظارہ دیکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنے ایک مضمون میں ان انگوٹھیوں کے متعلق تحریر فرمایا کہ ”میں خیال کرتا ہوں کہ ان تینوں انگوٹھیوں کے الفاظ اپنے اندر بعض خاص اشارات رکھتے ہیں“ ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام پُرحکمت ہوتا ہے اور دو انگوٹھیوں کے ایک بابرکت ہاتھ میں ہونے سے خدا تعالیٰ کے بیش از بیش فضلوں اور رحمتوں کا اس بابرکت ذات میں جمع ہونا مترشح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اس تحریر کا بنیادی مقصد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ”اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ“ والی انگوٹھی کے بارے میں مختلف مطبوعہ و غیر مطبوعہ روایات کو یکجا کرنا اور تاریخ کا حصہ بنانا ہے۔

سب سے پہلے تینوں انگوٹھیوں کے بارے میں بعض روایات پیش خدمت ہیں۔

”الیس اللہ …“ والی انگوٹھی کا بنوانا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب والدِ محترم کی وفات کی خبر دی گئی تو بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ کے لیے آپؑ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ والد صاحب کی وفات کے بعد شاید تنگی اور تکلیف کے دن آپؑ پر آئیں کیونکہ آپؑ کی معاش کے اکثر ذرائع والد صاحب کی زندگی سے مشروط تھے۔ تب اُسی وقت غنودگی ہو کر حضورؑ کو یہ الہام ہوا اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ ”اس الہام کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔… مَیں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۰) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو یہ الہام لکھ کر دیا اور اسے امرتسر بھجوایا تاکہ حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر مہر بنوا کر لے آوے۔ اس طرح مولوی صاحب کے ذریعہ سے وہ انگوٹھی پانچ روپے میں تیار ہو کر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی۔



یاد رہے کہ ان انگوٹھیوں پر کندہ الہامات کی عبارات معکوس ہیں یعنی اگر ان سے مہر لگائی جائے تو مہر میں عبارت سیدھی آتی ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خطوط وغیرہ پر اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ نیز اُذۡکُرۡ نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکَ غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ والی عبارت مہر کی گئی۔ (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ ۴۸۷ و دیگر) غالب گمان ہے کہ یہ مہریں ان ہی بابرکت انگوٹھیوں سے لگائی گئی ہوں گی۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک بیان

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خطبات و خطابات میں بھی بعض جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھیوں اور ان پر موجود عبارات وغیرہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍ جنوری ۱۹۵۶ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کی خواہش تھی کہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے آپ کی اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی مجھے ملے۔ ہم تین بھائی تھے اور تین ہی انگوٹھیاں تھیں مگر باوجود خواہش کے آپ نے قرعہ ڈالا اور عجیب بات یہ ہے کہ تین بار قرعہ ڈالا گیا اور تینوں دفعہ ہی اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی میرے نام نکلی۔ غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ والی انگوٹھی میاں بشیر احمد صاحب کے نام نکلی اور تیسری انگوٹھی جو وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں تھی اور اُس پر ”مولا بس“ لکھا ہوا تھا تینوں دفعہ میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔

اب دیکھو کہ کتنا خدائی تصرف ہے ایک بار قرعہ ڈالنے میں غلطی ہو سکتی تھی، دوسری بار قرعہ ڈالنے میں بھی غلطی ہو سکتی تھی لیکن تین بار قرعہ ڈالا گیا اور تینوں دفعہ میرے نام اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی نکلی، میاں بشیر احمد صاحب کے نام غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ والی انگوٹھی اور میاں شریف احمد صاحب کے حصہ میں وہ انگوٹھی آئی جس پر ”مولا بس“ لکھا ہوا تھا۔ میں نے نیت کی ہوئی ہے کہ میں اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی جماعت کو دے دوں لیکن میں اُس وقت تک اسے کس طرح دے دوں جب تک کہ وہ اس کی نگرانی کی ذمہ داری نہ لے۔ اگر وہ انگوٹھی میرے بچوں کے پاس رہے تو وہ کم سے کم اسے اپنی ملکیت سمجھ کر اس کی حفاظت تو کریں گے۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہ انگوٹھی اپنے بچوں کو نہ دوں بلکہ جماعت کو دوں۔ اِس کے لیے میں نے ایک اَور تجویز بھی کی ہے کہ اس انگوٹھی کا کاغذ پر عکس لے لیا جائے اور اُسے زیادہ تعداد میں چھپوا لیا جائے۔ پھر نگینہ والی انگوٹھیاں تیار کی جائیں لیکن نگینہ لگانے سے پہلے گڑے میں اس عکس کو دبا دیا جائے۔ اِس طرح ان انگوٹھیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی سے براہِ راست تعلق ہو جائے گا۔ گویا اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ نگ بھی ہو گا اور وہ عکس بھی نگ کے نیچے دبایا ہوا ہو گا۔ پھر اس قسم کی انگوٹھیاں



مختلف ممالک میں بھیج دی جائیں۔ مثلاً ایک انگوٹھی امریکہ میں رہے، ایک انگلینڈ میں رہے، ایک سوئٹزرلینڈ میں رہے، اِسی طرح ایک ایک انگوٹھی دوسرے ممالک میں بھیج دی جائے تا اِس طرح ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تبرک محفوظ رہے۔“ (الفضل 8؍ فروری 1956ء)

انگوٹھیوں کا تذکرہ از تحریرات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سیرت المہدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں۔ ایک اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی جس کا آپؑ نے کئی جگہ اپنی تحریرات میں ذکر کیا ہے یہ سب سے پہلی انگوٹھی ہے جو دعویٰ سے بہت عرصہ پہلے تیار کرائی گئی تھی۔ دوسری وہ انگوٹھی جس پر آپ کا الہام غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ الخ درج ہے۔ یہ آپ نے دعویٰ کے بعد تیار کروائی تھی اور یہ بھی ایک عرصہ تک آپ کے ہاتھ میں رہی۔ الہام کی عبارت نسبتاً لمبی ہونے کی وجہ سے اس کا نگینہ سب سے بڑا ہے۔ تیسری وہ جو آخری سالوں میں تیار ہوئی اور جو وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں تھی۔ یہ انگوٹھی آپ نے خود تیار نہیں کروائی بلکہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میں حضور کے واسطے ایک انگوٹھی تیار کروانا چاہتا ہوں اس پر کیا لکھواؤں حضور نے جواب دیا ”مولا بس“ چنانچہ اس شخص نے یہ الفاظ لکھوا کر انگوٹھی آپ کو پیش کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت ایک شخص نے یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اتار لی تھی پھر اس سے والدہ صاحبہ نے واپس لے لی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے ایک عرصہ بعد والدہ صاحبہ نے ان تینوں انگوٹھیوں کے متعلق ہم تینوں بھائیوں کے لئے قرعہ ڈالا۔ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی بڑے بھائی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام نکلی۔ غَرَسۡتُ لَکَ بِیَدِیۡ رَحۡمَتِیۡ وَقُدۡرَتِیۡ (تذکرہ صفحہ ۴۲۸ حاشیہ مطبوعہ ۲۰۰۴ء) والی خاکسار کے نام اور ”مولا بس“ والی

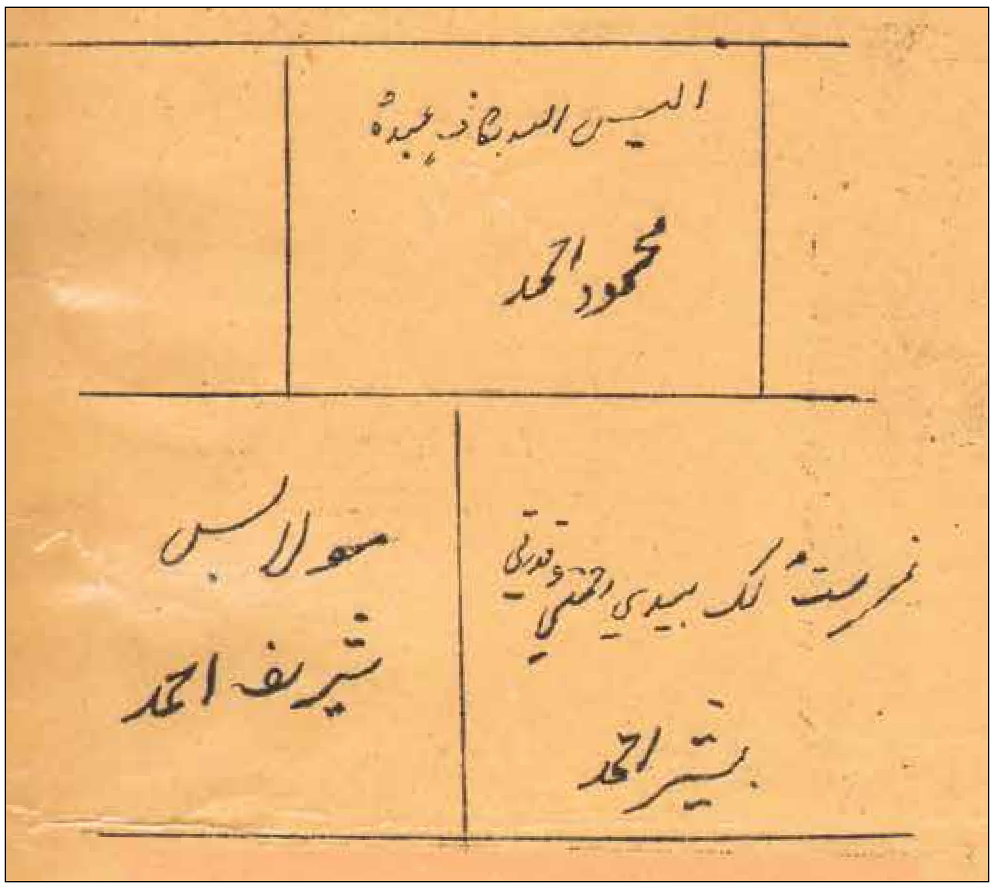
عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔ہمشیر گان کے حصّہ میں دو اور اسی قسم کے تبرک آئے۔‘‘(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 16)

اسی طرح ان انگوٹھیوں کے قرعے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک مضمون ’’حضرت ام المومنین کے خط کا ایک اور نمونہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’چند دن ہوئے میں نے یادگار کی نیت سے حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا کے خط کا نمونہ الفضل میں شائع کرایا تھا۔اس کے بعد مجھے ایک زیادہ اہم امر کے تعلق میں بھی حضرت اماں جان کے خط کا نمونہ مل گیا ہے، جو درج ذیل کرتا ہوں۔ اس کے مختصر حالات یہ ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضور نے اپنے پیچھے تین انگوٹھیاں چھوڑی تھیں۔ایک وہ قدیم انگوٹھی تھی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات کے بعد جو ۱۸۷۶ء میں ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیار کروائی تھی۔جس میں الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ (یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے) والا مشہور الہام درج ہے۔ دوسری انگوٹھی وہ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غالباً ۱۸۹۲ء میں یا اس کے قریب تیار کروائی تھی۔جس میں حضور کا یہ الہام جو غالباً ۱۸۸۴ء کے قریب کا ہے درج ہے کہ ’’اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكَ۔ غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ یعنی میری اس نعمت کو یاد کر جو میں نے تجھ پر کی ہے۔میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور قدرت کا درخت لگایا ہے۔‘‘

اور تیسری انگوٹھی وہ تھی جو وفات سے کچھ عرصہ قبل یعنی غالباً ۱۹۰۶ء میں ایک سیالکوٹ کے دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تیار کروائی تھی اور حضور کی منشاء کے مطابق اس میں ’’مولا بس‘‘ کے الفاظ کندہ کئے تھے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ام المومنین اطال اللہ بقائہا نے ارادہ فرمایا کہ یہ تین انگوٹھیاں ہم تین بھائیوں میں تقسیم فرمادیں۔ اور تجویز یہ ہوئی کہ تقسیم کے لئے قرعہ ڈال لیا جائے۔ چنانچہ تین علیحدہ علیحدہ پرزوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے (جو غالباً اس وقت تک ابھی خلیفہ نہیں ہوئے تھے) اپنے ہاتھ سے ان تینوں انگوٹھیوں کی عبارت لکھی اور پھر حضرت اماں جان نے دعا کرتے ہوئے قرعہ اٹھایا تو الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ والی انگوٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حصہ میں آئی اور اذکر نعمتی التی انعمت علیك غرستُ لك بیدی رحمتی وقدرتی والی انگوٹھی خاکسار راقم الحروف کے حصہ میں آئی اور مولا بس والی انگوٹھی عزیزم میاں شریف احمد صاحب کے حصہ میں آئی۔ چنانچہ اسی وقت حضرت اماں جان نے ہر پرزہ پر اپنے ہاتھ سے ہم تینوں بھائیوں کے نام قرعہ کے مطابق لکھ دیئے۔ گویا ذیل کے نمونہ میں انگوٹھیوں کی عبارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔اور نیچے کے نام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔جس کا عکس یعنی چربہ میں ایک مبارک یادگار کے طور پر اخبار الفضل میں شائع کروارہا ہوں۔(مطبوعہ الفضل ۱۰؍دسمبر ۱۹۴۵ء)

اسی قسم کی ایک تحریر ہمیں قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک اور مضمون میں ملتی ہے۔ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین مقدس انگوٹھیاں اور حضرت ام المومنینؓ والے قرعوں کا مبارک عکس‘‘ کے عنوان سے آپؓ تحریر فرماتے ہیں: ’’گزشتہ جمعہ کے خطبہ مؤرخہ ۲۰؍ جنوری ۱۹۵۶ء میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان تین انگوٹھیوں کا ذکر فرمایا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیچھے چھوڑی تھیں۔ اور اس تعلق میں بیان فرمایا تھا کہ سب سے پہلی انگوٹھی جس پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والا الہام کندہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کئی کتابوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے وہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حصہ میں آئی تھی۔ اور دوسری انگوٹھی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ کندہ تھا وہ خاکسار مرزا بشیر احمد کے حصہ میں آئی تھی۔ اور تیسری انگوٹھی جس پر ’’مولیٰ بس‘‘ کے الفاظ کندہ تھے عزیزم میاں شریف احمد کے حصہ میں آئی تھی۔ اور یہ قرعہ اندازی حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے سامنے اور انہی



کی تجویز پر ہوئی تھی۔ اور انہوں نے ہی دعا کرتے ہوئے یہ قرعے اٹھائے تھے۔

اس تعلق میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ سارا واقعہ کسی قدر تشریح کے ساتھ اپنی کتاب ’’سیرت المہدی حصہ اول‘‘ کی روایت نمبری ۱۶ میں درج کیا ہوا ہے۔ گو افسوس ہے کہ اس میں کاتب کی غلطی سے غَرَسْتُ لَكَ کی بجائے غَرَسْتُك کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والا الہام وہ ہے جو ۱۸۷۶ء میں ہمارے دادا صاحب کی وفات کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا تھا۔ اور حضور نے اسی زمانہ میں اس الہام کا ایک نگینہ تیار کرا کے ایک انگوٹھی بنوالی تھی۔جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بہت سی تحریروں میں ایک خدائی نشان کے طور پر کیا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والا الہام جس کے معنی یہ ہیں کہ ’’کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟‘‘ اس وقت ہوا تھا جب ہمارے دادا صاحب کے قرب وفات والے الہام پر حضرت مسیح موعودؑ کو وقتی طور پر خیال گزرا تھا۔ کہ بہت سے ظاہری سہارے حضور کے والد صاحب کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اب ان کے بعد کیا ہوگا؟ جس پر بڑے زور دار رنگ میں یہ الہام ہوا کہ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد خدا نے میری اس طرح کفالت اور سرپرستی فرمائی کہ میرے والد یا کسی دنیوی رشتہ دار یا کسی دوسرے دنیوی سہارے نے کیا کرنی تھی؟

دوسری انگوٹھی جو قرعہ کے ذریعہ میرے حصہ میں آئی تھی اس کا پورا الہام جو انگوٹھی کے نگینہ پر درج ہے، یہ ہے: ’’اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكَ غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ‘‘ ’’یعنی میری اس نعمت کو یاد کر جو میں نے تجھ پر کی ہے۔ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگایا ہے‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام میری ولادت کے قریب کے زمانہ میں ہوا تھا چنانچہ انگوٹھی کے نگینہ پر تاریخ سنہ ۱۳۱۲ ہجری لکھی ہے۔ گو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تاریخ الہام کی ہے یا کہ انگوٹھی بننے کی۔

تیسری انگوٹھی جو عزیزم شریف احمد صاحب کے حصہ میں آئی تھی اس پر ’’مولیٰ بس‘‘ کے الفاظ کندہ ہیں۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایام میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں ایک انگوٹھی بنا کر حضورؑ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، اس پر کیا الفاظ لکھے جائیں؟ جس پر حضورؑ نے ’’مولیٰ بس‘‘ کے الفاظ فرمائے۔ وفات کے وقت یہ انگوٹھی حضورؑ کے ہاتھ میں پہنی ہوئی تھی اور غالباً اس کے الفاظ بھی حضورؑ نے اپنے قربِ وفات کے الہامات کی بناء پر ہی تجویز فرمائے تھے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ ان تینوں انگوٹھیوں کے الفاظ اپنے اندر بعض خاص اشارات رکھتے ہیں۔

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں قرعہ اندازی حضرت ام المومنین نوّر اللہ مرقدھا کی تجویز پر انہی کے ہاتھ سے ہوئی تھی۔ تین مختلف کاغذوں پر تینوں انگوٹھیوں کے نگینوں کی عبارت لکھی گئی اور کاغذوں کو تہہ کر دیا گیا۔ اور پھر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے دعا کے ساتھ پہلا کاغذ یہ کہتے ہوئے اٹھایا کہ یہ انگوٹھی محمود کی ہوگی اور کاغذ کھولنے پر یہ انگوٹھی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی نکلی۔ پھر دوسرا کاغذ یہ کہتے ہوئے اٹھایا کہ یہ انگوٹھی بشیرؔ کی ہوگی اور قرعہ کا کاغذ کھولنے پر اس میں ’’غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ‘‘ والا الہام درج شدہ نکلا۔ اور تیسرا قرعہ ’’مولیٰ بس‘‘ والا عزیزم میاں شریف احمد صاحب کا قرار پایا۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ میں فرمایا تھا یہ قرعہ اندازی غالباً تین دفعہ ہوئی اور ہر دفعہ یہی نتیجہ نکلا۔

قرعوں کے کاغذ حنائی رنگ کے دبیز ٹکڑے تھے۔ جو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس محفوظ کر لئے تھے اور اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے دے دیئے تھے۔ اور خدا کے فضل سے اب تک میرے پاس محفوظ ہیں۔ میں ان ہر سہ کاغذوں کا عکس بصورت چربہ ذیل میں درج کرتا ہوں تا ایک تو احمدیت کی تاریخ میں محفوظ ہو جائیں اور دوسرے ہمارے دوست ان کے دیکھنے سے روحانی حظ اٹھا سکیں اور دعاؤں کی بھی تحریک ہو۔...

...میرے والی انگوٹھی میں اختصار کے خیال سے عبارت صرف ’’غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَ قُدْرَتِیْ‘‘ لکھی ہے۔ لیکن جیسا کہ انگوٹھی کے نگینہ سے ظاہر ہے پوری عبارت ’’اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكَ غَرَسْتُ لَكَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَ قُدْرَتِیْ‘‘ ہے۔جس کا ترجمہ اوپر درج کیا جا چکا ہے۔

ان قرعوں میں نگینہ کی درج شدہ عبارت تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔لیکن ہر قرعہ پر ہم تینوں بھائیوں کے الگ الگ نام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کے ہیں۔یعنی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ والے قرعہ پر محمود احمد لکھا ہے اور میرے والے قرعہ پر بشیر احمد لکھا ہے۔ اور عزیزم میاں شریف احمد صاحب والے قرعہ پر شریف احمد لکھا ہے یہ تینوں نام حضرت اماں جان نے قرعہ نکالنے کے بعد خود اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔ اس طرح ان قرعوں کا چربہ چھاپنے سے یہ غرض بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستخط کا نمونہ احمدیت کی تاریخ میں محفوظ ہو جائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تو جو مقام ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور عزیزم میاں شریف احمد صاحب کو بھی اس مبارک کلام کا مصداق بنائے جو قرعہ کے ذریعہ نکلنے والی انگوٹھیوں میں درج ہے۔ واٰخر دعوٰنا اَنِ الحمد للّٰہ ربّ العالمین (مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸؍ صلح ۱۳۳۵ ھش، ۲۸؍ جنوری ۱۹۵۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر ۱۹۶۷ء میں دورۂ یورپ کے دوران یوروپین احمدیوں کے اخلاص و وفا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس دفعہ جو میں وہاں گیا ہوں تو میں نے وہاں کی جماعتوں میں یہ حالت نہیں پائی۔ ہر جگہ میں نے یہ محسوس کیا کہ اسلام کے دلائل نے ان کی عقلوں کو گھائل کیا اسلام کے حسن نے ان کی بصیرت اور بصارت کو خیرہ کیا اور ان کے دلوں میں اس قدر محبت اپنی پیدا کر دی ہے کہ اس سے زیادہ محبت تصور میں بھی نہیں آسکتی اور

یہ احساس ان کے دلوں میں پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دنیا کے لئے ایک محسنِ اعظم کی حیثیت رکھتی ہے اسلام کے حسن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کے وہ شکار ہیں اور اس کے نتیجہ میں آج وہ اتنی قربانی دینے والے ہیں کہ (میں بعض مثالیں بیان کروں گا) اس کی وجہ سے تم میں سے بعض کو شرم آجائے۔ اتنی دور بیٹھے ہوئے کہ مرکز میں آنا جانا ان کے لئے قریباً ناممکن ہے کبھی ساری عمر میں ایک دفعہ آجائیں مرکز میں تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے فرشتوں کو نازل کر کے ان کے دلوں میں اس قدر اور کچھ اس قسم کی تبدیلی پیدا کر دی ہے کہ یہ لوگ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے والے ہمیں نظر آتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ان کے دلوں میں محبت کا بڑا مقام ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل کی حیثیت میں مبعوث ہوئے اس لئے ان کے دلوں میں محبت کا شدید جذبہ پایا جاتا ہے۔

میں ایک رات کھانے اور نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد ہمبرگ کی مسجد میں بیٹھ گیا دو چار وہاں ہمارے پاکستانی احمدی تھے اور میرا خیال ہے کہ سات آٹھ وہاں کے جرمن احمدی مرد بیٹھے ہوئے تھے (جرمن احمدی بہنیں بھی تھیں لیکن وہ ہماری مستورات کے پاس بیٹھی تھیں) گویا مسجد میں قریباً دس بارہ کچھ پاکستانی اور زیادہ تر جرمن احمدی بیٹھے ہوئے تھے مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ایک آیت ۱۸۶۸ء میں الہام کی یعنی ”اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ“ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۲۰) اور اسی وقت آپؑ نے ایک انگوٹھی بنائی تھی جس میں پتھر کا نگینہ ہے اور جس پر یہی الہام کندہ ہے (اپنا ہاتھ اونچا کر کے حضورؒ نے فرمایا کہ یہ وہ انگوٹھی ہے) یہ بڑی برکت والی چیز ہے الہام بھی بڑا برکت والا ہے ہمارے پاکستانی احمدی تو اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھیاں کثرت سے پہنتے ہیں مجھے خیال آیا کہ اس کی برکتوں کا میں ان کے سامنے بھی ذکر کروں تا کہ ان کے ایمانوں میں تازگی پیدا ہو۔ اس انگوٹھی کا نگینہ کچھ ہلتا ہے اس لئے میں اس کے اوپر کپڑا لپیٹے رکھتا ہوں تا کہ اس کی حفاظت رہے۔ میں نے قینچی منگوائی اس کپڑے کو اُتارا اور میں نے ان کو بتایا کہ اس پتھر پر یہ الہام کندہ ہے پھر تذکرہ منگوایا اور اس میں سے وہ الہام ان کو دکھایا کہ اس سن میں یہ الہام ہوا تھا اس سال یہ انگوٹھی بنائی گئی تھی جو بڑی برکت والی ہے ہم اس سے برکتیں حاصل کرتے ہیں تم بھی اس سے برکت حاصل کرو اور میں نے وہ انگوٹھی اُتاری ان کو کہا کہ ہر ایک اس کو بوسہ دے۔ اخیر انہوں نے جو پیار کیا وہ تو میرے کہنے سے کیا جو کپڑا کئی ماہ اس انگوٹھی پہ رہا تھا اور جو اس کی برکت سے بابرکت بن چکا تھا کپڑے کا وہ چھوٹا سا ٹکڑا میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ میرے سامنے پاکستانی احمدی بھی بیٹھے ہوئے تھے اور جرمن احمدی بھی بیٹھے ہوئے تھے میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کوئی جرمن اس کپڑے کو بطور تبرک مجھ سے مانگے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی پاکستانی پہل کر جائے اور یہ لوگ اس سے محروم رہ جائیں۔ میرے دل میں یہ خواہش تو تھی لیکن میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ کسی جرمن احمدی کے دل میں خود یہ جذبہ، شوق اور محبت پیدا ہو اور وہ اسے حاصل کرے۔ پہلا ہاتھ جو آگے بڑھا کہ میں لینا چاہتا ہوں وہ ایک جرمن احمدی کا تھا۔ میرا دل خوشی سے بھر گیا یہ دیکھ کر کہ محبت کامل دل میں موجزن ہے جس نے فوراً اس کے ہاتھ کو کہا ہے کہ آگے بڑھو۔ پھر ایک پاکستانی نے اسے کہا کہ اس کا آدھا مجھے دے دو اس نے کہا میں نے بالکل نہیں دینا اگر تم نے لینا ہی ہے تو ایک دھاگا نکلا ہوا تھا وہ اس نے نکالا اور کہا کہ یہ لے لو۔ (روزنامہ الفضل ۴؍اکتوبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۴ تا ۷)

الیس اللہ والی انگوٹھی خلافت میں چلنی چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍اپریل ۱۹۷۷ء میں اس امر کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ”اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ“ والی انگوٹھی کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اسے خاندانی ورثے میں نہیں چلنا چاہیے بلکہ خلافت میں چلنا چاہیے۔ آپؒ فرماتے ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو بڑی کثرت سے ہمیں نظر آتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں کی، انہوں نے اپنے آراموں کی کوئی پرواہ نہیں کی، انہوں نے اپنے عزیزوں کی، اپنے رشتہ داروں کی اور دوستوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ صرف ایک ہی ہستی تھی جس پر وہ مرمٹے تھے اور ایک ہی نعرہ تھا جو ان کی زبان سے نکلتا تھا اور وہ تھا مولا بس۔ اللہ مل جائے تو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک انگوٹھی کے اوپر بھی مولا بس کندہ ہے۔ آپ کی تین انگوٹھیاں تھیں جو بعد میں تین بیٹوں کو ورثے میں ملیں۔ ان میں سے ایک اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی ہے جو تین دفعہ قرعہ اندازی کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے وراثت میں ملی تھی لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ نے خلعت خلافت عطا کیا تو آپ نے سمجھا کہ یہ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی (جو اس وقت میں نے پہن رکھی ہے) خاندانی ورثے میں نہیں جانی چاہیئے بلکہ خلافت میں چلنی چاہیئے۔ چنانچہ یہ انگوٹھی خلافت ثالثہ کے قیام پر مجھے دی گئی۔

اب ضمناً یہ بات آگئی ہے تو میں سب کو سنا دیتا ہوں تا کہ اس کے بارہ میں اگلی نسلوں کے لئے آپ سب کی گواہی رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہی انگوٹھی جو اس وقت میری انگلی میں ہے اور جس پر میں نے کپڑا چڑھایا ہوا ہے ہماری محترمہ آپا صدیقہ صاحبہ کو دی اور یہ کہا کہ میری وفات کے بعد جو بھی خلیفہ منتخب ہو یہ اس کی ہوگی اور اس کے بعد جو خلیفہ ہو اس کی ہوگی۔ جب تک یہ سلسلہ خلافت جماعت مومنین میں قائم رہے یہ انگوٹھی ایک خلافت سے دوسری خلافت کی طرف منتقل ہوگی۔ ایک بڑے بیٹے سے دوسرے بیٹے کی طرف منتقل نہیں ہوگی۔ چنانچہ انتخاب خلافت کے بعد اس وصیت کے ساتھ ہماری محترمہ آپا صدیقہ صاحبہ نے یہ انگوٹھی مجھے دی۔“

پھر حضورؒ اسی خطبہ میں ”اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ“ والی انگوٹھی کے نگینے کی بابت ایک روایت بیان فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، آپ نے کسی کام کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کا نگ ڈھیلا تھا وہ گر گیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ نگ جس کے اوپر اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کندہ ہے گم ہو گیا ہے تو کچھ دیر کے لئے آپ کو بڑی پریشانی اٹھانی پڑی۔ سب کام چھوڑ کر اور چھڑوا کر گھر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈھونڈ مارا مگر انگوٹھی کا نگینہ نہ ملا۔ بڑی پریشانی ہوئی اور گھنٹے دو گھنٹے کے بعد کسی کام کے لئے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں نگ پڑا ہوا تھا جس کو گھر میں تلاش کر رہے تھے۔ اس لئے میں نے یہ سمجھا کہ میں یہ خطرہ کیوں مول لوں، عاجز انسان ہوں اس کے اوپر کپڑا چڑھوائے رکھتا ہوں تا کہ نگ اپنی جگہ پر قائم رہے اور اس کے گرنے کا خطرہ نہ رہے۔ اگرچہ وہ اس وقت ہل نہیں رہا لیکن میں یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷؍ جولائی ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۵)

دورِ خلافتِ رابعہ

الیسَ اللہ بکافٍ عبدہ والی انگوٹھی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورِ خلافت کے دوسرے ہی دن یہ misplaced ہو گئی اور تلاش وغیرہ کے بعد مل گئی۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ ۱۹؍ جنوری ۲۰۱۸ء میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی ایک روایت بیان فرماتے ہیں: ”مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد خلافت رابعہ کے انتخاب کے دوسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو اَلَیۡسَ اللّٰہ کی انگوٹھی تھی وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کہیں misplace ہو گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بڑی فکر تھی۔ انہوں نے مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ یہ میرے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفادار ہیں۔ اس لئے ان کو فرمایا کہ اس طرح یہ گم گئی ہے۔ تلاش کرو۔ اللہ کے فضل سے پھر وہ مل بھی گئی تھی۔“ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹؍ جنوری ۲۰۱۸ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۹؍ تا ۱۵؍ فروری ۲۰۱۸ء صفحہ ۶)

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات کے چند روز بعد محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب بھی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے حضورِ انور نے اس روایت سے متعلق یہ تفصیل بیان فرمائی کہ مذکورہ انگوٹھی ڈھونڈنے میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی خدمات بھی شامل تھیں۔ چنانچہ حضور پُرنور نے فرمایا: ”مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کہا تھا کہ یہ جو دو شخص ہیں وہ میرے بڑے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفادار ہیں۔ انہوں نے مجھے لکھا تھا لیکن مجھے زبانی بھی بتا چکے تھے۔ اس وقت کیونکہ ان کو جھجک تھی اس لئے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ اس لئے مَیں نے بھی جمعہ پہ نہیں بتایا صرف مرزا خورشید احمد صاحب کا ہی بتایا۔ اصل میں مرزا غلام احمد صاحب اور مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ یہ ہر خلافت کے وفادار ہیں اور میرے وفادار ہیں۔ جب حضور کی انگوٹھی گمی تو اس کو تلاش کرنے کے لئے انہی کو بلایا اور یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے میرا نام لیا۔ احمد اور پھر خورشید یہ دونوں میرے وفاداروں میں سے ہیں اور ہر خلافت کے وفاداروں میں سے ہیں۔“ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹؍ فروری ۲۰۱۸ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲؍ تا ۸؍ مارچ ۲۰۱۸ء صفحہ ۷)

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھایا جاتا ہے

پاکستان کے شہر شیخوپورہ سے تعلق رکھنے والے ایک مخلص دوست محترم غلام سرور طاہر صاحب جنہیں ۱۹۷۴ء کے نامساعد حالات میں احمدیت کو قبول کر کے خلافتِ احمدیہ کے سایۂ عاطفت میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی ۱۹۸۶ء میں برطانیہ آئے اور اپنے پیارے امام کی خدمت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متبرک اور نایاب الیس اللہ... والی انگوٹھی کی خدمت کی تاریخی اور عظیم الشان سعادت ان کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے۔

محترم غلام سرور صاحب سے ایک مرتبہ اتفاقاً یادگار روڈ پر واقع ان کے بیٹے امیر احمد طاہر (مرحوم) کی دکان مالا گولڈ جیولرز پر ملاقات ہوئی۔ خاکسار ان دنوں اس کوشش میں تھا کہ حضورِ انور ایدّہ اللہ کے دستِ مبارک میں موجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں انگوٹھیوں کے مشابہ انگوٹھیاں بنوا کر کسی طرح حضورِ انور ایدّہ اللہ سے متبرک کرواؤں اور ان کی برکات سے خود بھی فیضیاب ہوں اور اپنے دونوں بھائیوں کو بھی یہ منفرد تبرک تحفۃً پیش کروں۔ تصاویر وغیرہ دیکھ کر انگوٹھیوں کا ایک مبہم سا خاکہ خاکسار کے ذہن میں قائم تھا چنانچہ امیر احمد طاہر صاحب کے پاس یہ خواہش لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے اپنے کاریگر سے انگوٹھی بنوا کر دینے پر اظہارِ رضامندی کیا۔ لیکن دو کوششوں کے باوجود انگوٹھیوں کی بناوٹ درست نہ بن سکی۔ عین ممکن ہے خاکسار کے سمجھانے میں کوئی کسر رہ گئی ہو۔

بہرکیف ایک خوش قسمت شام امیر احمد صاحب نے خاکسار کو بلوایا کہ کاریگر آیا ہوا ہے، آکر اسے خود سمجھا دیں کہ آپ کس طرح کی انگوٹھی تیار کروانا چاہتے ہیں۔ مالا گولڈ جیولرز پہنچا تو وہاں محترم غلام سرور صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ اوّلاً خاکسار نے ان کی وہاں موجودگی کو نوٹس نہیں کیا۔ اپنی دانست میں کاریگر کو کچھ سمجھانے کی کوشش کی۔ محترم غلام سرور صاحب کو جب اندازہ ہوا کہ اس فن سے لاعلم آدمی ایک کاریگر کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے تو انہوں نے خاکسار کو اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کہ خاکسار کیا چاہتا ہے۔ خاکسار کا مدعا سننے کے بعد کاریگر کو اپنے پاس بلایا اور اسے اپنی اصطلاحات میں کچھ سمجھانے لگے کہ انگوٹھی کے پیٹ کو ایسے کرنا ہے اور نگینے کی ٹکی کو ایسے بنانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال اس مرتبہ انگوٹھیاں بالکل ٹھیک بنیں بلکہ ان انگوٹھیوں کے نگینے پر تحریر محترم غلام سرور صاحب نے خود کندہ کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

جب محترم غلام سرور صاحب کاریگر کو ہدایات دے چکے تو خاکسار کو کہنے لگے کہ مجھے حضور کی الیس اللہ... والی انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پکڑنے کی سعادت ملی ہوئی ہے۔ جو شکل اس کی تازہ تصاویر میں نظر آتی ہے اصل میں وہ ویسی نہیں ہے۔ اس وقت اس انگوٹھی پر ایک خول سا چڑھا ہوا ہے اور نگینے پر جو چار سپورٹوں کا شکنجہ سا بنا ہوا ہے اصل میں ایسے نہیں تھا۔ پھر کہنے لگے کہ اس انگوٹھی پر خول چڑھانے کی یہ عظیم سعادت خاکسار کو نصیب ہوئی۔ 1986ء میں جب میں لندن گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تو حضورِ انور نے خاکسار کے ذمے ایک کام فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الیس اللہ... والی انگوٹھی کے متعلق ”حضور انورؒ نے فرمایا کہ نگینہ کئی بار گرا ہے اور دعاؤں سے ملا ہے۔“ چنانچہ خاکسار کو اس نگینے کو پکڑنے کے لیے سپورٹ وغیرہ بنانے کی ہدایات دیں۔ نیز یہ بھی ذکر ہوا کہ اس انگوٹھی کا

ناپ حضور کو کھلا ہے۔ اس کا سائز تنگ کرنے کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا۔ پھر اس کام کے لیے مجھے ایک غیر از جماعت جیولر کی ورکشاپ پر جانے کی ہدایت دی جو حضور کے معتقدین میں شامل تھے اور غالباً ان کی ورکشاپ پٹنی کے علاقے میں کہیں واقع تھی۔ غلام سرور صاحب کچھ دیر ٹھہرے اور کہنے لگے۔ مربی صاحب! یہ بڑی ہی ایمان افروز بات ہے کہ حضور مجھے سمجھا رہے تھے کہ کیا کیا کرنا ہے اور میرے ذہن میں نقشہ ابھر رہا تھا کہ میں نے کس طرح اس کام کو سرانجام دینا ہے۔ ملاقات ختم ہوئی اور میں اٹھ کر دروازے تک پہنچا تو اچانک حضور نے فرمایا کہ انگوٹھی کو توڑنا نہیں ہے۔ اس کے اوپر ہی کرنا ہے جو بھی کرنا ہے۔ غلام سرور صاحب کہنے لگے کہ میں حضور کی بات سن کر حیران رہ گیا کیونکہ میرے ذہن میں بالکل وہی پلان تھا جس سے حضور مجھے منع فرما رہے تھے۔ میرا خیال تھا کہ میں اس بات کی احتیاط رکھتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی انگوٹھی کی چاندی میں کوئی اور چاندی مکس نہ ہو اسے ڈھال کر دوبارہ حضور کے سائز کی انگوٹھی تیار کر دوں گا۔ لیکن اللہ کا خاص فضل ہوا اور حضور نے کمال دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے میری راہنمائی فرما دی اور میں ایک بہت بڑی غلطی کرنے سے بچ گیا۔

حفاظتِ خاص پر مامور محترم ملک اشفاق احمد صاحب (آف دوالمیال) کی ڈیوٹی خاکسار کو مذکورہ جیولر کی ورکشاپ پر لے جانے اور اس کام میں معاونت کرنے کے لیے لگائی گئی۔ خاکسار نے ورکشاپ جا کر اس عظیم الشان خدمت کو سرانجام دینے کی توفیق پائی اور ’’بغیر مندری توڑے پھر پترا چڑھایا۔ اندر اور نگینہ پر 4 سپورٹس لگائیں‘‘۔ یعنی انگوٹھی کو توڑے بغیر ایک پترا گولائی میں، خول کی مانند اس کے اندر لگایا جس سے انگوٹھی کا ناپ تنگ ہوگیا اور اسی پترے کو نگینے کے پاس بڑھا کر اس کی 4 سپورٹیں بنائیں اور اس کے چار کونوں کو نگینوں کی طرف موڑ کر ان سے نگینے کا شکنجہ بنا دیا۔

محترم غلام سرور طاہر صاحب بعارضہ کینسر ۱۴؍ مئی ۲۰۱۴ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۱۹؍ مئی کو ۱۲؍ بجے دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد ان کا چہرہ دیکھا اور برکت کی خاطر ان کے ماتھے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھیوں کو مس فرمایا و ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

(ضروری نوٹ: اس روایت کی تصدیق خاکسار نے محترم غلام سرور صاحب مرحوم کے بیٹے محترم فرحت علی صاحب مربی سلسلہ سے کی ہے جنہوں نے تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ انگوٹھی مرمت کرتے ہوئے محترم غلام سرور صاحب اور محترم ملک اشفاق احمد صاحب کی تصویر نیز اس تصویر کی پشت پر محترم غلام سرور صاحب کے ہاتھ سے لکھے نوٹ کا عکس بھجوایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء)

ملک اشفاق صاحب سے تصدیق

خاکسار نے اس روایت کی تصدیق مزید کرنے کی غرض سے محترم ملک اشفاق صاحب سے رابطہ کیا جنہوں نے اس امر کی تصدیق کی کہ انہیں اچھی طرح یاد ہے کہ انگوٹھی کی مرمت کرنے کے لیے کسی کے ساتھ جانے کی ڈیوٹی کی سعادت انہوں نے سرانجام دی تھی۔ باقی تفصیلات بشرطِ یاد دہانی لکھ کر بھجوانے کا وعدہ کیا۔

الیس اللہ والی انگوٹھی کا ناپ چھوٹا کیا جانا

خاکسار اس روایت کی تصدیق کی غرض سے محترم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے روایت بیان کر کے اس کی تصدیق چاہی۔ انہوں نے خاکسار کو بتایا کہ محترم غلام سرور صاحب والے واقعہ کا انہیں علم نہیں البتہ انہیں الیس اللہ… والی انگوٹھی پر ایک مرتبہ دورِ خلافتِ رابعہ میں اور ایک مرتبہ دورِ خلافتِ خامسہ کے بالکل آغاز میں کام کا ہونا یاد ہے۔ دونوں مرتبہ والسال (Walsall) کے دو بھائیوں صغیر احمد صاحب اور وحید احمد صاحب (پروپرائیٹرز دلہن جیولرز) کو یہ کام کرنے کی سعادت ملی ہے جن کا تعلق رحیم یار خان سے ہے اور ان کے ایک بھائی دورِ خلافتِ رابعہ میں شہید بھی ہوئے تھے۔ محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ انگوٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی انگلی میں کچھ کھلی تھی اس لیے حضور اس کے نچلی جانب تاگہ بھی لگاتے رہے ہیں۔

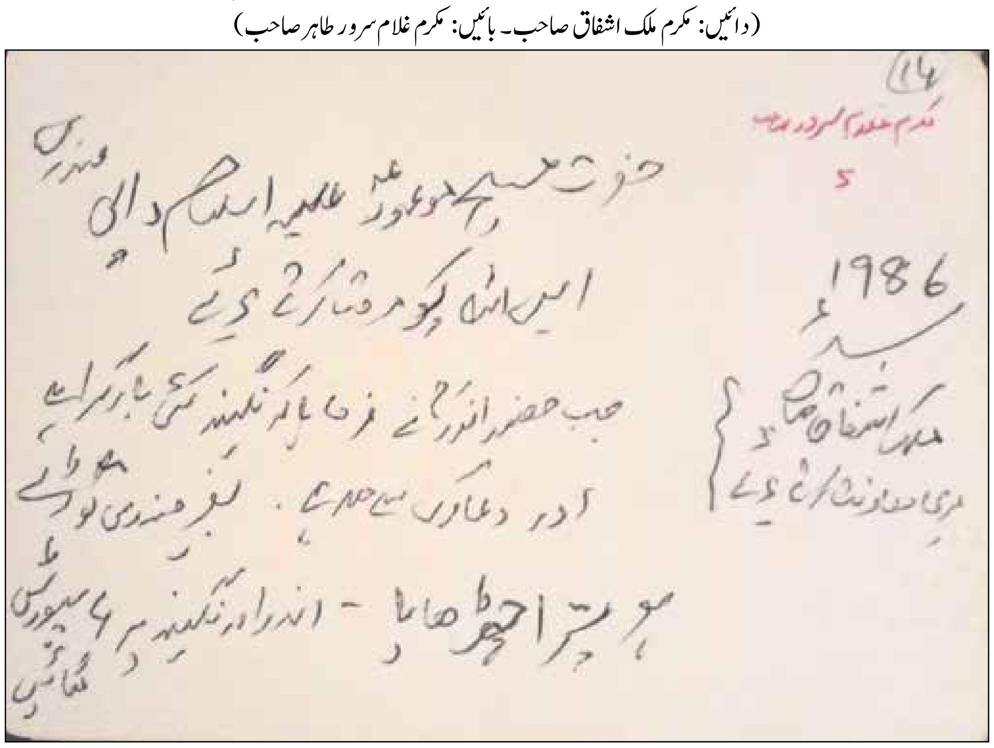
ضمناً یہ بھی عرض کر دی جائے کہ محترم منیر جاوید صاحب نے یہ بھی بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بعض مواقع پر مثلاً سفر وغیرہ کے دوران الیس اللہ… والی انگوٹھی بعض احباب کو پکڑا بھی دیا کرتے تھے۔ ایک دو مرتبہ خاکسار کو بھی اسے اپنے پاس رکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

خاکسار کے وحید احمد صاحب سے رابطہ کرنے پر انہوں نے بتایا کہ سنہ 90ء کی دہائی کے آخری چند سالوں کے دوران انہیں اور ان کے بھائی کو الیس اللہ… والی انگوٹھی کو مرمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس انگوٹھی کا سائز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو کچھ بڑا تھا۔ چنانچہ اس کی گولائی کے اندر نیچے کی جانب چاندی کا ایک ٹکڑا (بقول پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ’’کلِپ نما ٹکڑا‘‘) ایسے لگایا گیا کہ اس انگوٹھی کا ناپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پورا ہوگیا۔ یہ کام احاطہ مسجد فضل میں موجود دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے ملحقہ کمرے کے ایک حصے میں کیا گیا جہاں بعد میں دفاتر بن گئے۔ یہ کام کرنے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تشریف لائے اور ازراہِ شفقت دونوں خدام کو تصاویر کھنچوانے کا موقع بھی عطا فرمایا، نیز کام مکمل ہونے پر دونوں کو بیش از بیش تحائف سے نوازا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خواتین کے ساتھ ہونے والی ایک سوال و جواب کی مجلس میں الیس اللہ… والی انگوٹھی پر چاندی لگوانے کا ذکر فرمایا۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی لجنہ سے ملاقات منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۹۹ء شائع شدہ روزنامہ الفضل ربوہ یکم جولائی ۲۰۰۰ء صفحہ ۳)



1986ء لندن میں حضرت مسیح موعودؑ کی الیس اللہ والی انگوٹھی مرمت کرنے کی تاریخی سعادت (بشکریہ محترم فرحت علی صاحب مربی سلسلہ)
(دائیں: مکرم ملک اشفاق صاحب۔ بائیں: مکرم غلام سرور طاہر صاحب)



مذکورہ بالا تصویر کی پشت پر محترم غلام سرور صاحب کے ہاتھ سے لکھا نوٹ (بشکریہ محترم فرحت علی صاحب مربی سلسلہ)

دورِ خلافتِ خامسہ میں انگوٹھی پر ہونے والا کام

محترم وحید احمد صاحب نے مزید بتایا کہ دورِ خلافتِ خامسہ کے بالکل آغاز میں ہم دونوں بھائیوں کو ایک مرتبہ پھر اس بابرکت انگوٹھی کی خدمت کی توفیق ملی۔ اس مرتبہ چاندی کے اس ٹکڑے کو جو انگوٹھی کی گولائی کو تنگ کرنے کے لیے لگایا گیا تھا اتارنے کا کہا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کہ وہ ٹکڑا اتارنے پر انگوٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انگلی میں بالکل پوری آ گئی۔ غالباً وہ ٹکڑا ابھی بھی حضور پُرنور کے پاس محفوظ ہے۔

محترم وحید احمد صاحب نے اپنے بھائی محترم صغیر احمد صاحب کے ساتھ مل کر اس تحریر میں اپنے متعلقہ حصے کو پڑھا نیز بذریعہ ٹیلی فون اس میں چند ایک ضروری اصلاحات کروائیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھیاں آج کہاں موجود ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ سوئٹزرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ کی مورخہ ۷؍ نومبر ۲۰۲۰ء کو ہونے والی Virtual ملاقات میں ایک ممبر عاملہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین انگوٹھیاں بنوائی تھیں، دو انگوٹھیاں ہم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک میں دیکھی ہیں، تیسری انگوٹھی کس کے پاس ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب عطا فرماتے ہوئے فرمایا:

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ والی انگوٹھی حضرت اماں جانؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دے دی تھی اور دوسری انگوٹھی جس پر غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ کا الہام درج تھا، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دے دی تھی اور ’’مولیٰ بس‘‘ والی انگوٹھی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو دے دی تھی۔ أَلَيْسَ اللّٰهُ والی انگوٹھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد یہ انگوٹھی جو بھی خلیفہ بنے گا، اس کو ملے گی اور بجائے ذاتی ہونے کے خلافت کو منتقل ہو جائے گی۔ لیکن جو دوسری دو انگوٹھیاں تھیں وہ دونوں بھائیوں نے اپنے پاس رکھی رکھیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی انگوٹھی جو تھی ان کی وفات کے بعد میرے والد صاحب کے پاس آئی۔ اس کے بعد میری والدہ نے ان کی وفات کے بعد مجھے دے دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جب خلافت کا منصب دیا تو میں نے وہ انگوٹھی پہننی بھی شروع کر دی۔ تیسری انگوٹھی جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے پاس تھی، وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کو منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کے کوئی اولاد نہیں تھی تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیٹی امۃ الجمیل صاحبہ اور محترم ناصر احمد سیال صاحب ابن حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے بیٹے کو لے پالک بنایا تھا، اور وہ ان کے ساتھ رہا، ان کے گھر میں پلا بڑھا، تو اس کے بعد انہوں نے وہ انگوٹھی اس کو دے دی وہ آجکل امریکہ میں رہتا ہے۔‘‘ (بنیادی مسائل کے جوابات (نمبر ۶) مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵؍ جنوری ۲۰۲۱ء صفحہ ۱۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر تبرک کی برکت سے جماعت احمدیہ بلکہ عالمِ اسلام کا ہر فرد فیضیاب ہو۔ آمین

تحفظ ناموسِ رسالت میں سینہ سپر جریدہ: الفضل

ناموس رسالت کے لیے الفضل کی خدمات کی چند جھلکیاں

(’ابو نائل‘)

آغاز سے لے کر اب تک الفضل... ناموس رسالت ﷺ کے لیے خدمات سرانجام دے رہا ہے

اس دور میں بھی مخالفین رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر ہر ممکن اور رکیک ترین حملے کر رہے ہیں اور بدقسمتی سے بہت سے مسلمان اس پر ایسا پر تشدد ردعمل دکھاتے ہیں جو نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ اس عمل کو اور بھی انگیخت کر کے مخالفین کو اسلام پر مزید اعتراضات کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ اس پس منظر میں اس مختصر مضمون میں ان خدمات کی صرف چند جھلکیاں پیش کی جائیں گی جو ایک سو دس سال سے الفضل ناموس رسالت کے لیے سرانجام دے رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اصولی ارشاد

جب ۱۸۹۸ء میں ہندوستان میں ایک مرتد ڈاکٹر احمد شاہ نے دل آزار کتاب امہات المومنین شائع کی تو اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’البلاغ‘ میں تحریر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ۔ یہ امر نہایت پُرخطر اور خوفناک ہے کہ ہم معترض کے اعتراضوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں اور اگر ایسا کریں تو وہ اعتراضات طاعون کے کیڑوں کی طرح روز بروز بڑھتے جائیں گے اور ہزار ہا شبہات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائیں گے اور اگر گورنمنٹ ایسے بدزبان کو کچھ سزا بھی دے تو وہ شبہات اس سزا سے کچھ کم نہیں ہو سکتے۔ دیکھو یہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں مثلاً جیسے مصنف امہات المومنین اور عماد الدین اور صفدر علی وغیرہ ان کے مرتد ہونے کا بھی یہی سبب ہے... اب اکثر اسلام پر حملہ کرنے والے یہی لوگ ہیں جو قوم کی کم توجہی سے پریشان خاطر ہو کر عیسائی ہو گئے۔ ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ لوگ جو بدزبانی دکھلا رہے ہیں یہ کچھ یورپ سے تو نہیں آئے اسی ملک کے مسلمانوں کی اولاد ہیں جو اسلام سے انقطاع کرتے کرتے اور عیسائیوں کے کلمات سے متاثر ہوتے ہوتے اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔ درحقیقت ایسے لاکھوں انسان ہیں جن کے دل خراب ہو رہے ہیں۔ ہزار ہا طبیعتیں ہیں جو بُری طرح بگڑ گئی ہیں۔ سو بڑا امر اور عظیم الشان امر جو ہمیں کرنا چاہیے وہ یہی ہے کہ ہم نظر اٹھا کر دیکھیں کہ ملک مجذوموں کی طرح ہوتا جاتا ہے اور شبہات کے زہریلے پودے بے شمار سینوں میں نشوونما پا گئے ہیں اور پاتے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں تمام قرآن شریف میں یہی ترغیب دیتا ہے کہ ہم دین اسلام کی حقیقی حمایت کریں اور ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ مخالفوں کی طرف سے ایک بھی ایسا اعتراض پیدا نہ ہو جس کا ہم کمال تحقیق اور تنقیح سے جواب دے کر حق کے طالبوں کی پوری تسلی اور تشفی نہ کریں۔“ (البلاغ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۸ و ۳۷۹)

آغاز سے لے کر اب تک الفضل اسی اصول کے تحت ناموس رسالت ﷺ کے لیے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس قسم کی خدمات سرانجام دینے کے لیے مختلف زاویوں سے قلمی جہاد کرنا پڑتا ہے۔ یہ نہیں کہ جب کوئی مخالف کوئی گھناؤنا اعتراض کر دے اور اس کی شہرت شروع ہو جائے تو پھر یہ خیال آئے کہ یہ ضروری ہے کہ غیروں تک نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حقائق پہنچائے جائیں۔ مسلمانوں کے ہر گروہ کا فرض ہے کہ وہ ہر دور میں بیدار مغزی سے یہ فریضہ سرانجام دے۔ ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات مخالفین کا گروہ زیادہ زور و شور سے کسی معین پہلو پر اعتراضات کا طوفان برپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے ادوار میں ایسے معین اعتراضات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ایک تیسرا پہلو یہ ہے کہ بدقسمتی سے ایسے حالات میں مسلمانوں کے بعض گروہ مسلمانوں کو ایسے ردعمل پر اکساتے ہیں جو کہ خود رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف بلکہ معترضین کی منشا کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اور انہیں یہ پراپیگنڈا کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ متشدد ردعمل ہی یہ واضح کر رہا ہے کہ اس مذہب کے بانی نے جبر کی تعلیم دی تھی۔ ایسے ماحول میں مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کہ کیا ردعمل کس طریق پر دکھانا ہے اپنی ذات میں ایک کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔

الفضل کا آغاز

اب ۱۹۱۳ء میں الفضل کے آغاز سے اس تجزیہ کا آغاز کرتے ہیں۔ اس سال یعنی خلافت اولیٰ کے آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے روزنامہ الفضل کا اجرا فرمایا اور یہ اخبار ایسے حالات میں شروع کیا گیا کہ اس عظیم کام کے لیے آپؓ کو اپنی اہلیہ حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کا زیور فروخت کرنا پڑا۔ ۱۹؍جون ۱۹۱۳ء کو الفضل کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ اس وقت الفضل ہفتہ وار شائع ہوتا تھا۔ پہلے شمارہ سے لے کر مارچ ۱۹۱۴ء میں خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات اور خلافت ثانیہ کے آغاز تک ہر شمارہ میں سیرت النبی ﷺ پر ایک مفصل مضمون شائع ہوتا تھا۔ یہ مضمون حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ ان مضامین میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی تھی۔ یہ طویل سلسلہ مضامین انوار العلوم کی جلد اول میں ”سیرت النبیؐ“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور ان خدمات کا گواہ ہے جو کہ اس دور میں الفضل نے سرانجام دیں۔

ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لیے الفضل نے جو مخلصانہ خدمات سرانجام دیں وہ اتنی مختصر نہیں کہ ایک مضمون میں بیان ہو سکیں۔ اس لیے اس مضمون میں صرف چند ماہ کی خدمات کی مختصر جھلکیاں پیش کی جائیں گی۔

الفضل کے اجرا کے دس سال بعد برصغیر میں وہ دور شروع ہوا جس میں اس حوالے سے تناؤ اور تصادم کم از کم پندرہ سال تک بڑھتا ہی رہا۔ الفضل شروع ہوا تو ایک سال بعد پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی اور ہندوستان سمیت تمام دنیا کی توجہ اس طرف ہو گئی۔ اس کے بعد ہندوستان میں تحریک خلافت کی لاحاصل تحریک شروع ہو گئی۔ اس میں وقتی طور پر ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں میں گہرا اتحاد نظر آیا۔

شدھی تحریک اور الفضل کی خدمات

لیکن جب یہ تحریک اپنے منطقی انجام کو پہنچی تو آریہ سماج نے سوامی شردھانند صاحب کی قیادت میں ایک مرتبہ پھر شدھی کی تحریک شروع کی اس کا مقصد مسلمانوں کو مرتد کر کے ہندومت میں داخل کرنا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند نے بھارتیہ ہندو شدھی مہاسبھا قائم کر کے اس تحریک کا آغاز کیا۔ اس فتنہ نے خاص طور پر یوپی کے صوبہ میں ملکانہ کے علاقہ کو اپنا نشانہ بنایا اور یہاں کے راجپوت مسلمانوں کو مرتد کر کے ہندومت میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ شروع سے آریہ سماج کا طریق رہا ہے، اس تحریک کا اہم جزو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر بے بنیاد اعتراضات کو شہرت دینا اور آپ کی تعلیمات پر تنقید کرنا تھا۔ چنانچہ اس تحریک کے دوران ۱۹۲۴ء میں پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی کے بارے میں شدید دلآزار کتاب ’رنگیلا رسول‘ شائع کی گئی تھی۔ اس کے پبلشر راجپال کا تعلق آریہ سماج سے تھا۔

یہ حقیقت تو اپنوں اور غیروں کے علم میں ہے کہ شدھی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قیادت اور راہنمائی میں جماعت احمدیہ صف اول میں کھڑی تھی۔ اس مضمون کے موضوع کے حوالے سے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس عظیم مہم میں الفضل ایک کلیدی کردار ادا کر رہا تھا۔ اس وقت الیکٹرانک میڈیا کی سہولت تو موجود نہیں تھی، اس لیے پوری جماعت تک خلیفہ وقت کی تحریکات اور ارشادات پہنچانے کا ایک ذریعہ اخبار ہی تھا اور یہ فریضہ الفضل سرانجام دے رہا تھا۔ شدھی تحریک چلانے والے جو اعتراضات کر رہے تھے، ان کے جوابات ساتھ کے ساتھ الفضل میں شائع ہو رہے تھے۔ ملکانہ کے علاقہ میں جو رضاکار تبلیغ کے لیے جا رہے تھے ان کے لیے ہدایات اس اخبار میں شائع ہو رہی تھیں اور ان کی کاوشوں کی خبریں بھی الفضل کے ذریعہ پوری جماعت تک پہنچ رہی تھیں۔ شدھی کے مقابل پر ان سب کاوشوں کا مقصد کیا تھا۔ ۳۰؍مارچ ۱۹۲۳ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شدھی تحریک کا مقابلہ کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ”ایک صحابی کو کفار نے پکڑ لیا۔ اور تجویز کی کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ سب تیاریاں ہو گئیں۔ اس وقت ان سے پوچھا گیا کہ کیا تم پسند کرو گے۔ کہ تم آزاد ہو جاؤ اور تمہاری بجائے محمد (ﷺ) کو پکڑ کر قتل کیا جائے۔ اور تم اپنے گھر میں آرام اور آزادی سے بیٹھو۔ اس وقت اس صحابی نے جواب دیا۔ تم نے جو بات کہی ہے وہ تو بہت بڑی بات ہے۔ میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے۔“ (الفضل ۲۳؍اپریل ۱۹۲۳ء)

اس وقت کئی غیر احمدی علماء فتنہ ارتداد کا مقابلہ کرنے کی بجائے مداہنت سے کام لے رہے تھے۔ آپؓ نے اسی خطبہ میں مزید فرمایا: ”دیکھ لیں پہلے علماء بھی جب محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت پر حملہ ہوتے دیکھتے تھے تو دشمن کو اس کے گھر سے آگاہ کرنے کے لئے سختی سے کام لیتے تھے۔“

اسی فتنہ ارتداد کے شروع میں حضورؓ نے یہ راہنمائی فرمائی کہ ”اس وقت تم اس بحث کو چھوڑ دو کہ وہ مسلمانوں کے کس فرقہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تم اس کی فکر کرو کہ وہ مسلمان ہی رہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے کسی نہ کسی فرقہ میں رہنا مرتد ہو کر پاکوں کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دینے والوں میں شامل ہو کر حضور اقدس و اعلیٰ خاتم النبیین کو گالیاں دینے لگنا بہرحال ہزار ہا کروڑ ہا درجہ بہتر ہے۔“ (الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۲۳ء)

یکم اپریل کو جب مجلس شوریٰ میں اس فتنہ کے بارے میں بحث ہو چکی تھی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطاب میں یہ اصولی ہدایت دی اور الفضل نے اسے شائع کر کے پوری جماعت تک پہنچایا۔ حضورؓ کے الفاظ تھے: ”کیا ہم اس لئے ان کو ارتداد سے بچانے نہ جائیں گے کہ ان کے مولوی ہمیں کافر اور ہمارے آقا کو دجال کہتے ہیں۔ اور ہمیں ہر قسم کا نقصان جو وہ پہنچا سکتے ہیں پہنچانا عین ثواب خیال کرتے ہیں۔ ہر گز نہیں۔“ (الفضل ۱۶؍اپریل ۱۹۲۳ء)

ان حوالوں سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس فتنہ میں الفضل نے جو گرانقدر خدمات سرانجام دیں وہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت اور عاجزانہ خدمت کے لیے تھیں۔ ہم اس دور کے صرف ایک ماہ یعنی اپریل ۱۹۲۳ء کا جائزہ لیتے ہیں کہ الفضل نے کس طرح خلیفہ وقت کا بازو بن کر یہ تاریخی خدمات سرانجام دیں۔

شدھی کے خلاف جدوجہد کا آغاز اور الفضل

اب یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اس کے لیے کیا منصوبہ بندی کی گئی؟ اور الفضل نے اس میں کیا کردار ادا کیا؟ اس موقع پر مجلس مشاورت میں اس فتنہ کے سدباب کے لیے تجاویز حضورؓ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ اور حضور نے خطبہ جمعہ میں بھی اس منصوبہ کا اعلان کیا۔ اس کے مطابق احمدیوں کو تحریک کی گئی کہ احباب تین ماہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کریں اور اس غرض کے لیے ہزاروں واقفین تیار ہوں جو کہ یوپی میں ملکانہ کے علاقہ میں جا کر رہیں اور تبلیغ کا فریضہ ادا کریں۔ اور انہیں نظام کے تحت اس طرح بھجوایا جائے کہ

ہروقت سو احمدی واقفین اس علاقہ میں مصروف عمل ہوں اور ابھی خطبہ جمعہ میں اس کا اعلان بھی نہیں ہوا تھا کہ تین سو درخواستیں موصول ہوچکی تھیں۔ اور اس مہم کی ادائیگی کے لیے پچاس ہزار روپیہ کا فنڈ جمع کیا جائے۔حضور نے خاص طور پر احمدی راجپوتوں کو تحریک کی کہ وہ اپنے آپ کو پیش کریں کیونکہ وہ اپنی قوم کے مزاج کو بہتر سمجھتے ہیں۔غیر احمدیوں میں سے بہت سے احمدیوں سے بہت دشمنی رکھتے ہیں مگر اس نازک وقت میں ان کا ایک طبقہ بھی جماعت کے حق میں کھڑا ہوگیا ہے۔(الفضل ۱۶؍اپریل ۱۹۲۳ء) یہ تحریک اخبار کے ذریعہ ہی جماعت تک پہنچائی جارہی تھی۔ اس وقت جماعت کے پاس اور کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔

اس وقت فقط منصوبہ بندی میں وقت ضائع نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ آریہ سماجی بڑی تعداد میں ملکانہ (یوپی) کے علاقہ میں مسلمان راجپوتوں کو مرتد کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت فتح محمد سیال صاحبؓ نے بطور امیر وفد المجاہدین آگرہ یو پی میں ڈیرے ڈال لیے اور اس فتنہ کی صورت حال کا جائزہ لیا۔انہوں نے مرکز یہ رپورٹ بھجوائی کہ آریہ سماج نے سالہاسال لالچ، دباؤ اور ترغیب سے ملکانہ کے مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسانا شروع کیا ہے۔محض چند روز کی جد و جہد سے ان کو اس تسلط سے آزادی دلوانا ممکن نہیں ہو گا۔ اس کے لیے طویل جد و جہد کرنی ہو گی۔لیکن مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آہستہ آہستہ مرتد ہونے والے واپس ہونے شروع ہوگئے ہیں۔(الفضل ۱۶؍اپریل ۱۹۲۳ء)

یہ خبریں شائع ہو رہی تھیں کہ جماعت کے وفود ملکانہ کے علاقہ کے لیے روانہ ہو رہے ہیں۔ پہلے آریہ تقریباً بلامقابلہ اپنے مقاصد حاصل کر رہے تھے، اب ان کی ناکامیوں اور شدھی کا شکار ہونے والوں کی واپسی کی خبریں بھی شائع ہو رہی تھیں۔ ۱۹؍اپریل ۱۹۲۳ء کے الفضل میں یہ خبر شائع ہوئی کہ نوّے واقفین میدان عمل میں پہنچ کر مصروف عمل ہیں اور کل ۱۴۴۱ اس خدمت کے لیے پیش کر چکے ہیں۔مزید احباب اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لیے جلد پیش کریں۔ اپریل کے وسط تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ بھی ملکانہ کے علاقہ میں پہنچ چکے تھے اور اس علاقہ میں پیدل سفر کر کے شدھی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ منصوبہ اتنی تیزی سے شروع ہوا کہ ۱۶؍اپریل ۱۹۲۳ء کو مشہور ہندو اخبار پرتاپ نے یہ شائع کیا کہ شدھی سے سب سے زیادہ تکلیف احمدیوں کو ہو رہی ہے۔(الفضل ۱۹؍اپریل ۱۹۲۳ء) آگرہ میں جماعت کی طرف سے لیکچروں کا انتظام کیا جارہا تھا۔ یہ خبریں بھی شائع ہو رہی تھیں کہ اس علاقہ میں آریہ مناظروں سے گریز کر رہے ہیں۔ آریہ سماج کے مشہور لیڈر مثال کے طور پر رام دیو صاحب اسلام کے خلاف جو لیکچر دے رہے تھے، الفضل باقاعدگی سے ان کا جواب شائع کر رہا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ آریہ سماج والے یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔(الفضل ۲۳؍اپریل ۱۹۲۳ء) اس جد و جہد میں الفضل کا کردار اتنا اہم تھا کہ الفضل کے ایڈیٹر بھی آگرہ منتقل ہو گئے تھے۔

بعض مسلمان گروہوں کی بے حسی

دوسرے فرقوں کے کئی غیرت مند مسلمان تو جماعت احمدیہ کی حمایت کر رہے تھے۔ لیکن بعض مسلمان گروہوں کی کیا حالت تھی؟ اس وقت خلافت کانفرنس مسلمانوں کی ایک بڑی تنظیم تھی اور اس کے پاس ماضی میں جمع ہونے والے کافی مالی وسائل موجود تھے۔ان حالات میں انہوں نے کیا تیر مارا؟ انہوں نے آگرہ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ آریوں کا اتنا رعب تھا کہ بہت کم لیڈر اس میں شامل ہوئے اور بجائے ارتداد کی لہر کا مقابلہ کرنے کے مولوی آزاد سبحانی صاحب نے تقریر کی کہ اصل مقصد تو سوراج (آزادی) حاصل کرنا ہے۔ میں سوامی شردھانند صاحب سے عاجزی سے عرض کروں گا کہ مسلمان ہندوؤں سے درخواست کریں گے کہ اس وقت شدھی روک دیں۔ جب آزادی حاصل ہوجائے گی تو ہم فیصلہ کریں گے کہ ہم نے مسلمان رہنا ہے کہ ہندو ہونا ہے۔(الفضل ۱۶؍ اپریل ۱۹۲۳ء) جالندھر چھاؤنی میں مولوی جودت میرٹھی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''مذاہب عالم میں صرف جماعت احمدیہ جو خدا کے راستہ پر نہیں اور نہ اسے خدا سے کسی قسم کا تعلق ہے۔ باقی دنیا کے تمام مذاہب سناتن، آریہ، یہودی، عیسائی، مجوسی، دہریہ وغیرہ سب راہ راست پر ہیں۔'' (الفضل ۲۳؍اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۴)

اس دور میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اور اہل حدیث سب سے زیادہ احمدیوں کے خلاف سرگرم تھے۔ اور ثناء اللہ امرتسری صاحب کا رسالہ 'اہلحدیث' تو جماعت کے خلاف دریدہ دہنی کے لیے وقف تھا اور اس جریدے نے اس نازک دور میں بھی یہ کام جاری رکھا۔ ۶؍اپریل ۱۹۲۳ء کے 'اہلحدیث' کے شمارے کے صفحہ اول پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے شدھی کے بارے میں لکھا: ''اس پر اسلامی حلقہ میں مذہبی اتحاد کی وجہ سے ہلچل مچ گئی ہے۔تبلیغی انجمنوں سے واعظ گئے۔ یہاںتک کہ قادیانی امت کے واعظ بھی گئے اور سب سے زیادہ گئے۔'' اور اسی شمارے میں یہ اعلان شائع ہوا کہ اہلحدیث کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۳۲ واعظ ملکانہ کے علاقہ میں بھجوائے جائیں۔ اور ۱۳؍اپریل کے شمارے میں یہی دعویٰ شائع ہوا کہ ۳۲ واعظ ملکانہ بھجوائے جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے الفضل کے حوالوں سے بیان کیا گیا ہے اپریل کے مہینہ میں ہی جماعت اس تبلیغی مہم کا بھرپور آغاز کر چکی تھی۔ لیکن ۴؍مئی ۱۹۲۳ء کو شائع ہونے والے 'اہلحدیث' کے شمارے میں کیا شائع ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''آریوں کی طرف سے ہر قسم کی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے ۳۲ ممبروں کا وفد جانا تجویز ہوا تھا مناسب سمجھا گیا کہ وفد سے پہلے حالات محولہ دریافت کرنے کو ایک ہوشیار خلیفہ بھیجا جائے...

آپ نے اپنی رپورٹ دہلی شوریٰ میں پیش کرنے کے بعد بغرض اشاعت بھیجی ہے جو درج ذیل ہے

۱۔ اول تو بازار میں تحقیقات کی تو اس سے معلوم ہوا کہ واقعات کم ہیں اور افواہیں زیادہ ہیں۔ اور کام بھی کچھ اعلیٰ پیمانے پر نہیں ہو رہا۔

۲۔ اس کے بعد قادیانی ہیڈ کوارٹر میں گئے۔ انہوں نے اضلاع کے نقشے مہیا کر رکھے ہیں۔ اور کام جاری ہے۔ انہوں نے اپنی کارگذاری بھی سنائی جس میں مبالغہ سے کام لیا مگر واقعی یہ باقاعدہ طریقے پر کام کر رہے ہیں۔''

اسی رپورٹ میں اعتراف کیا گیا تھا کہ ہزاروں راجپوتوں کو مرتد کر دیا گیا ہے لیکن بے حسی کی یہ حالت ہے کہ ابھی تک اہلحدیث اپنے مبلغ میدان عمل میں بھی نہیں اتار سکے تھے۔ البتہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے بار بار الفضل کو نیش زنی کا نشانہ ضرور بنایا۔

سوامی شردھانند کا قتل اور الفضل کا تبصرہ

اس فتنہ ارتداد کا مقابلہ اسی طریق پر کیا جاسکتا تھا جس طریق پر جماعت احمدیہ یہ مقابلہ کر رہی تھی یعنی تبلیغ کر کے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا جائے اور اس طریق پر شدھی کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن دسمبر ۱۹۲۶ء میں کئی غیر احمدی علماء کی تعلیمات کے زیر اثر ایک مسلمان عبد الرشید نے سوامی شردھانند کا قتل کر دیا۔ یہ بیہودہ اور غیر اسلامی فعل صرف ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مزید انگیخت کرنے کا باعث بنا۔ الفضل نے اس کی مذمت کرتے ہوئے ۴؍جنوری کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا: ''یہ خبر تمام امن پسند احباب میں نہایت افسوس سے سنی گئی ہے کہ سوامی شردھانند جی کو (جو آریہ سماج کے مسلّمہ لیڈر تھے اور جن کی سرگرمیاں شدھی کے متعلق مشہور عالم ہیں) کسی بد نام کنندہ اسلام عبد الرشید خوشنویس دہلوی نام نے دن دہاڑے پچھلے پہر پستول سے مار دیا۔ سوامی جی کئی دن سے بیمار چلے آتے تھے۔ اب حالت کچھ سنبھل گئی تھی قاتل نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ملازم مانع ہوا مگر سوامی جی نے کہا کہ آنے دو۔ جب وہ اندر آیا تو کچھ مذہبی گفتگو چاہی۔ بیماری کا عذر پیش کیا گیا۔ قاتل نے پانی مانگا۔ اس وقت قاتل کو موقع مل گیا اور اس نے نہایت سفاکی سے دو تین فائر کئے۔ قاتل اسی وقت پکڑ لیا گیا۔ یہ قتل جس قدر بزدلانہ سفاکانہ ہے۔ اس شخص نے جو اپنے نام سے مسلمان کہلاتا ہے یقیناً ایسا کام کیا ہے جو سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اور اس نے ایک دشمن سے بڑھ کر اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔''

عبد الرشید کے اس فعل کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ شدھی اور ہندو سنگھٹن کی تحریکات میں ایک نئی زندگی پیدا ہوئی۔ الفضل نے اس موقع پر جس موقف کا اظہار کیا وہ تو درج کر دیا گیا ہے لیکن اس وقت بھی ایسے ناعاقبت اندیش مسلمان موجود تھے جنہوں نے عبد الرشید کی تصویروں کو شائع کر کے فروخت کرنا شروع کر دیا تھا۔

ناشر 'رنگیلا رسول' پر مقدمہ کا فیصلہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا تھا کہ جب شدھی کی تحریک شروع کی گئی تو اس کا ایک اہم جزو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا اور اس گستاخی پر مشتمل لٹریچر پھیلانا تھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ۱۹۲۴ء میں ایک دل آزار کتاب 'رنگیلا رسول' شائع کی گئی تھی۔ اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہرات کے نکاحوں کے واقعات نہایت قابل اعتراض الفاظ میں بیان کیے گئے تھے۔ شروع میں اس کتاب کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا لیکن جیسا کہ بعد میں انکشاف ہوا اس کتاب کے مصنف کا نام سوامی پنڈت چموپتی تھا اور شروع کے عرصہ میں اس کتاب کے ناشر مہاشے راجپال کا نام زیادہ نمایاں طور پر سامنے آرہا تھا۔ اس کے بعد مئی ۱۹۲۷ء میں امرتسر کے رسالہ ورتمان میں آنحضرت ﷺ کے سوانح کے حالات افسانوی رنگ میں اور نام بگاڑ کر شائع کیے گئے۔

چنانچہ حکومت کی طرف سے راجپال کے خلاف دفعہ ۱۵۳؍الف کے تحت مقدمہ چلایا گیا جو کہ مذہب، زبان، سکونت وغیرہ کی بنیاد پر مختلف گروہوں کے درمیان تشدد پر اکسانے یا ان کے درمیان تصادم پیدا کرنے کے بارے میں تھا۔ سیشن کورٹ میں مہاشے راج پال کو اس دفعہ کے تحت سزا سنائی گئی۔ لیکن اس کے بعد اس فیصلہ کے بارے میں اپیل لاہور ہائی کورٹ میں پیش ہوئی۔ اس کی سماعت جسٹس کنور دلیپ سنگھ کر رہے تھے۔ حیران کن طور پر جسٹس دلیپ سنگھ نے اس کتاب کو قابل مذمت قرار دیا لیکن یہ فیصلہ سنایا کہ اس دفعہ کے تحت راجپال کو سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ ان کے نزدیک یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ راجپال اس کے ذریعہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کشیدگی پیدا کرنا چاہتا تھا اور سیشن کورٹ کا فیصلہ منسوخ قرار دے دیا گیا۔

اس پر ہندوستان کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اس موقع پر اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھانے میں الفضل صف اول میں تھا مورخہ ۴؍جون ۱۹۲۷ء کو الفضل نے ایک تفصیلی اداریہ میں اس فیصلہ کے نقائص اور سقم کا ماہرانہ تجزیہ کر کے اس فیصلہ کے بنیادی نکات کی دھجیاں اڑا دیں۔ اس اداریہ کا عنوان تھا ''ہائی کورٹ پنجاب کا ''رنگیلا رسول'' کے متعلق فیصلہ''۔ اس تحریر میں اس تضاد کی نشاندہی کی کہ ایک طرف تو اس فیصلہ میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس سے ہر حسن مذاق رکھنے والے شخص کے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس سے بعض مسلمانوں کے جذبات کا مجروح ہونا یقینی ہے۔ لیکن اس کے باوجود راجپال کو اس لیے بری قرار دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ شق یعنی ۱۵۳ الف کسی گذشتہ مذہبی راہنما کی زندگی اور سیرت کے بارے میں بحث و تمحیث روکنے کے لئے وضع نہیں ہوئی تھی۔ اس پر الفضل نے اس حقیقت کی نشاندہی کی کہ انہی دنوں میں الہ آباد ہائی کورٹ نے اسی دفعہ کے تحت ایک اور آریہ پنڈت کالی چرن کو اسی طرح کی کتاب ''وچتر جیون'' لکھنے پر سزا دی ہے۔ اور نہایت دلیری سے یہ سوال اُٹھایا: ''سمجھ میں نہیں آتا جس دفعہ کے ماتحت الہ آباد ہائی کورٹ ایک ملزم کو مجرم قرار دے کر قابل سزا قرار دیتی ہے۔ وہی دفعہ بعینہ اسی قسم کے جرم کے متعلق پنجاب ہائی کورٹ کے نزدیک کیوں بے اثر ہوجاتی ہے۔''

ورتمان میں سیر دوزخ کی اشاعت اور حضرت مصلح موعودؓ کی اپیل

رسول اللہ ﷺ پر یہ حملے ایک مذموم منصوبہ کے تحت کیے جارہے تھے۔ بلکہ یہ سلسلہ صرف 'رنگیلا رسول' اور 'وچتر جیون' تک محدود نہیں تھا۔ اور اصل مقصد مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنا تھا۔ اپریل ۱۹۲۷ء کے وسط میں امرتسر سے ایک ماہوار رسالہ 'رسالہ ورتمان' کے نام سے شروع کیا گیا۔ اس کے پبلشر اور ایڈیٹر کا نام گیان چند چھاٹک تھا۔ جب وسط مئی میں اس کا دوسرا شمارہ شائع ہوا تو اس میں 'سیر دوزخ' کے نام سے قصہ کے رنگ میں ایک نہایت دل آزار تحریر شائع ہوئی۔ اسے دیوی شرن شرما نے لکھا تھا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا نام بگاڑ کر مہامند اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام بگاڑ کر آسا لکھا گیا تھا اور معراج کے

واقعہ پر طنز کیے گئے تھے اور اس میں نعوذُ باللہ آپ کو جہنم کے گہرے گڑھے میں گرا ہوا ظاہر کر کے، اپنے زعم میں اس کی وجہ شہوت رانی قرار دی گئی تھی۔ اس میں درج تمام بیہودگیوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شریف آدمی پر یہ خرافات گراں گذریں گی۔ باقی مسلمان تو ابھی خاموش تھے بلکہ جماعت احمدیہ کے اشد مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے بعد میں عدالت میں اقرار کیا کہ انہوں نے ۲۷؍ مئی ۱۹۲۷ء کو یہ تحریر پڑھ لی تھی لیکن انہوں نے اپنے جریدے ’اہلحدیث‘ میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ اور عدالتی فیصلہ میں یہ گواہی درج کی گئی تھی۔

(The All India Reporter 1927 p595)

سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس گندی تحریر پر ردعمل ظاہر کیا۔ اور ایک پوسٹر تحریر فرمایا جس کا عنوان تھا ’’رسول کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے؟‘‘ اس پوسٹر کے نصائح کی طرف آج بھی اسی طرح توجہ کرنے کی ضرورت ہے جس طرح ۱۹۲۷ء میں ضرورت تھی۔ آپؓ نے تحریر فرمایا کہ جب عیسائیوں نے مسلمانوں کو سپین سے نکالنے کا منصوبہ بنایا تو یہ طریق اختیار کیا کہ کچھ عیسائی مسلمانوں کا بھیس بدل کر مسجدوں میں جاتے اور رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے۔ بعض جوشیلے مسلمان جو ان کی اس تدبیر سے واقف نہ ہوتے ان سے لڑ پڑتے اور ان میں سے کچھ کو قتل کر دیتے۔ تو پورے ملک میں شور مچا دیا جاتا کہ اس ظالمانہ طریق پر مسیحوں کو مارا جاتا ہے۔ اس جوش کا فائدہ اٹھا کر مسیحی ریاستوں نے مسلمانوں کو جو پہلے ہی کمزور ہو چکے تھے ملک سے نکال دیا۔

یہ تاریخی تجزیہ درج کرنے کے بعد آپؓ نے یہ پر حکمت نصیحت فرمائی: ’’یہی تدبیر مذکورہ بالا قسم کی ہندو مصنفین استعمال کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اس قدر جوش دلانا چاہتے ہیں کہ مسلمان آپے سے باہر ہو کر خونریزی پر اتر آئیں۔ اور اس طرح انہیں اپنی سنگھٹن میں مدد ملے۔ لیکن کیا مسلمان اس دھوکے میں آئیں گے؟ آخر سوامی شردھانند کے قتل سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا۔ خونریزی ہرگز کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ وہ اخلاقی اور تمدنی طور پر قوم کو سخت نقصان پہنچاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو اس قسم کی تحریروں سے ضرور واقف ہونا چاہیے۔ لیکن اپنے جوشوں کو دبا کر غیرت پیدا کرنی چاہیے۔‘‘

اس کے بعد حضورؓ نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی عملی حالت بہتر بنائیں۔ ایک نئے جوش سے تبلیغ میں مشغول ہو جائیں۔ اور اپنی سیاسی، تمدنی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنائیں۔ اور ہندوؤں کا مقروض ہونے کی بجائے ان کی اقتصادی غلامی سے نجات حاصل کریں۔ (کاش آج بھی یورپ کے مسلمان اس سازش کو سمجھ کر حضور کی ان نصائح پر عمل کریں۔)

یہ پوسٹر دیواروں پر تو لگائے گئے لیکن خلیفہ وقت کی آواز کو سب تک پہنچانے کے لیے ۱۰؍ جون ۱۹۲۷ء کو الفضل میں شائع کر دیا گیا۔ اس پوسٹر نے اسلام مخالف حلقوں میں ایک زلزلہ برپا کر دیا۔ اس کے ذریعہ ان کی اصل سازش کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوٹ رہا تھا۔

سید دلاور شاہ بخاری صاحب کی غیرت

یہ ولولہ صرف الفضل تک محدود نہیں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں پوری جماعت اس فتنہ کا سدباب کرنے میں مصروف تھی۔ لاہور میں ایک رسالہ مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر ایک احمدی سید دلاور شاہ بخاری صاحب تھے۔ انہوں نے الفضل میں اس پوسٹر کی اشاعت کے چار روز بعد اپنے جریدے میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ’مستعفی ہو جاؤ‘۔ اس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس فیصلہ کے بعد مناسب یہی ہے کہ جسٹس دلیپ سنگھ صاحب لاہور ہائی کورٹ میں اپنا عہدہ چھوڑ دیں۔ اور اس بات کی تحقیقات کی جائیں کہ اس فیصلہ کی پشت پر کون سے عوامل کارفرما تھے۔ کیونکہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ اس ذمہ داری اور اہلیت کا مظاہرہ نہیں کر سکے جو کہ ہائی کورٹ کے ایک جج میں ہونی چاہیے۔

ان اقدامات کا جو ردعمل ظاہر ہوا اس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہندو احباب کا جو گروہ اسلام کے خلاف سازش میں شریک تھا وہ حواس باختہ ہو گیا اور گورنر پنجاب کی خدمت میں درخواست لکھی کہ جس طرح ورتمان کے ایڈیٹر پر مقدمہ چلایا گیا تھا اسی طرح مرزا صاحب کے خلاف بھی قانون حرکت میں آئے۔ حضورؓ کے پوسٹر میں پُرامن رہنے کی تلقین کی گئی تھی لیکن حکومت نے اس پوسٹر کو ضبط کر لیا۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اشتعال انگیز کتاب رنگیلا رسول کو تو قانون نے بری کر دیا تھا لیکن جس پوسٹر میں پرامن رہنے اور جوشوں کو دبانے کی تلقین کی گئی تھی اس سے یہ گروہ اتنا بوکھلایا کہ یہ پوسٹر فوری طور پر ضبط کر لیا گیا اور سید دلاور شاہ بخاری صاحب پر توہین عدالت کا مقدمہ درج کر دیا گیا۔ بعض لوگوں نے انہیں مشورہ دیا کہ مناسب الفاظ میں اظہار افسوس کر لیا جائے۔ جب انہوں نے اس بارے میں حضور سے راہنمائی کی درخواست کی تو حضورؓ نے ارشاد فرمایا: ’’ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ صوبہ کی عدالت کا مناسب احترام کریں لیکن جبکہ ایک مضمون آپ نے دیانت داری سے لکھا ہے اور اس میں صرف ان خیالات کی ترجمانی کی ہے جو اس وقت ہر مسلمان کے دل میں اٹھ رہے ہیں تو اب آپ کا فرض سوائے اس کے کہ اس سچائی پر مضبوطی سے قائم رہیں اور کیا ہو سکتا ہے یہ رسول کریم ﷺ کی عزت کا سوال ہے اور ہم اس مقدس وجود کی عزت کے معاملہ میں کسی معارض آواز پر بغیر آواز اٹھائے نہیں رہ سکتے… آپ جواب میں لکھوا دیں کہ اگر ہائی کورٹ کے ججوں کے نزدیک کنور دلیپ صاحب کی عزت کی حفاظت کے لئے تو قانون انگریزی میں کوئی دفعہ موجود ہے لیکن رسول کریم ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے کوئی دفعہ موجود نہیں تو میں بڑی خوشی سے جیل خانہ جانے کے لئے تیار ہوں۔‘‘

ایک مرتبہ پھر الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس آواز کو دلیری سے دنیا تک پہنچایا اور یہ حضور کی تحریر کی صورت میں یکم جولائی ۱۹۲۷ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ اس تحریر کا عنوان تھا ’’رسول کریم ﷺ کی عزت کا تحفظ اور ہمارا فرض‘‘

اس تحریر کے شائع ہونے سے قبل دلاور شاہ بخاری صاحب پر توہین عدالت کے مقدمہ کا فیصلہ آ چکا تھا۔ اور عدالت نے بخاری صاحب کو چھ ماہ کی قید اور ساڑھے سات سو روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی۔ باوجودیکہ اس وقت حالات خطرناک ہو چکے تھے حضورؓ نے اسی تحریر میں اس عدالتی فیصلہ پر محاکمہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ہمیں حیرت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت پر حملہ کرنے والوں پر تو مہینوں مقدمہ چلے اور آخر میں انہیں بری کر دیا جائے۔ لیکن ہائی کورٹ کے جج کے متعلق ایسی بات لکھنے کو جو صرف تاویلاً ہتک کہلا سکتی ہے آٹھ روز کے اندر اندر دو معزز لوگ جیل بھجوا دیے جاتے ہیں۔ الفضل کی خدمات کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور نے اس تحریر میں مسلمانوں کو جو نصائح فرمائیں ان میں یہ نصیحت بھی شامل تھی کہ وہ اپنے اخبارات اور پریس میں اپنے رسوخ کو مضبوط بنائیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کی گئی تھی کہ مضمون کی حدود کی وجہ سے ناموس رسالت کے لیے الفضل کی خدمات کی صرف چند جھلکیاں ہی پیش کرنا ممکن ہو گا۔ یہ جد و جہد جاری رہی۔ سید دلاور شاہ بخاری صاحب اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے بخوشی چھ ماہ کے لیے جیل چلے گئے۔ ورتمان کے ایڈیٹر اور پبلشر پر ۱۵۳؍ الف کے تحت ہی مقدمہ چلایا گیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بذریعہ تار یہ مطالبہ کیا کہ یہ مقدمہ ایک جج کا بینچ نہ سنے بلکہ ڈویژن بینچ اس کی سماعت کرے۔ چنانچہ اس مقدمہ کے لیے ایک بینچ قائم ہوا اور ورتمان کے ایڈیٹر اور پبلشر کو قید اور جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ اور اس سال کے آخر تک حکومت نے تعزیرات ہند میں نئی دفعہ ۲۹۵؍ الف کا اضافہ کیا۔

مقدس ہستیوں کی توہین کی کوشش آج بھی کی جاتی ہے۔ اور اس کے بارے میں قوانین اور اس کے صحیح اور غلط استعمال کے بارے میں اب تک تنازعات چل رہے ہیں۔ لیکن اگر اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر غور کیا جائے تو آج بھی ان ارشادات کی راہنمائی میں ان مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

☆…☆…☆

بقیہ: پھر جلسہ سالانہ کے سامان کے دن ہیں……از صفحہ نمبر ۱۵

ٹکٹ بھی خرید لی ہوئی تھی۔

آخری وقت پر وہ افسر کہنے لگے کہ کام بہت ہے، کہیں نہیں جانا۔ میں نے بتایا کہ میں نے بکنگ بھی کروالی ہوئی ہے۔ کہنے لگے کہ بس نہیں جانا۔ میں یہ سُن کر واپس آ گیا اور اپنی رخصت کو منسوخ سمجھ کر اپنا کام کرنے لگا۔ خود ہی تھوڑی دیر بعد کچھ خیال آیا تو میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چلو بکنگ کروالی ہوئی ہے تو چلے جاؤ۔‘‘

اسی طرح ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ ’’ایک مرتبہ میں اپنا الاؤنس لینے گیا۔ اکاؤنٹنٹ کہنے لگا کہ آپ کو اس مہینے الاؤنس نہ دینے کا آرڈر ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ آرڈر کہاں سے آ گیا؟ کہنے لگا کہ ’یہی حکم ہے!‘

’’میں وہاں سے خاموشی سے واپس آ گیا اور اُن افسر کے پاس گیا اور پوچھا تو کہنے لگے کہ ہاں میں نے ہی منع کیا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ سب خیر ہی ہے؟ کیا وجہ بن گئی؟ کہنے لگے کہ تم نے فلاں کام مکمل نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ کام تو تقریباً مکمل ہے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اِن اِن وجوہات کی وجہ سے مکمل نہیں ہو سکا۔ لیکن ساتھ میں نے یہ بھی بتا دیا کہ میں واقفِ زندگی ہوں، مطالبہ نہیں کروں گا۔

بہر حال، افسر بھی ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ ماتحت بھی ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ میں اپنے تجربات کی بنیاد پر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ افسر کو چاہیے کہ مطالبوں کی نوبت نہ آنے دے اور ماتحت کو چاہیے کہ وقف کی روح کو کبھی نہ بھولے۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی سب کام کر دیتا ہے۔

ماتحتوں اور کارکنوں کو بھی توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے وقف کے تقاضوں کو سمجھیں۔ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ کبھی کسی واقفِ زندگی کی طرف سے مطالبہ آتا ہے کہ یہ سہولت نہیں ہے، وہ سہولت نہیں ہے۔ تو مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ہم تو جہاں بھی رہے، کبھی اس طرف خیال بھی نہ گیا۔ بلکہ بعض اوقات تو بہت دقت کا سامنا ہوتا۔ مگر ذہن کبھی مطالبہ کرنے کی طرف نہ گیا۔‘‘

میں اس بات پر نادم ہوا کہ اتنی آسائشوں اور سہولتوں میں جو تھوڑا بہت کام کر لیتا ہوں، اس پر اپنے لیے مزدور کا ’’لقب‘‘ استعمال کیا۔ مگر اس چُوک سے جو موتی مجھے اپنے دامن میں بھرنے اور قارئین تک پہنچانے کا موقع میسر آ گیا، یہ نہ آتا۔



مجھے امید ہے کہ میرے سب واقفِ زندگی بھائی مجھے اس بات کی اجازت دیں گے کہ میں اپنی طرف سے اور ان سب کی طرف سے حضور کی خدمت میں ان سطور کے ذریعے وہی عرض کروں جو مجھے بالمشافہ کہنے کا موقع ملا، کہ ’’حضور! ہم آپ پر قربان۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے تو ہمیں بڑے لاڈ میں رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم احسان فراموش نہ ہوں اور اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں اور توانائیوں کا ہر ذرہ خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیں‘‘۔

آغاز میں ربوہ کا ذکر ہوا۔ آخر پر بھی پاکستان میں رہنے والے احمدی بھائیوں بہنوں اور بزرگوں کو ایک اور امانت پیش کرتا چلوں۔

جہاں موسمی پکوان کی بات ہوئی، وہاں فرمایا: ’’پکوڑوں کے ساتھ پُوڑے بھی بنا کرتے تھے۔ پتہ ہے نا پُوڑا کیسے بنتا ہے؟‘‘

میری لاعلمی کے اظہار پر پُوڑا بنانے کا طریقہ بتایا، اور فرمایا: ’’تو ربوہ میں موسم اچھا ہوتا تو پکوڑے بنتے۔ میٹھے میں پوڑے ہوتے۔ چائے ہوتی۔ اور ربوہ کے سادہ سے ماحول میں اچھے موسم کی یہی ہماری تفریح ہوتی۔‘‘

تو پاکستان کے احمدی بھائیو اور بہنو! تمہاری قربانیوں کو سلام۔ تم ہمارے لیے قابلِ رشک ہو کہ تمہارا محبوب آقا تمہارے شب و روز اور تمہارے موسموں کو یاد رکھتا ہے۔ مبارک صد مبارک!

مجھے ایک غریب الوطن محبوب کا یہ شعر، اِس غریب الوطن محبوب کے لیے بے اختیار یاد آ کر رہ گیا کہ

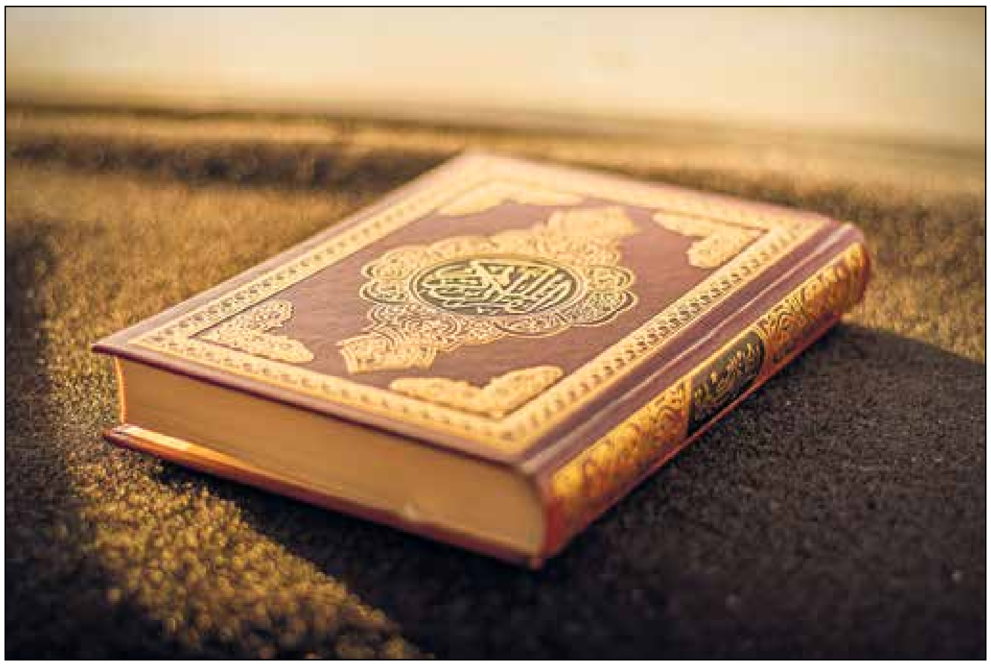
دیس بدیس لیے پھرتا ہوں، اپنے من میں اُس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسی ہے، تن من دھن جس کے اندر تھا

☆…☆…☆

الفضل میں اشاعت اور تعلیم و ترویج قرآن کی کوریج

(حنیف احمد محمود۔ نائب مدیر الفضل انٹرنیشنل)

مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیئے مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی



بانیٔ اخبار الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے الفضل جاری کرتے وقت اس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت پر ایک پراسپکٹس تحریر فرمایا جو اخبار بدر قادیان جون ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا۔ بعد ازاں ’’اخبار فضل کا پراسپکٹس‘‘ کے عنوان سے انوار العلوم جلد اوّل صفحہ ۴۳۳ تا ۴۴۴ کی زینت بنا یہ پراسپکٹس جو اخبار الفضل کی بنیادی اساس تھا جو حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ملاحظہ اور منظوری کے بعد جاری ہوئیں۔

اس پراسپکٹس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اخبار الفضل کی دس اغراض بھی تحریر فرمائیں۔ ان میں سے پہلی غرض کا تعلق خاکسار کے مضمون سے ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ’’مذہب اسلام کی خوبیوں کو مخالفین کے سامنے پیش کرنا۔ قرآن شریف کے کمالات سے آگاہ کرنا۔‘‘ (انوار العلوم جلد اوّل صفحہ ۴۴۰)

پراسپکٹس میں درج اخبار الفضل کی پہلی غرض کا تعلق تو براہ راست خاکسار کے مضمون سے ہے جبکہ باقی ۹؍اغراض کے بغور مطالعہ سے یہ چیز سامنے آتی ہے کہ ان میں سے پانچ اغراض کا تعلق جزوی طور پر خاکسار کے مضمون سے ہے۔ الغرض اخبار الفضل کے اجرا کا مقصد ہی اشاعتِ قرآن کی ترویج و تشہیر تھی جس کو اخبار الفضل ۱۱۰؍ سالوں سے بطریق احسن نبھا رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

آئیں! دیکھتے ہیں کہ الفضل نے اشاعتِ قرآن کے لیے کون کون سے ذرائع اپنائے یا یوں کہہ لیں کہ کن کن مندرجات سے الفضل کے ذریعہ اشاعتِ قرآن کی کوریج ہوتی رہی جن میں سے چند ایک کا ذکر بین السطور میں قارئین کو پڑھنے کو ملے گا۔

۱۔ ارشاد نبویؐ کے ذریعہ اشاعتِ قرآن کی کوریج

الفضل میں آغاز سے ہی مختلف جہات سے قرآن کریم، تراجم اور تفاسیر کی اشاعت ہوتی رہی۔ جن میں سب سے اوّل الفضل کے صفحہ ایک پر ارشاد نبویؐ کے تحت جو احادیث شائع ہوتی ہیں ان میں سے بعض قرآن کریم کی تعلیمات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جیسے ۱۷؍ مئی ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں حدیث موجود ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اَور نیکیاں ملیں گی۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأحرفا من القرآن)

حفاظت قرآن کے بارے میں الفضل کے پہلے صفحہ پر ایک حدیث بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تھا تو آپؐ اپنے ہونٹوں کو تیزی سے حرکت دیتے تھے تا کہ اسے یاد کر لیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دے اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے یعنی تیرا سینہ اس کو محفوظ کر لے گا اور تو اسے پڑھ لے گا۔ اس لیے خاموشی سے سنا کر پھر اس کا بیان ہماری ذمہ داری ہے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر ۴) (الفضل ربوہ ۱۸؍ ستمبر ۲۰۰۱ء)

۲۔ قرآن کریم سے متعلقہ ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت

مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ملفوظات اور معارف و حقائق الفضل میں چھپتے چلے آرہے ہیں۔ الفضل کے صفحہ اوّل پر مختلف عناوین کے تحت ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام روحانی خزائن اور ملفوظات شائع ہوتے رہے ہیں۔ اُن میں قرآن کریم کی فضیلت اور برکات نیز حقائق و معارف پر مشتمل ارشادات شامل ہوتے ہیں۔ جیسے ’’یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: ۱۰) یعنی بیشک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷، ایڈیشن ۱۹۸۴ء) (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۱۷؍ مئی ۲۰۲۳ء) مورخہ ۶؍ جولائی ۲۰۲۳ء کے سرورق میں ساری ترقیات اور کامیابیوں کی کلید قرآن شریف ہے کے عنوان سے اقتباس شائع ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے: ’’یاد رکھو! قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے تو بہت ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خُنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے، یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا، تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہیے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر اور اس وقت تک اُس سے دور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۴۰۔ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

۳۔ قرآن کریم سے متعلقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کی اشاعت

جہاں تک عنوان بالا ’’الفضل میں اشاعتِ قرآن کی کوریج‘‘ کا تعلق ہے اس میں تیسرے نمبر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معرکہ آرا اردو منظوم کلام ہے جو مسلسل دوسرے صفحہ کی زینت بنتا چلا آرہا ہے جو دلوں میں اترتا اور قرآن کی خوبیوں کو عیاں کرتا چلا آرہا ہے۔ جیسے

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳؍ مئی ۲۰۲۳ء)

جیسے

جمال وحُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

(الفضل انٹرنیشنل ۲۳؍ مارچ ۲۰۲۳ء)

۴۔ شعرائے کرام کا منظوم کلام

اس کے علاوہ معروف شعرائے کرام کا قرآن کریم کی عظمت اور برکات پر منظوم کلام بھی گاہے بگاہے الفضل کی زینت بنتا رہا۔ جو قرآن کریم سے محبت اور عشق بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

۵۔ خلفاء کے خطبات و خطابات بابت قرآن کریم کی اشاعت

جماعت احمدیہ کے پانچوں خلفاء گاہے بگاہے قرآن کریم کی خوبیوں اور اوصاف کا تذکرہ اپنے خطبات و خطابات میں کرتے رہے اور اب امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات و خطابات میں اس کی تلاوت، اس کو یاد کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں۔ یہ خطبات و خطابات اوّل الفضل کی زینت بنتے ہیں جیسے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶؍ اگست ۲۰۰۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ’’ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی [حبل للہ] کون سی تھی یا کون سی ہے جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا، قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیا۔ وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم،

جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۱۶؍ستمبر تا ۲۲ ستمبر ۲۰۰۵ء)

جیسے معوّذتین اور سورت اخلاص کے فضائل پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍فروری ۲۰۱۸ء الفضل میں شائع ہوا جس کا کچھ حصہ مکرر ۲۱؍جون ۲۰۲۳ء کو الفضل کی زینت بنایا گیا۔ اس میں حضور انور فرماتے ہیں: ''قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی دعائیں مختلف انبیاء کے حوالے سے بتائی ہیں جو ہم نماز میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور چلتے پھرتے ذکر کے طور پر بھی پڑھتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں....روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوتے وقت آیۃ الکرسی، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ النّاس یعنی قرآن کریم کی جو آخری تین سورتیں ہیں، یہ اور آیۃ الکرسی تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو جسم پر اس طرح پھیرتے کہ سر سے شروع کر کے جہاں تک جسم پر ہاتھ جا سکتا جسم پر پھیرتے۔

پس جس کام کو آپؐ نے باقاعدہ جاری رکھا یا باقاعدگی سے کیا تو یہ آپ کی سنّت بنی اور اس کام کو ہر مسلمان کو کرنا چاہئے۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۲۱؍جون ۲۰۲۳ء)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے۔ قرآن کریم کا ادب بھی یہی ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اگر اچھی طرح ترجمہ آتا بھی ہو تب بھی سمجھ کر، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے تا کہ ذہن اس حسین تعلیم سے مزید روشن ہو۔'' (الفضل آن لائن ۲۲؍مئی ۲۰۲۲ء)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کا خطبہ الفضل ۱۱؍فروری ۱۹۱۴ء کی زینت بنا جس کے ذریعہ قرآن کریم کی قدر کرنے کے متعلق ہدایت ملی ''تمہیں چاہیے کہ اس کی قدر کرو۔ قرآن کریم کو پڑھو اور اس پر غور و فکر کرو۔ اگر کوئی ایک آیت کا بھی انکار کرتا ہے تو اس کے دل کی بینائی ماری جاتی ہے۔ مومن کو ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ انکار کی حالت دُور ہو اور ہر عضو سے مناسب کام لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کہیں ناکارہ ہو جائیں۔''

حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کی سورۃ العنکبوت آیت ۴۶ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمانوں کی زندگی کا تمام دارو مدار قرآن کریم پر ہی ہے۔ ان کے تنزل کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۷۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ''امیر صاحب بیلجیم کہتے ہیں کہ مراکش کے ایک دوست وہاں رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ احمدیت کے بارے میں تحقیق کر کے پھر بیعت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے ہی بہت سے علماء کی صحبت میں وقت گزارا ہے لیکن خلیفۃ المسیح کے خطبات نہ صرف قرآن کریم کی تفسیر ہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتے ہیں اور ان کے خطبات سننے کے بعد مجھے نمازوں کا مزہ آنے لگا ہے۔'' (خطبہ جمعہ ۲۶؍مئی ۲۰۲۳ء، الفضل انٹرنیشنل ۱۶؍جون ۲۰۲۳ء)

۶۔ خلفائے کرام کے دروس القرآن کی کوریج

خلفائے کرام وقتاً فوقتاً قرآن کریم کے درس دیتے رہے بالخصوص رمضان المبارک کے درس۔ رمضان کے آخری روز دعا سے قبل قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی تفسیر جو بطور درس کے الفضل کی زینت بنتے رہے ان کی بھرپور کوریج ہوئی۔ احباب جماعت کو قرآن کے معارف و حقائق سے علم ہوا جیسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا عالمی درسِ قرآن فرمودہ ۹؍جنوری ۱۹۹۹ء الفضل ربوہ میں مورخہ ۲۳؍جنوری ۱۹۹۹ء، درس نمبر ۱۰ سورۃ المائدہ کی آیات ۶۷ تا ۸۹ فرمودہ ۲۱؍دسمبر ۱۹۹۹ء الفضل ربوہ میں ۵؍جنوری ۲۰۰۰ء کو شائع ہوا۔

۷۔ ورچوئل ملاقاتوں میں قرآن کریم کی عظمت کا اظہار اور اس کی کوریج

کورونا کی وبا کے دوران جب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتیں بند تھیں تو ورچوئل ملاقاتوں کے ذریعہ انصار، خدام، اطفال، ممبرات لجنہ، واقفینِ نو، واقفاتِ نو نیز مجالس عاملہ کی ملاقاتوں کا اہتمام ہوا۔ جن کی رپورٹنگ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوتی رہیں۔ ان ملاقاتوں میں بار ہا نونہالان جماعت نے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم کے حوالہ سے سوالات کیے۔ حضور اقدس نے نہ صرف ان کے جوابات دیے بلکہ احباب جماعت کو روزانہ تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائی۔ ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

۸۔ الفضل میں بنیادی مسائل کے جوابات کے ذریعہ قرآن کی اشاعت کی کوریج

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے دنیا بھر کے احباب و خواتین فقہی و دینی سوالات بذریعہ خط پوچھتے ہیں۔ جن کے شافی و کافی جوابات الفضل کی زینت بنتے ہیں۔ ان میں بعض سوالات قرآن کریم کے نزول اور بعض آیات کی تفسیر کے متعلق بھی ہوتے ہیں اور یوں الفضل اشاعت قرآن کی کوریج کا موجب ہوتا ہے۔ جیسے یکم جون ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں سورۃ الماعون کے نزول و اسباب کا تذکرہ زیر عنوان بنیادی مسائل میں موجود ہے۔

۹۔ جلسہ سالانہ کی رپورٹنگ کے ذریعہ الفضل میں قرآن کی کوریج

دنیا بھر میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ بالخصوص جلسہ سالانہ یوکے کی رپورٹنگ الفضل میں مسلسل شائع ہوتی ہے۔ اس میں کئی انداز میں قرآن کریم کی اشاعت کی کوریج ہوتی ہے۔ اوّل تو درمیانے دن جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات اور فتوحات کا ذکر فرماتے ہیں تو دوران سال شائع ہونے والے تراجم قرآن اور کتب بابت قرآن کا ذکر فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کی عظمت پر تقاریر ہوتی ہیں اور تلاوت قرآن پاک کی تفصیلی رپورٹنگ الفضل کی زینت بنتی ہے۔

۱۰۔ جلسہ سالانہ پر پیغامات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ کوریج

اشاعتِ قرآن کی الفضل کے ذریعے کوریج کا ایک ذریعہ امامِ ہمام کے پیغامات ہیں جیسے انیسویں جلسہ سالانہ لائبیریا کے بابرکت موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں فرمایا: ''آپ کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جلسہ کا بنیادی مقصد ہمارے دینِ اسلام اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تعلیمات کی ضروری معلومات حاصل کرنا ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۶؍مئی ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

۱۱۔ قرآن نمبرز کے ذریعہ کوریج

اخبار الفضل آغاز سے ہی مختلف دنوں کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر مختلف نمبرز جاری کرتا ہے جیسے میلاد النبیؐ پر سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ۲۳؍مارچ کو سیرت حضرت مسیح موعودؑ نمبر یا پاکستان نمبر اور ۲۷؍مئی کو خلافت نمبرز جاری ہوتے ہیں۔ اسی طرح ۲۴؍رمضان المبارک پر نزول قرآن کی مناسبت سے قرآن نمبرز جاری ہوئے یا اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم کی عظمت، اہمیت اور فضائل و برکات قارئین کو بتانے کے لیے قرآن نمبرز جاری ہوتے رہے جن میں نزول قرآن، ترتیب قرآن کے علاوہ مختلف سورتوں کے نزول کی تاریخ وغیرہ بیان ہوتی رہیں۔ یہ امر باوثوق طور پر بیان کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کے بارے میں معلومات ہم قارئین کو الفضل کے ذریعہ ہی سب سے پہلے پہنچتی رہیں۔ جیسے ۱۳؍دسمبر ۲۰۰۷ء کو الفضل ربوہ نے قرآن نمبر شائع کیا۔

۱۲۔ تراجم قرآن کی اطلاعات

جماعت احمدیہ کو دنیا بھر کی ۸۰ کے قریب زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کرنے اور ان کی اشاعت کی توفیق ملی۔ ان تمام زبانوں کے نام اور سن اشاعت سے آگاہی ہمیں الفضل سے ہو رہی ہے۔ جیسے مورخہ ۱۴؍جون ۲۰۲۳ء کے شمارہ میں مرکزی ویب سائٹ الاسلام پر قرآن کریم سمجھنے کے لیے نئے فیچر کا اضافہ (صفحہ ۶) کے نام سے آگاہی تمام قارئین الفضل کو دی گئی۔ جس میں احباب جماعت کو مختلف زبانوں میں قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ایک نئی ایپ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ یا جیسے ترکی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ذکر روزنامہ الفضل مورخہ ۲؍جنوری ۲۰۱۲ء میں صفحہ ۷ پر موجود ہے۔ تفسیر صغیر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۴؍ستمبر ۲۰۰۹ء میں، اس کے علاوہ ۲۰۰۹ء کے الفضل میں تقریباً ہر ماہ کے دوران قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے بارے میں رپورٹس موجود ہیں۔

۱۳۔ رپورٹس قرآن سیمینار ز و نمائش قرآن

یہ سہرا بھی الفضل ہی کے سر ہے کہ وہ دنیا بھر میں ہونے والی قرآن کی اشاعت کے بارے میں مساعی کی کوریج بروقت کرتا اور دنیا بھر کے قارئین تک پہنچاتا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں مبلغین کرام اور عہدیداران بالخصوص سیکرٹریان تعلیم القرآن، قرآن سیمینارز منعقد کرتے ہیں اور ان میں قرآن کریم کی عظمت و تقدیس پر تقاریر کرواتے ہیں جن میں غیر از جماعت مسلمان، عیسائی، ہندو اور مشرک لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ پھر قرآن کریم کے تراجم، قرآن کریم کے بارے میں کتب کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے جن کی کارگزاری رپورٹ الفضل میں شائع ہوتی ہے اور اس طرح دنیا بھر میں اشاعتِ قرآن کے بارے میں مساعی سے آگاہی ہوتی ہے۔ مثلاً ڈنڈی سکاٹ لینڈ میں قرآن کریم کی پندرہ روزہ نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں ۶۵ زبانوں کے تراجم قرآن کی نمائش ہوئی اور سنٹرل لائبریری کو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ تحفہ میں پیش کیا گیا۔

پھر سوئٹزر لینڈ میں ہونے والی قرآن کریم کی کامیاب نمائش کا ذکر ۱۹؍مئی ۲۰۲۲ء کے روزنامہ الفضل آن لائن اور سیرالیون میں منعقد ہونے والے سیمینار کی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل ۱۱؍جولائی ۲۰۲۳ء پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۴۔ تقاریب آمین کی الفضل میں کوریج

جماعت احمدیہ، قرآن کریم کو آخری کتاب مانتی ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس کی تلاوت، اس کا مطالعہ اور تفاسیر کو جاننا ہر احمدی عورت اور مرد اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ چھوٹی عمر میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانا ایک بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ قرآن کریم کے پہلے دور کے اختتام پر گھروں میں انفرادی طور پر اور بعض جگہوں پر اجتماعی طور پر تقاریب آمین منعقد ہوتی ہیں بعض والدین اپنے روحانی پیشوا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقاتوں کے دوران اپنے بچوں کی آمین کرواتے ہیں اور بعض اوقات اجتماعی طور پر خلیفۂ وقت تقاریب آمین میں شامل ہو کر بچوں سے قرآن کریم سنتے اور اختتام پر دُعا کرواتے ہیں جن سے بچوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

ان متبرک تقاریب کی رپورٹنگ الفضل میں گاہے بگاہے شائع ہوتی رہتی ہے جو از دیاد ایمان کا باعث بنتی ہے۔ جیسے حال ہی میں الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۳۱؍مئی ۲۰۲۳ء کی اشاعت میں فری ٹاؤن سیرالیون (مشرقی ریجن) کی تین تقاریب کا احوال شائع ہوا جن میں ۲۹ انصار، خدام اور اطفال و ناصرات سے مکرم مولانا سعید الرحمٰن نائب امیر و مبلغ انچارج نے قرآن کریم سن کر دعا کروائی۔ اسی طرح مکرم کولمبس خان آف جرمنی کے نواسے عزیزم عاشر ہارون احمد ابن ظافر احمد کی حضور اقدس سے ملاقات کے دوران آمین ہوئی جس کی رپورٹ الفضل آن لائن کی زینت بنی۔ نیز الفضل انٹرنیشنل سے ہی یہ خوش کن خبر ملی کہ فری ٹاؤن سیرالیون میں دس ہونہار اور مبارک اطفال کے لیے پُر وقار تقریب آمین منعقد ہوئی جس میں ان اطفال سے قرآن کریم سننے کے علاوہ مقررین نے قرآن کریم کی برکات پر تقاریر بھی کیں جن میں غیر از جماعت امام بھی موجود تھے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۶؍جون ۲۰۲۳ء)

نیز جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت ۳۵ بچیوں کی قرآن کریم کی آمین قرآن کا کچھ حصہ سن کر کروائی۔ ان خوش قسمت بچیوں کے نام الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۶؍اکتوبر ۲۰۱۹ء میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ ایک پُروقار تقریب آمین مورخہ ۲۹؍اپریل ۲۰۲۲ء کو مسجد حمد وٹلش Wittlich جرمنی میں ایک جرمن احمدی بچے Kiyan Khalid کی

منعقد ہوئی جس کی تفصیل روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ ۲۰؍ مئی ۲۰۲۲ء میں شائع ہوئی۔

۱۵۔قرآن کریم حفظ کرنے کی کوریج

جماعت احمدیہ نے دنیا کے مختلف حصوں میں مدرسۃالحفظ اور عائشہ دینیات اکیڈمی کے نام سے انسٹیٹیوٹس قائم کر رکھے ہیں جہاں سے بچے اور بچیاں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت پاتے اور ان کی خبریں الفضل کے ذریعہ ہم تک پہنچتی رہتی ہیں۔ چنانچہ مدرسۃالحفظ گھانا سے جوطلبہ قرآن حفظ کرنے کی سعادت پاتے ہیں ان کی اطلاع بھی ہم الفضل کے ذریعہ ہی پاکرخوشی محسوس کرتے ہیں جیسے مورخہ ۶؍ جولائی ۲۰۲۳ء کے اخبار الفضل میں عزیزم عبدالغفار حمزہ ٹانکو کا گھانا کے مدرسۃالحفظ سے قرآن حفظ کرنے کی خبر شائع ہوئی۔ مارچ ۲۰۰۵ء سے اب تک اس مدرسہ سے ۸۴ طلبہ قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت پا چکے ہیں۔

نیز خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش سے تین حفاظ کی پہلی کھیپ ۱۲؍اگست ۲۰۲۲ء بروز جمعہ مکمل قرآن مجید حفظ کر کے فارغ التحصیل ہو کر نکلی ہے۔ یہ خبر بھی مورخہ ۲۹؍ کتوبر ۲۰۲۲ء کے روزنامہ الفضل آن لائن میں شائع ہو کر قارئین کی خوشی کا باعث بنی۔

مورخہ ۱۷؍اپریل ۲۰۲۲ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ پروگرام کے مطابق مجلس انصاراللہ طاہر ریجن کی طرف سے مرکز کی راہنمائی میں حفظ قرآن کے مقابلہ کا انتظام کیا گیا جس کی رپورٹ اور اس مقابلہ میں حصہ لینے والے انصار کے نام مورخہ ۲۶؍ مئی ۲۰۲۲ء کے روزنامہ الفضل آن لائن میں شائع کیے گئے۔

۱۶۔ جامعہ احمدیہ میں مقابلہ حفظ قرآن و مقابلہ کوئز قرآن کریم کی رپورٹنگ

دنیا بھر کی جامعات میں علمی مقابلہ جات میں مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ کوئز قرآن کریم منعقد ہوتے ہیں جن کی رپورٹنگ جب الفضل میں شائع ہوتی ہے تو وسیع پیمانہ پر اس کی کوریج ہو رہی ہوتی ہے جیسے ۲۳؍ مئی ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں جامعہ احمدیہ سیرالیون کے مقابلہ جات کی اشاعت ہوئی۔

۱۷۔ مشاعرہ بابت عظمتِ قرآن کی کوریج

دنیا بھر کی جماعتیں اور ذیلی تنظیمیں اپنے ذوق کو ترقی دینے اور احباب جماعت میں علمی ذوق بڑھانے کے لیے گاہے بگاہے مختلف عناوین پر مشاعرے منعقد کرتی ہیں جن میں عظمت قرآن کے عنوان سے بھی مشاعرے منعقد ہوتے رہے یا عام مشاعروں میں قرآن کریم پر نظمیں پڑھی گئیں جن کی رپورٹنگ الفضل میں ہوتی رہی۔

۱۸۔مبلغین کرام کی قرآن کریم کی اشاعت کے بارے میں مساعی کی کوریج

اخبار الفضل میں آغاز سے ہی مبلغین اور مربیان کرام کی قرآن کریم کی اشاعت اور ترویج کے حوالہ سے کوریج ہوتی رہی اور ان مجاہدین کی کارگزاری کا علم احباب جماعت کو الفضل کے ذریعہ ہوتا رہا۔ کس طرح ان مبلغین نے قرآن کریم کے تراجم ہوٹلوں میں رکھوائے۔ کن کن سربراہان مملکت کو قرآن کریم بطور تحفہ پیش کیے۔ کہاں کہاں اسٹال لگائے۔ کہاں کہاں قرآن کریم کی نمائشیں ہوئیں۔ کہاں کہاں عظمتِ قرآن پر تقاریر کیں اور کہاں کہاں بائبل اور تورات کے مقابل پر قرآن کریم کو دائمی کتاب ثابت کیا وغیرہ۔

۱۹۔ بین المذاہب کانفرنس/ڈنر

مختلف جگہوں پر ہونے والی بین المذاہب کانفرنسز اور ڈنرز جن میں غیر از جماعت افراد شامل ہوتے ہیں اور ان سے جماعت احمدیہ کا تعارف بھی ہوتا ہے ان میں بعض اوقات ہستی باری تعالیٰ کو سمجھانے کی غرض سے مختصر تقاریر بھی کی جاتی ہیں۔ یہ رپورٹس بھی الفضل کا حصہ بنتی ہیں جیسے کہ حال ہی میں ساؤتھ ورجینیا امریکہ میں ہونے والے ایک افطار ڈنر میں مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی کچھ آیات کی تلاوت کر کے ’خدا تعالیٰ کی ہستی کو سمجھنے کے لیے سورۃ الفاتحہ کا مطالعہ خاص اہمیت کا حامل ہے‘ نیز سورۃ فاتحہ میں خدائی صفات پر روشنی ڈالی۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۱؍ مئی ۲۰۲۳ء)

۲۰۔مجلس شوریٰ کی رپورٹنگ سے قرآن کی کوریج

نظام خلافت کے بعد مجلس شوریٰ ایک اہم ادارہ ہے جو خلافت کو تمکنت بخشتا ہے۔ اب یہ ادارہ بھی دنیا بھر کی مضبوط جماعتوں میں استحکام پکڑ چکا ہے۔ جہاں ہر سال شوریٰ منعقد ہوتی ہے۔ ہر دوسرے تیسرے سال قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدگی اختیار کرنے کے حوالے سے تجاویز زیر غور آتی ہیں۔ یہ تجاویز حضرت خلیفۃ المسیح سے منظوری پا کر الفضل میں شائع ہوتی رہی ہیں جو قرآنی احکام، احادیث وارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے فرمودات نیز مضامین الفضل کا حصہ بنتے رہے ہیں۔

۲۱۔سربراہان مملکت کو قرآن کریم کے تحفوں کی الفضل میں رپورٹنگ

اشاعت قرآن اور لٹریچر کی کوریج کے حوالہ سے سینکڑوں سربراہان مملکت اور چنیدہ سرکردہ لوگوں کو قرآن کریم مختلف زبانوں میں بطور ہدیہ پیش کرنے کی خبریں الفضل کی زینت بنتی چلی آرہی ہیں اور جماعت احمدیہ کی تابناک اور روشن تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ جیسے ملکہ الزبتھ کو قرآن پیش کرنا اور ابھی حال ہی میں مورخہ ۱۲؍ جنوری ۲۰۲۳ء کو امیر سیرالیون مکرم موسیٰ سیوا صاحب نے صدر مملکت جولیس میڈ باؤ کو قرآن پیش کیا جس کی خبر الفضل انٹرنیشنل ۲۲؍ مئی ۲۰۲۳ء میں شائع ہوئی۔

۲۲۔ اداریوں کے ذریعہ قرآن کریم کی اشاعت کی کوریج

مدیران الفضل کے اداریے بھی قرآن کریم کی اشاعت اور اس کی کوریج میں ممد ثابت ہوئے ہیں۔ جیسے مکرم نصیر احمد قمر صاحب کا اداریہ ۲۴؍ فروری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں۔ ابوسعید کا اداریہ الفضل آن لائن لندن کی اشاعت ۲۷؍ جنوری ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔

۲۳۔قرآن کریم پر مضامین کی اشاعت

الفضل کا آغاز سے ہی یہ طرّہ امتیاز رہا ہے کہ اس میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مضامین شامل اشاعت ہوتے رہے ہیں اور آج بھی الفضل کے ذریعہ اس آخری کتاب کی عظمت جماعت احمدیہ کے شہرہ آفاق مصنفین اور مؤلفین کے مضامین کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رسولؐ کی قرآن سے محبت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ قرآن اور خلفائے احمدیت کی قرآن کریم سے محبت پر مشتمل مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ۲۴؍اپریل ۱۹۷۰ء کے روزنامہ الفضل میں مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مضمون بعنوان قرآن کریم اور پاکیزہ زندگی کے عنوان سے شائع ہوا جس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کا اصل موضوع ہی گویا یہ ہے کہ انسان زندگی کیسے گزارے اور اپنے مقصد زیست کو کیسے حاصل کرے۔ پاکیزہ زندگی کے بارے میں قرآن کریم ہماری کس طرح راہنمائی کرتا ہے اور پاکیزہ زندگی اور حیات طیبہ کا ایک روشن اور واضح تصور ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ ۱۵؍جون ۲۰۲۳ء کے شمارہ میں حصول تقویٰ کے چھ قرآنی ذرائع از ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ شائع ہوا ہے۔ نیز ۲۷؍ مئی ۲۰۲۳ء کو الفضل انٹرنیشنل خلافت نمبر میں ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز کا مضمون بعنوان خلفائے احمدیت کی خدمتِ قرآن شائع ہوا ہے جو تربیتی اور تبلیغی ہر دو اعتبار سے اہم ہے۔ مورخہ ۱۸؍ مئی ۲۰۲۳ء کے شمارہ میں صفحہ ۴ پر مکرم مرزا نصیر احمد چٹھی مسیح کا مضمون سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی کتب بینی کے عنوان سے شائع ہوا جس میں علم التفسیر کے حوالہ سے ۱۷۷ کتب کا ذکر دیا گیا جو سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مطالعہ کر رکھی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کا حق اور اس کے آداب و برکات کے موضوع پر مکرمہ طیبہ مبارکہ صاحبہ آف ناروے کا ایک مضمون الفضل آن لائن مورخہ ۱۸؍اپریل ۲۰۲۲ء میں شائع ہوا۔

اسی طرح مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب کا ایک مضمون بعنوان قرآن کریم سے امام اور اطاعت امام کی ایک شاندار مثال اور اونٹ کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات ۲۷؍ مئی ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوا۔

الفضل میں قرآن کے بارے میں مضامین کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر نویسی کے اعجاز پر مکرم ایم ایم طاہر صاحب کا مضمون بعنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی کارنامے شائع ہوا جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تمام کتب ہی تفسیر قرآن پر مشتمل ہیں تاہم آپ نے اعجازی طور پر بعض کتب محض تفسیر قرآن کے لیے تصنیف فرمائیں اور مخالفین کو اس کے مقابل تفسیر نویسی کا چیلنج بھی دیا لیکن کسی کو آپ کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ عربی تفسیر نویسی کا جو چیلنج آپ نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور ان کے ہمنواؤں کو دیا آپ نے اندر میعاد فروری ۱۹۰۱ء میں اعجاز المسیح کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع فرمائی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان علمی معجزہ تھا۔ اس کتاب کی فصاحت و بلاغت کا برملا اعتراف عرب ممالک کے اخبارات نے بھی کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

علم معارف قرآنی کے ساتھ ساتھ آپ کا ایک علمی کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی بابت پیدا ہو جانے والی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ بھی فرمایا کہ یہ کامل کتاب ہے۔ اس کا کوئی حرف منسوخ نہیں، اس کا فیضان جاری ہے، اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب خاص حکمتیں رکھتی ہے۔ مضامین میں تکرار نہیں بلکہ ان کا مکرر بیان حکمتوں سے پُر ہے۔ قصصِ قرآن بھی اپنے اندر غیر معمولی حکمتیں اور عبرت کا نشان رکھتے ہیں۔ آپ نے تفسیر قرآن کے اصول اور محاسنِ قرآن کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے!
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۱۳؍ مئی ۲۰۲۳ء)

۲۴۔ تعارف کتب بابت قرآن کریم سے آگاہی

جماعت احمدیہ میں جو کتب شائع ہوتی رہتی ہیں ان کے متعلق تعارفی نوٹس الفضل میں جب شائع ہوتے ہیں تو احباب جماعت کو ان سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ ان کو خرید کر پڑھتے ہیں۔ آج بھی یہ کتب دنیا بھر میں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔ خاکسار نے ۲۰۰۰ء میں جب قرآن کریم کے ۷۰۰ احکام کو مدوّن کیا تو الفضل میں تعارفی نوٹ کی اشاعت کے ذریعہ احباب جماعت کو اس کتاب سے آگاہی ہوئی۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کے قلم سے دیباچہ تفسیر القرآن روزنامہ الفضل مورخہ ۲؍ نومبر ۲۰۱۲ء میں شائع ہونا شروع ہوا اور اس کی ۱۶۰ اقساط الفضل میں شائع ہوئیں۔

۲۵۔ یاد رفتگان کے ذریعہ مرحومین کی قرآن کریم کے ساتھ تعلق اور محبت کی کوریج

عموماً جماعتی اخبارات و رسائل مرحومین اور شہداء کا ذکر خیر کرتے ہیں اسی طریق پر الفضل میں جب مرحومین کے اوصاف کا تذکرہ پڑھنے کو ملتا ہے تو اُن میں نمایاں طور پر مرحومین کا قرآن کریم سے تعلق اور محبت کا بھی علم پا کر اس محبت کو اپنے اندر اُجاگر کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جیسے حال ہی میں مکرم قاری محمد عاشق صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوصاف پر جو خطبہ مورخہ ۲۳؍ جون ۲۰۲۳ء کو فرمایا گو وہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سنا گیا مگر الفضل کی زینت مورخہ ۱۴؍ جولائی ۲۰۲۳ء کو جب بنا تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا اتفاق ہوا تو مرحوم کی قرآن کریم سے محبت دیکھ کر ان کے لیے دل سے دعا نکلتی رہی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ ارشاد فرمانے سے قبل ہی محترم قاری صاحب مرحوم کے بعض اوصاف اور خوبیوں کا ذکر آپ کی وفات اور تدفین کی اطلاع الفضل انٹرنیشنل میں اشاعت کے ساتھ ہی ملی۔ اسی طرح مکرمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کی قرآن کریم سے محبت کا ذکر مورخہ ۵؍ جون ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں دیکھنے کو ملا۔ نیز مکرمہ پروین اختر صاحبہ زوجہ غلام قادر صاحب اور ممتاز وسیم صاحبہ اہلیہ چودھری وسیم احمد ناصر گھٹیالیاں کے متعلق علم ہوا کہ کب قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور تراجم قرآن سے مستفیض ہوئے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۹؍ جون ۲۰۲۳ء)

۲۶۔ نماز ہائے جنازہ سے مرحومین کی بابت قرآن کریم محبت کا ذکرِ خیر کی کوریج

یاد رفتگان کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحومین کے جو نماز جنازہ پڑھاتے ہیں ان کے اوصاف یا خوبیوں کا موجود حاضرین کے سامنے ذکر خیر پڑھا جاتا ہے مگر مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہ فہرست الفضل کے لیے بھی

بھجوائی جاتی ہے تو دنیا بھر کے لاکھوں لوگوں کو بذریعہ الفضل ان مرحومین کی خوبیوں کا علم ہوتا ہے۔ ان کے لیے دعائیں ہوتیں اور ان کی قرآن سے محبت اور عشق کا علم بھی ہوتا ہے۔ جیسے حال ہی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۸؍ جون ۲۰۲۳ء کو نماز ہائے جنازہ پڑھائے جن کی تفصیل الفضل انٹرنیشنل یکم جولائی ۲۰۲۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کے مطابق مکرمہ زاہدہ ناصر زوجہ میاں ناصر محمود مرحوم لاہور قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی کے ساتھ صبح و شام کرتیں اور رات کو بھی مخصوص قرآنی دعاؤں اور درود شریف کا ورد کیا کرتی تھیں۔

جیسے کہ الفضل مورخہ ۳۰؍ مئی ۲۰۲۳ء میں نماز جنازہ کی تفاصیل میں ذکر ہے کہ مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب (فارنہم۔ یوکے) کو قرآن کریم کے لفظی ترجمہ پر عبور حاصل تھا اور پاکستان اور یوکے میں بچوں کو قرآن کا لفظی ترجمہ اور تفسیر پڑھاتی رہیں۔ یاد رفتگان کا ایک حصہ قرار داد تعزیت بھی ہیں جن میں مرحومین کی قرآن سے محبت بیان ہوتی ہے۔

۲۷۔ رمضان المبارک کے لیل و نہار اور قرآن کی ترویج و اشاعت بذریعہ الفضل

رمضان اور قرآن کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ رمضان میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا اور رمضان کے بارے میں قرآن کریم نازل ہوا۔ حفاظ کرام، نماز تراویح میں قرآن کریم مقتدیوں کو سناتے ہیں اور علماء و مربیان کرام قرآن کریم کا درس دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ رمضان المبارک میں جہاں ہر فردِ جماعت، ہر تنظیم اور جماعت من حیث الجماعت مستعد نظر آتی ہے وہاں الفضل بھی پیچھے نہیں رہتا۔ قرآن کریم کی عظمت، تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و برکات، رمضان اور قرآن کا آپس میں تعلق اور رشتہ پر مضامین الفضل کا حصہ بنتے ہیں جنہیں قارئین پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت، اس کے مطالب اور حقائق کو سمجھنے کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہوتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں۔

رمضان میں تلاوت قرآن کے حوالہ سے انصر رضا صاحب کینیڈا کی ایک اہم تحریر روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ ۱۸؍ مارچ ۲۰۲۳ء کو شائع ہوئی۔ ۱۳؍ اپریل ۲۰۲۲ء کے الفضل آن لائن میں مضمون رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں شائع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ رمضان المبارک میں دعائیں کرنے اور تلاوت قرآن مجید کا خاص التزام کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”رمضان المبارک میں کثرت سے دعائیں کرو اور تلاوت قرآن مجید کا خاص التزام کرو اس کے بغیر تم رمضان کی عظیم الشان برکات سے پورا حصہ نہیں لے سکتے۔“ (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۸؍ دسمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۱؍ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”جس طرح رمضان میں آجکل ہم میں سے ہر کوئی صبح جلدی اٹھتا ہے اور نفل ادا کرتا ہے پھر روزہ رکھنے کے لئے سحری کھاتا ہے اور پھر نماز کے لئے جاتا ہے۔ اگر سحری اور نفل کے درمیان میں وقت ہو تو پھر بعض دفعہ بعض لوگ اُس وقت میں قرآن کریم کی تلاوت بھی کر لیتے ہیں۔ نوافل میں قرآن کریم جتنا یاد ہو وہ پڑھا جاتا ہے اور پھر نماز کے بعد بھی ہر گھر میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے۔ عموماً کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہر گھر میں تلاوت ہو رہی ہو۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جس سے روحانیت میں زیادہ ترقی ہوتی ہے۔ اس وقت ایک خاص ماحول ہوتا ہے۔ اس طریق کو ہمیں جاری رکھنا چاہئے۔ رمضان کے بعد بھی، روزے تو رمضان کے بعد نہیں رکھنے ہوں گے لیکن نفل ہیں، نماز ہے، قرآن کریم کی تلاوت ہے، وقت پہ صبح اٹھنا چاہئے اور یہ کام ضرور کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فجر کے وقت کی تلاوت کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ اور قرآن اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دو۔ اور پھر فرمایا اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡهُوۡدًا (بنی اسرائیل:۷۹) کہ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔ پس یہ صبح کے وقت کی تلاوتیں ہر مومن کے لئے گواہ بن رہی ہوں گی۔ لیکن کیا صرف پڑھ لینا ہی کافی ہے۔ ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے اور ہمارے حق میں گواہی دینے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں بلکہ جو تلاوت کی ہے اس کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل ۱۳؍ مئی ۲۰۲۳ء)

۲۸۔ الفضل ڈائجسٹ فیچر کے ذریعہ کوریج

الفضل ڈائجسٹ الفضل انٹرنیشنل کا ایک مستقل فیچر ہے جس میں دنیا بھر میں شائع ہونے والے جماعتی و ذیلی تنظیموں کے اخبارات اور رسائل سے مضامین کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔ اس میں بہت پرانے مضامین جب شائع ہوتے ہیں تو ازسرنو ایک تو یاددہانی ہو جاتی ہے اور دوم ازدیادعلم و ترقی ایمان کا بھی موجب ہوتے ہیں۔ جیسے ۱۲؍ جون اور ۱۹؍ جون ۲۰۲۳ء کے الفضل انٹرنیشنل میں مکرم محمود احمد ملک صاحب کا تیار کردہ الفضل ڈائجسٹ شائع ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے معمولات زندگی پر ایک مضمون شائع ہوا جو خدیجہ جرمنی ۲۰۱۳ء سے لیا گیا ہے اور مکرمہ صابرہ احمد صاحبہ کا تیار کردہ ہے۔ جس میں قرآن کریم کے حوالہ سے مضمون نگار لکھتی ہیں: قرآن کریم سے آپؒ کو جو محبت تھی اس کا اظہار آپؒ کے دروس قرآن سے بھی ہوتا ہے اور ترجمۃ القرآن کلاس سے بھی، جس کے بارے میں آپؒ نے خود فرمایا: ”میں نے ترجمہ قرآن عربی گرامر کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے... میں نے بھی ترجمہ سیکھنے کے لیے دعائیں کی ہیں۔ میری تعلیم القرآن کلاس میری زندگی کا ماحصل ہے پس ترجمہ قرآن سیکھنے کے لیے اس سے فائدہ اٹھائیں۔“

آپؒ نے محبت قرآن سے لبریز ہو کر فرمایا: ”آج اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت کی خاطر قرآنی دلائل کی تلوار میرے ہاتھ میں تھمائی ہے اور میں قرآن پر حملہ نہیں ہونے دوں گا۔ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اور آپؐ کے ساتھیوں پر حملہ نہیں ہونے دوں گا۔ جس طرف سے آئیں، جس بھیس میں آئیں ان کے مقدر میں شکست اور نامرادی لکھی جا چکی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے دوبارہ قرآن کریم کی عظمت کے گیت گانے کے جو دن آئے ہیں، آج یہ ذمہ داری مسیح موعودؑ کی غلامی میں میرے سپرد ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل ۱۹؍ جون ۲۰۲۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے حوالہ سے خدیجہ جرمنی سے مکرمہ رضیہ شیخ صاحبہ کے مضمون کے حوالہ سے تحریر ہے کہ حضورؒ کو قرآن شریف سے بے پناہ عشق تھا۔ ۱۳سال کی عمر میں آپؒ نے قرآن کریم حفظ کرلیا۔ اسی سال ماہ رمضان میں تراویح پڑھانے کی توفیق ملی۔ آپؒ نے ساری عمر زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کریم سے مدد لی اور آیات قرآنی کو تمام شعبوں میں اس طرح نافذ فرمایا کہ آپؒ کا ہر عمل آیات قرآن کی تفسیر بن گیا۔ چنانچہ فرمایا: ”مَیں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبّر سے مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور غیرمسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔“ (الفضل انٹرنیشنل ۵؍ جون ۲۰۲۳ء صفحہ ۶)

۲۹۔ پاکستان میں علمائے سوء کی طرف سے احمدیوں کی اشاعت قرآن کی مخالفت کی الفضل میں کوریج

پاکستان میں احمدیوں کو جس مخالفت کا سامنا ہے۔ ان میں قرآن کریم کی اشاعت پر پابندی بھی ہے۔ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم میں معاذ اللہ ردّوبدل کر دیا ہے۔ اس مقدس کتاب کی جو بے حرمتی ان مولویوں اور ان کے ہمنواؤں کے ذریعہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی مساجد سے قرآن کریم کو اُٹھا اُٹھا کر باہر پھینکا گیا۔ ان کو نذر آتش کیا گیا۔ ان تمام واقعات کی خبریں الفضل ہی نے دنیا بھر میں پہنچائیں اور آج بھی پہنچا رہا ہے۔ جبکہ اس کے مقابل پر قرآن کریم کی حقانیت اور سابقہ علماء و مفسرین کے ساتھ قرآن کریم کے تراجم کا موازنہ کر کے بھی الفضل نے ہی دکھلایا جو احباب جماعت کے لیے ازدیادعلم و ایمان کا باعث بنتا رہا اور بن رہا ہے۔ اس حوالہ سے رپورٹنگ مرتبہ مہر محمد داؤد صاحب بعنوان احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان مورخہ ۲۵؍ مئی ۲۰۲۳ء کے اخبار الفضل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس جماعتی آرگن کو اپنے مقصدِ حقیقی، اشاعتِ دین کی بھرپور ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆

یہ جلسے کے دن ہوں مبارک سبھی کو

یہ جلسے کے دن ہوں مبارک سبھی کو
مبارک! مبارک ہو ہر احمدی کو

چمن میں بہاریں اُترنے لگی ہیں
فضا میں ہوائیں مچلنے لگی ہیں
کہ ہر سَمت کلیاں چٹکنے لگی ہیں

لئے پھول آئے ہیں اُس تازگی کو
یہ جلسے کے دن ہوں مبارک سبھی کو

خلافت کی تسبیح، موتی پروئے
رگ و پے میں قرآن کو ہے سموئے
گناہوں کے جس نے سبھی داغ دھوئے

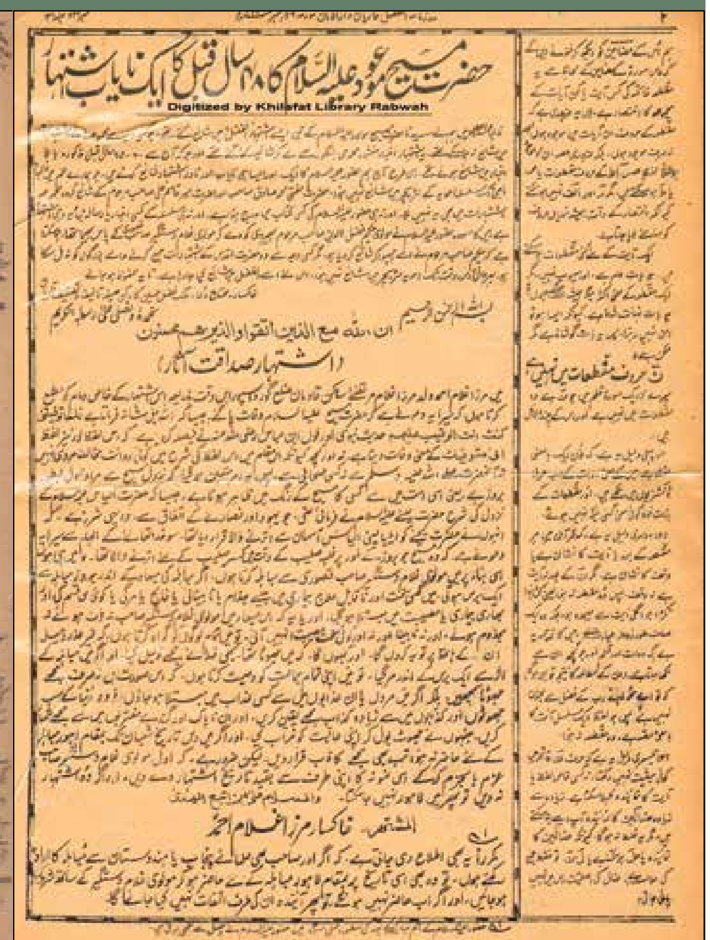
خدا نے اُتارا ہے اُس چاندنی کو
یہ جلسے کے دن ہوں مبارک سبھی کو

دعائیں مبارک، عبادت مبارک
یہ پُر کیف لمحے یہ راحت مبارک
یہ رونق مبارک، نظامت مبارک

کہ پایا ہے ہم نے یہاں زندگی کو
یہ جلسے کے دن ہوں مبارک سبھی کو

(فوزیہ ظہیر فضا)

تاریخ احمدیت الفضل کے آئینے میں


حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۸۰ سال قبل کا ایک نایاب اشتہار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہار صداقت آثار

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک نایاب اشتہار کی الفضل میں پہلی مرتبہ اشاعت

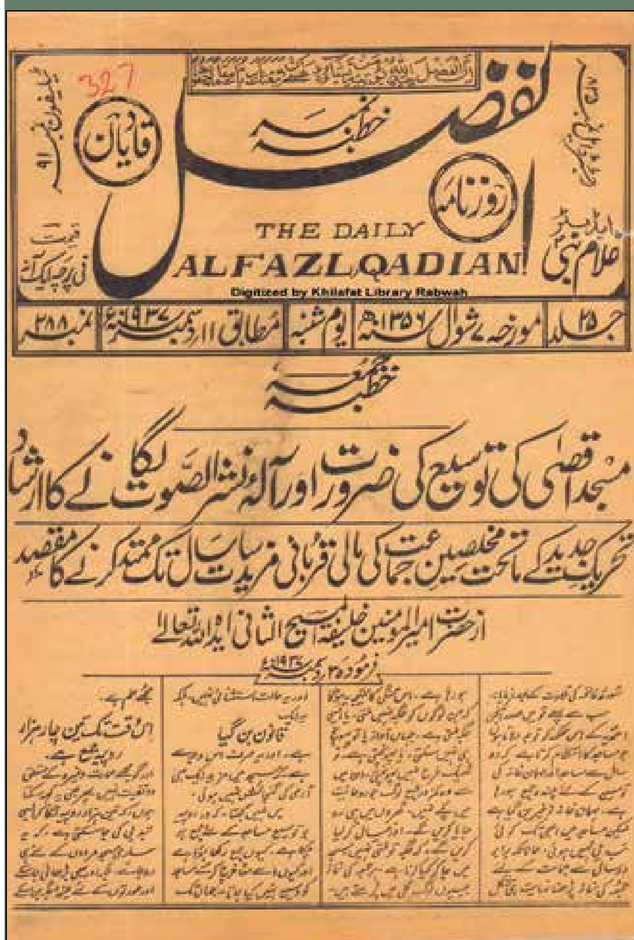

الفضل

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے تو ملک کو آزاد کر دیا لیکن ملک نے اپنے آپ کو آزاد نہیں کیا

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ پاکستان اور انڈیا کو عدل اور انصاف پر قائم کرے

تقسیم پاک و ہند کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے پہلے خطبہ جمعہ کی اشاعت


الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL QADIAN

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

مسجد اقصیٰ کی توسیع کی ضرورت اور آلہ نشر الصوت لگانے کا ارشاد

تحریک جدید کے ماتحت مخلصین جماعت کی مالی قربانی مزید سات سال تک ممتد کرنے کا مقصد

حضرت مصلح موعودؓ کی جانب سے مسجد اقصیٰ قادیان کی توسیع کی تحریک


الفضل

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں ڈیزل کار کی آمد و رفت

۱۹۳۹ء میں قادیان میں ڈیزل کار کی آمد کے متعلق ایک خبر


دل گداز دعائیں اور عظیم خدائی بشارت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپین کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو متضرعانہ دعاؤں کے بعد ایک خوشخبری کا ملنا


ربوہ میں ایک عظیم جامع مسجد کا سنگ بنیاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد اقصیٰ ربوہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر پڑھی جانے والی رپورٹ کا عکس

الفضل... خلفائے کرام کے خطبات و خطابات کا ماخذ

(سید احسان احمد۔ الفضل انٹرنیشنل)

خلیفۃ المسیح کے خطبات اور خطابات وہ خزائن ہیں جن سے ہماری روحانی اور جسمانی بقا وابستہ ہے
جہاں ان خطبات کو براہ راست سننا اور بار بار سننا انتہائی ضروری ہے وہاں ان خطبات و خطابات کے متن کا مطالعہ بھی اپنے اندر نے انتہاء فوائد رکھتا ہے

جماعت احمدیہ کی ترقی کا راز بلا شبہ خلافت احمدیہ کا مبارک نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ جماعت کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے اور افراد جماعت کو متحد اور صراط مستقیم پر گامزن رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلیفۂ وقت کی آواز پہنچانے میں الفضل ابتدا سے ہی بنیادی کردار ادا کرتا رہا ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ الفضل کے بنیادی اغراض و مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ خلافت احمدیہ کی آواز کو دنیا تک عموماً اور احباب جماعت تک خصوصاً پہنچایا جائے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل کے اغراض بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''الفضل کا کام احباب جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، خلیفہ وقت کی آواز ان تک پہنچانا...ہے۔ چنانچہ اس میں... خلفائے احمدیت کے خطبات و خطابات اور تقاریر وغیرہ شائع ہوتی ہیں اور یہ خلیفہ وقت اور احباب جماعت کے مابین رابطے اور تعلق کا ایک اہم ذریعہ ہے۔'' (روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی سوونیئر صفحہ ۲)

خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بحر علم و عرفان ہیں۔ ہر احمدی کو پورا ہفتہ اس کا انتظار رہتا ہے۔ یہی وہ آب حیات ہے جو زمانے کی برائیوں سے محفوظ رہنے کی تلقین کرتا ہے اور نیکیاں بجالانے کی ترغیب دلاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی: ''جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہوتا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍جنوری ۱۹۳۵ء مطبوعہ الفضل ۲۴؍جنوری ۱۹۳۵ء)

گو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ کو ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہے جس کے ذریعہ سے خلیفہ وقت کا خطبہ یا خطاب ہر احمدی براہ راست سن اور دیکھ سکتا ہے لیکن ان خطبات و خطابات کو طبع اور تاریخ میں محفوظ کرنے کی خدمت ایک طویل عرصے سے الفضل کے حصے میں آرہی ہے۔

ممکن ہے کہ بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ جب آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں ہمارے پاس خلیفۃ المسیح کے خطبات موجود ہیں تو پھر انہیں طبع کرنے کا کیا مقصد ہے؟

اس حوالے سے عرض ہے کہ الفضل میں خطبات اور خطابات کو بعد واجبی کارروائی شائع کیا جاتا ہے۔ مطبوعہ متن سے فائدہ اٹھانے والوں میں، علاوہ اردو پڑھنے والے افراد کے، جماعت میں مختلف زبانوں کے وہ ماہرین بھی شامل ہیں جو ان خطبات اور خطابات کا ترجمہ اپنی زبانوں میں کرتے ہیں جس کے نتیجے میں خلیفہ وقت کی آواز سے دنیا کی ایک کثیر تعداد مستفیض ہو جاتی ہے۔

اسی طرح تاریخ محفوظ کرنے کی خاطر مطبوعہ خطبہ یا خطاب ایک مستند حوالہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی خطبہ یا خطاب میں سے کوئی اقتباس تلاش کرنا مقصود ہو تو اسے مطبوعہ شکل میں تلاش کرنا نسبتاً آسان اور سند کے لحاظ سے زیادہ معروف طریقہ ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ الفضل میں ابتدا سے ہی خلفاء کے خطبات اور خطابات طبع ہوئے ہیں اور خلفاء کے خطبات کی اکثریت الفضل میں طبع ہوئی ہے۔ اسی طرح بڑے لمبے عرصے سے یہ بھی طریق کار رہا ہے کہ خلفائے کرام کے اردو زبان میں فرمودہ خطابات بھی الفضل کی زینت بنتے رہے ہیں۔

خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات کو محفوظ کرنا کیوں ضروری ہے؟

الفضل میں خلیفہ وقت کے خطبات سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: ''سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو... خصوصاً خلیفۂ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔ خصوصاً میں نے اس لئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے... الفضل اُس شخص کی بات آپ کے کان تک پہنچاتا ہے جس کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات لگائی ہے کہ جماعت کے متعلق وہ یہ فیصلہ کرے کہ اسے اس وقت فلاں کام کرنے چاہئیں۔'' (الفضل ۲۸؍مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۔۴)

جماعت احمدیہ کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت احمدیہ کی خطبات اور خطابات میں دی گئی راہنمائی ہی ہے جو درحقیقت وقت کی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعہ عصر حاضر کے مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے بروقت اور درست راہنمائی ملتی ہے۔ اسی طرح جماعت کو کی جانے والی متعدد تحریکات کا اعلان بھی خطبات جمعہ یا خطابات کے ذریعہ ہی کیا گیا ہے۔ بے شمار تحریکات میں سے چند عرض ہیں: وقف زندگی کی تحریک، برلن میں مسجد تعمیر کرنے کے لیے چندہ کی تحریک، تحریک جدید، وقفِ جدید، تعلیم القرآن و وقف عارضی کی تحریک، نصرت جہاں سکیم، صد سالہ جوبلی کے لیے دعاؤں کی تحریک، تحریکِ وقفِ نو، جماعت جرمنی کو سو مساجد بنانے کی تحریک، مسجد بیت الفتوح کے لیے چندہ کی تحریک، نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک۔ اس کے علاوہ خلفاء نے حسب ضرورت مختلف اوقات میں خدمت خلق، تبلیغ و اشاعت اسلام اور دعاؤں، نوافل اور روزوں کی تحریکات فرمائی ہیں۔ ان تحریکات کا اعلان یا ان کی طرف مکرر توجہ خطبات یا خطابات میں ہی دلائی گئی ہے۔ گویا جہاں خطبات اور خطابات سے جماعت کی تاریخ معلوم ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

خوف اور فتنوں کے وقت راہنمائی

جماعت کی تاریخ میں جب بھی مشکلات و مصائب کا سامنا ہوا تو خلفاء خطبات یا خطابات کے ذریعہ ہی احباب جماعت کو اس حوالے سے نصائح فرماتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے الفاظ کو احباب جماعت تک پہنچانے میں الفضل ابتدا سے ہی اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

اجتماعی خوف کے امن میں بدلنے کی سب سے بڑی مثال وہ وقت ہے جب ایک خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ چنانچہ خلافت ثانیہ سے لے کر خلافت خامسہ تک نومنتخب خلیفہ کا احباب جماعت سے پہلا خطاب الفضل کی زینت بن کر افراد جماعت تک پہنچتا رہا ہے۔ (چونکہ اس خصوصی اشاعت میں اس حوالے سے ایک الگ مضمون شامل ہے اس لیے یہاں اس کی تفصیل میں نہیں جایا جائے گا۔)

انکار خلافت کے فتنے پر راہنمائی

خلافت ثانیہ کی ابتدا میں جب انکار خلافت کا فتنہ برپا ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کو خطبات اور خطابات میں جو نصائح فرمائیں وہ آج بھی نظام خلافت پر اعتراض کرنے والوں کو ساکت کرنے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

انوار العلوم کی ابتدائی جلدوں کا مطالعہ خلافت کے موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالتا ہے۔ مثلاً: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات پر مسجد نور میں تقریر، کلمات طیبات، کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے، منصب خلافت، برکات خلافت، حقیقۃ النبوۃ، چند غلط فہمیوں کا ازالہ، انوار خلافت۔

علاوہ ازیں خلافت کے ابتدائی سالوں میں خطبات جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے افراد جماعت پر اس فتنہ کی حقیقت کھولی اور جماعت کی ڈھارس بندھائی اور ان کے عزم اور حوصلے بلند کیے۔ چنانچہ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ''اِس وقت ہمارے ساتھ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا والا معاملہ ہے۔ یہ آخری ابتلاء ہے جیسا کہ احزاب کے موقع کے بعد دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے۔ ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا حملہ ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے ہم کامیاب ہوں تو انشاء اللہ پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا بلکہ ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍مارچ ۱۹۱۴ء مطبوعہ الفضل ۲۵؍مارچ ۱۹۱۴ء)

مسئلہ کشمیر پر راہنمائی

مسئلہ کشمیر کا جماعت احمدیہ کے ساتھ ابتدا سے ہی ایک گہرا تعلق ہے۔ کشمیر کی آزادی کی تحریک میں حضرت مصلح موعودؓ نے کلیدی کردار ادا کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خطبات میں اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی اور اس کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔

اس تحریک پر بعض احمدیوں کے تحفظات کے حوالے سے فرمایا: ''مجھے تحریر کے ذریعہ سے اور زبانی بھی کئی دوستوں کے یہ خیالات معلوم ہوئے کہ کشمیر کا مسئلہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اس میں ہماری جماعت کو دخل دینے یا اس معاملہ میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آزادی کشمیر کا مسئلہ ایک رنگ میں سیاسی مسئلہ ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایک رنگ میں غیر سیاسی بھی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کشمیر یا کشمیر کے لوگوں کو خود نہیں دیکھا ہوا اور وہاں جا کر ان کی حالت سے واقفیت حاصل نہیں کی وہ بے شک یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کی تحریک آزادی اور کشمیر کی تحریک آزادی میں کیا فرق ہے اور بے شک وہ کہہ سکتے ہیں کہ گاندھی کی تحریک اور اس تحریک میں ہمیں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے علاقہ کشمیر کو دیکھا وہاں کے مسلمانوں سے ملے اور جن کے تعلقات اہل کشمیر سے گہرے اور دوستانہ ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ اور واقف ہیں کہ کشمیر کی تیس لاکھ آبادی ایسے حالات میں سے گذر رہی ہے جسے غلامی سے کسی صورت میں بھی کم نہیں کہا جا سکتا۔... یہ ہرگز صحیح نہیں کہ معاملہ کشمیر ایک سیاسی تحریک ہے بلکہ یہ ایک انسانی ہمدردی کی تحریک ہے اور انسانی ہمدردی مذہب کا جزو ہے۔ مگر علاوہ اس کے اور بھی بہت سے ایسے پہلو ہیں جن کے ماتحت اس تحریک میں حصہ لینا ضروری ہو جاتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍نومبر ۱۹۳۱ء مطبوعہ الفضل ۱۹؍نومبر ۱۹۳۱ء)

اس کے بعد حضورؓ نے مسلمانوں کو متحد رہنے کی نصیحت فرمائی اور اس خدشہ کا اظہار فرمایا کہ اگر مسلمان آپس میں متحد نہ رہے تو غیر ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر انہیں کچل دے گا۔

جماعت کی تاریخ میں اس کے علاوہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کے حالات اور بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں بدنام زمانہ آرڈیننس

جس کے بعد خلافت احمدیہ نے ربوہ سے لندن ہجرت کی کے حالات ہیں۔ ان تمام مواقع پر خطباب جمعہ میں خلفاء نے جماعت کو درست ردعمل کی طرف راہنمائی فرمائی۔

ایک اندرونی فتنہ پر راہنمائی

اندرونی فتنوں پر راہنمائی کی ایک اور مثال ہمیں دورِ خلافت خامسہ کے سنہ ۲۰۰۵ء میں ملتی ہے جب کسی شخص نے بظاہر بدنیتی سے بعض احمدیوں کے دلوں میں خلافت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے انہیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا خلافت کے متعلق ایک مضمون بھیجا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۲۷؍مئی ۲۰۰۵ء میں اس مضمون کے مندرجات کی وضاحت فرمائی اور اس سے پیدا ہونے والے ممکنہ سوالات کا بھی مفصل جواب عطافرما کر احباب جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کا فیض ہمیشہ جاری رہنے کے متعلق ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔(تفصیل کے لیے دیکھیں الفضل انٹرنیشنل ۱۰؍جون ۲۰۰۵ء)

جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۸ء

۲۰۰۸ء میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان دارالامان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر بنفس نفیس شرکت فرمانی تھی۔ اس کے لیے دنیا بھر کے ممالک سے احباب جماعت نے قادیان کا سفر اختیار کرنے کا پروگرام بنایا۔حضور انور بھی جلسہ میں شمولیت کی غرض سے سفر پر روانہ ہو چکے تھے اور ابھی جنوبی ہندوستان کی بعض جماعتوں کے دورہ پر تھے کہ ایک دہشت گرد حملے کی وجہ سے ملکی حالات خراب ہوئے جس کی بنا پر حضور انور کی قادیان تشریف آوری اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کو ملتوی کرنے کا مشکل فیصلہ کیا گیا۔

جذباتی کیفیت کے اس ماحول میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍دسمبر ۲۰۰۸ء میں حالات کے پیش نظر بیرون ہندوستان کے احمدیوں کو ہندوستان کا سفر اختیار نہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے ساتھ حضور انور نے ابتلاؤں اور مشکلات میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کی طرف توجہ دلائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس سال خلافت جوبلی کے حوالے سے ہر احمدی میں نیا جذبہ ہے۔ ... قادیان کا جلسہ سالانہ بھی دسمبر کے آخر میں مقرر کیا گیا ہے اور اس میں شمولیت کے لئے بڑے جذبے سے دنیا میں احمدیوں نے کوشش کی اور تیاریاں بھی کی ہیں۔لیکن گزشتہ دنوں ظالم لوگوں نے اس ملک میں، ممبئی میں جو دہشت گردی کی واردات کی ہے، اس نے پورے ملک میں ایک بے چینی پیدا کر دی ہے۔...ان حالات کی وجہ سے جو یہاں آج کل ہیں مَیں نے باہر سے آنے والے احمدیوں کو روک دیا ہے اور بلا استثناء ہر ایک کو، مَیں پھر واضح کر دوں کہ باوجود اپنی بڑھی ہوئی خواہش کے باہر سے کسی نے اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے نہیں آنا۔ ... ہمارے سب کام جذباتیت سے بالا ہو کر ہونے چاہئیں۔ دنیا کی باتوں یا استہزاء کا خیال دل سے نکالتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ ... مجھے پتہ ہے بہت سوں کو اس سے شدید جذباتی تکلیف پہنچے گی۔لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل فرماتا ہے۔ اگر ہم کسی غلط فیصلے کا اپنی بشری کمزوری کی وجہ سے سوچ بھی رہے ہوں تو حالات و واقعات کو اللہ تعالیٰ اس نہج پر لے آتا ہے جس سے ہمیں صحیح سوچوں اور صحیح فیصلوں کی طرف راہنمائی ملتی ہے۔“(الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍دسمبر ۲۰۰۸ء)

چنانچہ اس طرح حضور انور نے اس مشکل وقت میں جماعت کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مومنانہ شان اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور بخیر و عافیت اس دور میں سے گزارا۔

سانحہ لاہور

۲۸؍مئی ۲۰۱۰ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد پر نماز جمعہ کے دوران دہشت گردوں نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں اسّی سے زائد افراد شہید ہوئے۔ اس نازک موقع پر حضور انور احباب جماعت سے اسی روز خطبہ جمعہ میں مخاطب ہوئے اور اس حوالے سے نصائح فرمائیں۔ اگرچہ خلیفہ وقت کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بظاہر عام ہی دکھائی دیتے ہیں لیکن احمدی اس حقیقت کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مواقع پر یہی الفاظ ہوتے ہیں جو مرہم کا کام دیتے ہیں اور دل کو تسلی و اطمینان بخشتے ہیں۔ اسی طرح انہی الفاظ سے آئندہ کے لائحہ عمل کا تعین ہوتا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی حضور انور نے اس روز کے خطبہ جمعہ کے علاوہ اس کے بعد کے خطبات نیز جلسہ سالانہ کے بعض خطابات میں جماعت کی راہنمائی فرمائی۔حضور انور نے بطور خاص جماعت کو اس طریق پر چلنے کی طرف توجہ دلائی جس سے اس اجتماعی قربانی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔مزید تفصیل کے لیے ۲۰۱۰ء کے جلسہ سالانہ جرمنی اور یوکے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

دنیاوی معاملات میں راہنمائی

خلفاء کے خطبات جمعہ میں جہاں افراد جماعت کو حالات کے مطابق راہنمائی ملتی ہے وہاں دنیاوی لحاظ سے بھی راہنمائی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب بھی دنیا میں کوئی غیر معمولی اہمیت کے واقعات رونما ہوئے ہیں تو خلفاء نے ہمیشہ اپنے خطبات کے ذریعہ جہاں احباب جماعت کی راہنمائی فرمائی وہاں دنیا کو بھی راہ راست پر لانے کی نصیحت کی۔ ذیل میں اس کی بعض مثالیں پیش ہیں۔

جنگ عظیم دوم

جنگ کے ماحول میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ ہر فریق پروپیگنڈا کا ہتھیار اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کے ذریعہ بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جنگ عظیم دوم میں بھی ایسا ہی ہوا اور اس سے ہندوستان میں بدامنی پھیلنے کا خطرہ تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے ۳۱؍مئی ۱۹۴۰ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو ان حالات میں پُرامن رہنے کی نصیحت فرمائی اور مختلف ذرائع سے جنگ کے متعلق موصول ہونے والی خبروں کے حوالے سے محتاط رہنے کی نصیحت کی۔حضورؓ نے فرمایا: ”...میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ بُری خبروں کو لے کر دوڑنا، انہیں لوگوں میں پھیلانا اور اُن پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا بہت بڑے گناہ کی بات ہے اور انہی باتوں کے نتیجہ میں ملک کا امن برباد ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی وقت ملک میں فساد ہو گیا اور لوگوں نے جتھے بنا بنا کر ایک دوسرے پر حملہ کرنا اور دوسروں کو لوٹنا شروع کر دیا تو اس کے ذمہ دار وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے لوگوں میں اس قسم کی بری خبریں پھیلائیں۔ اور اگر کسی جگہ ایک احمدی بھی ان فسادات کے نتیجہ میں مارا گیا تو اس کا تمام گناہ ان گندی فطرت کے احمدیوں پر عائد ہو گا جو اس قسم کی خبروں پر خوشی مناتے اور لوگوں کو ہنس ہنس کر سناتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار اور مجرم ہوں گے اور وہ غیر احمدیوں سے زیادہ قصوروار ہوں گے کیونکہ ان خبیث الفطرت لوگوں کو سمجھایا بھی گیا مگر وہ پھر بھی نہ سمجھے۔ ان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ ایسے اوقات میں ہنسی اور مذاق اور مخول اور عدم سنجیدگی سے کام لینا سخت کمینگی کی بات ہوتی ہے۔“

حضورؓ کے اس خطبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۃ المسیح ہی وہ ذات ہے جو ملکی حدود اور قومیت سے بالا ہو کر خالصۃً انسانیت کی بہبود کے لیے فکرمند ہے۔فرمایا: ”اس وقت دنیا کی عزت کا سوال ہے۔ اس وقت دنیا کے امن چین راحت اور زندگی کا سوال ہے۔ پس کیسا ہی بے شرم اور بے حیا وہ شخص ہے جو گھر میں بیٹھ کر خبریں سنتا اور کبھی اس پر تمسخر اڑا دیتا ہے اور کبھی اس پر اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس وقت پندرہ بیس لاکھ آدمی چاہے وہ جرمنی کے ہوں کہ آخر وہ بھی انسان ہیں، چاہے وہ برطانیہ کے ہوں کہ وہ بھی انسان ہیں، چاہے وہ فرانس کے ہیں کہ وہ بھی انسان ہیں، چاہے وہ پولش ہوں کہ وہ بھی انسان ہیں اور چاہے وہ کسی اور قوم سے تعلق رکھتے ہوں کہ وہ بھی انسان ہیں۔“(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍مئی ۱۹۴۰ء مطبوعہ الفضل ۵؍جون ۱۹۴۰ء)

خلیج کی جنگ

خلیج کی جنگ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبات کا ایک سلسلہ ارشاد فرمایا جس میں حضورؒ نے اس جنگ کا پس منظر اور اس حوالے سے امت مسلمہ کو دردمندانہ نصائح فرمائیں۔مثلاً حضور نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ مشرق وسطیٰ میں مسلسل بے چینی کی اصل وجہ کیا ہے، اس مرض کا درست علاج کیا ہے اور احمدیوں کی اس حوالے سے کیا ذمہ داریاں ہیں۔مزید تفصیل کے لیے کتاب ’خلیج کا بحران‘ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

مالی بحران ۲۰۰۸ء

۲۰۰۸ء میں دنیا میں ایک شدید مالی بحران آیا جس کی نظیر گذشتہ کئی دہائیوں میں نہیں ملتی۔ اس بحران کا احساس ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۸ء کو Lehman Brothers کے دیوالیہ ہونے پر مزید پختہ ہوا۔ اس کے کچھ عرصے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو خدا تعالیٰ کی صفت رزاق کے تناظر میں اس مالی بحران کا پس منظر بیان فرمایا اور خاص کر سودی نظام کے نقصانات کو اجاگر کیا۔فرمایا کہ ”سودی نظام کے اثرات ہر مذہب والے پر پڑ رہے ہیں چاہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ہے“۔ پھر حضور انور نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں ان مسائل کے حل کی طرف توجہ دلائی کہ ”آج کل کے بحران کا حل مومنوں کے پاس ہے اور تمام مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو اس بحران سے نکلنے اور نکالنے کے لئے پہل کرنی چاہئے۔“

سورت آل عمران کی آیت ۱۳۱ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو سُود در سُود نہ کھایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“ کی روشنی میں حضور انور نے فرمایا کہ ”اللہ کرے کہ فلاح پانے کے لئے کم از کم مسلمان دنیا کو یہ تقویٰ حاصل ہو جائے اور خاص طور پر امیر مسلمان ممالک کو جنہوں نے سُود کی کمائی کے لئے اپنی رقمیں لگائی ہوئی ہیں۔لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس آواز کو بھی سننا ہو گا جو اس کے مسیح و مہدی کے ذریعہ ہم تک پہنچی کیونکہ اس کے بغیر اس زمانے میں کوئی نجات نہیں، کوئی تحفظ نہیں، کوئی ضمانت نہیں۔“ (الفضل انٹرنیشنل ۲۱؍نومبر ۲۰۰۸ء)

عرب سپرنگ

دنیاوی معاملات پر خلیفہ وقت کے خطبات کے ذریعہ راہنمائی کی ایک اَور مثال عرب سپرنگ کی ہے۔عرب ممالک میں جب بغاوت کی لہر اٹھی اور عوام الناس خاص کر عرب ممالک کے باشندوں کے ایک بڑے گروہ نے اسے خوش آمدید کہا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے نقصانات اور آئندہ درپیش ممکنہ خطرات سے متنبہ فرمایا۔بطور خاص دہشت گرد تنظیموں کے ابھرنے کے خطرے کی طرف حضور نے متنبہ فرمایا۔ وقت نے ثابت کیا کہ حضور انور کی راہنمائی درست ثابت ہوئی اور جس انقلاب کی امید کی جا رہی تھی وہ نہ آیا بلکہ کئی جگہوں پر پہلے سے بھی بدتر حالات کا سامنا کرنا پڑا۔(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مضمون: ”عرب سپرنگ کے دنیا پر اثرات اور خلافت احمدیہ کی راہنمائی“ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍جولائی ۲۰۲۲ء صفحہ ۶۴)

اختتامیہ

دراصل خلافت احمدیہ ہی ہے جو جذبات، قومیت، عوام الناس کے دباؤ سے بالا ہو کر محض خدا تعالیٰ کے فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے دردمندانہ نصیحت کرتی ہے۔ جو لوگ اس کو مان لیتے ہیں انہیں فلاح و کامیابی حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ لوگ جو اس آسمانی صدا پر کان نہیں دھرتے وہ بدنصیبوں میں شامل ہوتے ہیں اور دین و دنیا دونوں میں خسارہ پاتے ہیں۔

اس مضمون میں اس حوالے سے صرف چند مثالیں بیان کی گئی ہیں ورنہ حق تو یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح کا ہر خطبہ ہی نصائح سے پُر اور ہمیں دعوت عمل دینے والا ہے۔خواہ وہ Bitcoin، اور سوشل میڈیا کے نقصانات کی نصیحت ہو یا نام نہاد آزادی کے علمبرداروں کی دجالی چال سے بچنے کی تلقین ہو۔خواہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مردوں اور عورتوں کے تقسیم کار کے متعلق پُرمعارف بیان ہوں یا دنیا میں انصاف کے قیام کی پُر درد نصیحت ہو۔ بلکہ جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ اگرچہ خطبہ صحابہؓ یا تاریخ اسلام کے واقعات پر مشتمل ہو تو اس میں بھی ہماری تربیت کے سامان موجود ہوتے ہیں۔

پس خلیفۃ المسیح کے خطبات اور خطابات وہ خزائن ہیں جن سے ہماری روحانی اور جسمانی بقا وابستہ ہے۔ جہاں ان خطبات کو براہ راست سننا اور بار بار سننا انتہائی ضروری ہے وہاں ان خطبات وخطابات کے متن کا مطالعہ بھی اپنے اندر بے انتہاء سے فوائد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۃ المسیح کے ارشادات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

تکمیل اشاعت ہدایت میں پریس کا کردار

(’اواب سعد حیات‘)

”اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناتمام اور کم قدر اور شاذ و نادر کے حکم میں تھا“

کاغذ کی ایجاد نے دنیا میں علم کے انتہائی سرعت سے پھیلنے کی راہ کھولی ہے۔ جہاں پہلے صرف چند ہزار کتابیں ہوا کرتی تھیں وہاں کاغذ کی وجہ سے بے شمار تعداد میں کتابیں لکھی جانے، شائع ہونے اور تقسیم ہونے لگیں۔ کاغذ کی عام دستیابی اور جرمنی سے تعلق رکھنے والے موجد Gutenberg ایجاد کردہ پرنٹنگ پریس نے مختصر سے وقت میں کتابوں، اخباروں اور رسالوں کی طباعت کو ہزاروں کی تعداد تک پہنچا دیا۔

پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے قرآن کریم صدیوں تک ہاتھ سے لکھا جاتا رہا۔ ایک کاتب کو ہاتھ سے لکھ کر نقل تیار کرنے میں کتنا وقت لگتا ہوگا اور اب پرنٹنگ پریس کی ایجاد کی وجہ سے دنیا بھر میں قرآن کریم کے میسر نسخوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اس صورت حال کو سمجھنے کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ ایک مثال پیش ہے۔ آپؑ نے ایک موقع پر کثیر تعداد میں اشاعت کتب کو اپنے زمانہ کے اہم امور میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے: ”کس قدر ترقیات ہوئی ہیں۔ کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص کلّے شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور پنج وقت اس کے ملنے کے لیے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مایوس ہو کر رونے لگتے تھے اور اس قدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپے کو مل جاتی ہے۔ لیکن اُس وقت یہ حال تھا کہ کسی ملاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز، قدوری، کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہوسکتی تھی اور اِس وقت اِس قدر خزانے نکل آئے ہیں کہ کوئی اُن کو گن بھی نہیں سکتا…۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں۔ کتابوں کے ذخیرے نکل آئے۔ ان کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہوگئیں۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۱۴، ایڈیشن ۱۹۸۸ء) آپؑ نے ایک دوسری جگہ تحریر فرمایا: ”چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا، جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت سے اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں“۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۶، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آکر مسلم امہ کی ہدایت و راہنمائی کے لیے جو نہایت زبردست کام کیے ان میں سے ایک اہم کام یہ تھا کہ آپ نے مسلمانوں کو بتایا کہ اِس وقت دینِ اسلام پر حملہ دلائل و براہین کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ اور چھاپہ خانہ کی مدد سے یہ حملے گویا گھر گھر پر ہو رہے ہیں۔ اس لیے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے دفاع میں دلائل و براہین یکجا کیے جائیں اور انہیں پرنٹنگ پریس سے کثیر تعداد میں طبع کروا کر عام کیا جائے۔

اسی تناظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کا ایک اہم شہر لدھیانہ ہے۔ پتا چلتا ہے کہ عیسائی مشنریوں نے پنجاب میں سب سے پہلے اس شہر لدھیانہ سے اخبار جاری کیا جو قلمی اخبار کی صورت میں تھا اور بعد میں جب چھاپہ خانہ قائم ہوا تو یہ اخبار ٹائپ میں چھپنے لگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لینے اور اپنے سلسلہ کی بنیاد رکھنے کے لیے لدھیانہ شہر کا انتخاب فرما کر علاوہ دیگر امور کے اسلام پر اس زبردست قلمی حملہ کے سدباب کا اعلان فرمایا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مبعوث ہوکر امت کو سمجھایا ہے کہ دور حاضر کی ایجادات پریس وغیرہ اور رسل و رسائل کے جملہ وسائل و انتظامات دراصل تو اسلام کی اشاعت کی خاطر ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور دنیا میں تکمیل ہدایت کے واسطے دو بروزوں کے طور پر تھا۔ ایک بروز موسوی اور دوسرے بروز عیسوی۔

اس کا ثبوت اور اظہار اس طرح پر ہے کہ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب میں گذشتہ دونوں ہدایتوں یعنی توریت اور انجیل کا جامع اور کامل طور نزول ہوگیا ہے کیونکہ قرآن کریم نے ”کتب قیّمہ“ کو محفوظ کرتے ہوئے ہر ایک گذشتہ ہدایت کی پابندی اس کے موقع اور محل پر واجب ٹھہرائی ہے۔

یوں ہدایت الٰہی کی بابت ایک مرحلہ تو اپنے کمالِ تام کو پہنچا۔ اب ضرورت تھی کہ آنحضور ﷺ کے نفس نفیس سے ظہور میں آنے والی اس خاص ہدایت کی اشاعت کی تکمیل کے بھی سامان ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تکمیل اشاعت ہدایت کے ضمن میں فرماتے ہیں: ”اور وہ [تکمیل اشاعت ہدایت] ایک ایسے زمانہ پر موقوف تھی جس میں تمام وسائل اشاعت احسن اور اکمل طور پر میسر ہوں۔ لہٰذا تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بروزوں کی حاجت پڑی (۱) ایک بروز محمدی موسوی (۲) دوسرا بروز احمدی عیسوی… اب میں دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ تکمیل ہدایت کے دن میں تو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں موجود تھے اور وہ روز یعنی جمعہ کا دن جو دنوں میں سے چھٹا دن تھا مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا دن تھا جب آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ نازل ہوئی اور قرآن جو تمام آسمانی کتابوں کا آدم اور جمیع معارف صحف سابقہ کا جامع تھا اور مظہر جمیع صفات الٰہیہ تھا اُس نے آدم کی طرح چھٹے دن یعنی جمعہ کے دن اپنے وجود باجود کو اتم اور اکمل طور پر ظاہر فرمایا۔

یہ تو تکمیل ہدایت کا دن تھا مگر تکمیل اشاعت کا دن اس دن کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ ابھی وہ وسائل پیدا نہیں ہوئے تھے جو تمام دنیا کے تعلقات کو باہم ملا دیتے اور برّی اور بحری سفروں کو مسافروں کے لئے سہل کر دیتے اور دینی کتابوں کی ایک کثیر مقدار قلمبند کرنے کے لئے جو تمام دنیا کے حصّہ میں آسکے آلات زود نویسی کے مہیا کر دیتے اور نہ مختلف زبانوں کا علم نوع انسان کو حاصل ہوا تھا اور نہ تمام مذاہب ایک دوسرے کے مقابل پر آشکارا طور پر ایک جگہ موجود تھے۔ اس لئے وہ حقیقی اشاعت جو اتمام حجت کے ساتھ ہر ایک قوم پر ہوسکتی ہے اور ہر ایک ملک تک پہنچ سکتی ہے نہ اس کا وجود تھا اور نہ معمولی اشاعت کے وسائل موجود تھے۔ لہٰذا تکمیل اشاعت کے لئے ایک اور زمانہ علمِ الٰہی نے مقرر فرمایا۔ جس میں کامل تبلیغ کے لئے کامل وسائل موجود تھے اور ضرور تھا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہوئی ایسا ہی تکمیل اشاعتِ ہدایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہو کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصبی کام تھے لیکن سنت اللہ کے لحاظ سے اس قدر خلود آپ کے لئے غیر ممکن تھا کہ آپ اُس آخری زمانہ کو پاتے اور نیز ایسا خلود شرک کے پھیلنے کا ایک ذریعہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خدمت منصبی کو ایک ایسے امتی کے ہاتھ سے پورا کیا کہ جو اپنی خو اور روحانیت کے رُو سے گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کا ایک ٹکڑا تھا یا یوں کہو کہ وہی تھا اور آسمان پر ظلّی طور پر آپ کے نام کا شریک تھا… غرض خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے اس بات کا التزام فرمایا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی چھٹے دن ہوئی تھی ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت قرآنی کے لئے الف ششم مقرر کیا گیا جو بموجب نص قرآنی چھٹے دن کے حکم میں ہے اور جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن جمعہ تھا ایسا ہی ہزار ششم میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمعہ کا مفہوم مخفی ہے یعنی جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصّہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرتا ہے اور متفرق ائمہ کو معطل کر کے ایک ہی امام کا تابع کر دیتا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اجتماعی صورت مسلمانوں میں پیدا کر دیتا ہے یہی خاصیت الف ششم کے آخری حصہ میں ہے یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے

سو اگرچہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت قُلۡ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہوسکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اسوقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے۔ بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۷ ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دُور دُور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہوسکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں اور یہ دونوں امر اس وقت غیر ممکن تھے…

لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی اور غیر زبانوں تک دین کو پہنچانے کے لئے اور پھر اس کے دلائل سمجھانے کے لئے اور پھر ان لوگوں کی ملاقات کے لئے کوئی احسن انتظام نہ تھا اور تمام دیار بلاد کے تعلقات ایسے ایک دوسرے سے الگ تھے کہ گویا ہر ایک قوم یہی سمجھتی تھی کہ اُن کے ملک کے بغیر اور کوئی ملک نہیں جیسا کہ ہندو بھی خیال کرتے تھے کہ کوہ ہمالہ کے پار اور کوئی آبادی نہیں اور نیز سفر کے ذریعے بھی سہل اور آسان نہیں تھے اور جہاز کا چلنا بھی صرف بادشرط پر موقوف تھا اِس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ اور نیز حسب منطوق آیت قُلۡ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ جَمِیۡعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجیے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لیے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں...

اُس نے اس بعث دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اِسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے جابجا مطبع جاری ہو گئے۔ ڈاک خانہ جات کا احسن انتظام ہو گیا اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف ہو گئے اور یہ امور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناتمام اور کم قدر اور شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔“ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے طباعت و اشاعت کے لیے پریس اور چھاپہ خانوں کی ایجاد کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقائق سکھائے گئے جو انسانی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں... دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کے لیے جاری ہے“۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲) نیز فرمایا: ”پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا کی پاک روح نے مجھے دیئے ہیں...“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۵۱۶)

آپؑ نے پرنٹنگ پریس سے پیدا ہونے والی آسانی کا اپنے ایک الہام میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّكَ سَهُوۡلَةً فِیۡ كُلِّ اَمۡرٍ“ یعنی کیا ہم نے ہر ایک امر میں تیرے لیے آسانی نہیں کر دی۔ یعنی کیا ہم نے تمام وہ سامان تیرے لیے میسر نہیں کر دیے جو تبلیغ اور اشاعت حق کے لیے ضروری تھے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس نے میرے لیے وہ سامان تبلیغ اور اشاعتِ حق کے میسر کر دیے جو کسی نبی کے وقت میں موجود نہ تھے۔ تمام قوموں کی آمد و رفت کی راہیں کھولی گئیں... طے مسافرت کے لیے وہ آسانیاں کر دی گئیں کہ برسوں کی راہیں دنوں میں طے ہونے لگیں، اور خبر رسانی کے وہ ذریعے پیدا ہوئے کہ ہزاروں کوس کی خبریں چند منٹوں میں آنے لگیں، ہر ایک قوم کی وہ کتابیں شائع ہوئیں جو مخفی اور مستور تھیں کتابوں کے لکھنے میں جو جو دقتیں تھیں وہ چھاپہ خانوں سے دفع اور دور ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ایسی ایسی مشینیں نکلی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے دس دن میں کسی مضمون کو اس کثرت سے چھاپ سکتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں دس سال میں بھی وہ مضمون قید تحریر میں نہیں آ سکتا تھا“۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰)

کوئی گمان کرسکتا ہے کہ یہ مذکورہ بالا خیالات اور تجزیات صرف جماعت احمدیہ کے اندر ہی پائے جاتے تھے اور امت محمدیہ کے اندر کسی اور مفکر نے تکمیل اشاعت ہدایت کے لیے موجودہ زمانہ کی ایجادات اور سہولیات کی دستیابی کے غیر معمولی پہلو کو محسوس ہی نہ کیا تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ روزنامہ الفضل قادیان ۱۹؍اپریل ۱۹۴۶ء میں مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب کا ایک مضمون بعنوان ”اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا مرکز ملک ہند اور اسکی عالمگیر اشاعت کا یہی زمانہ ہے“ شائع ہوا، اس میں انہوں نے لکھا کہ ”بے شک لوگ کہتے ہیں کہ کیا آج اس علمی زمانہ میں اسلام کو پھیلایا جاسکتا ہے؟... غیروں کو جانے دیجیے، خود مسلمان کہلانے والے اسے باور کرنے کو تیار نہ تھے۔ ورنہ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نداء پر لبیک نہ کہتے۔ وہ تو اسے ایک انہونی بات سمجھتے تھے اور اس کے کہنے والے کو دیوانہ تصور کرتے تھے۔ مگر الحمدللہ کہ آج ان... صداقتوں کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ اسلام... کی عالمگیر اشاعت کا یہی زمانہ ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے انگریزی اخبار ”ڈان“ کے سابق ایڈیٹر جناب حسن احمد صاحب ایک قیمتی مضمون بعنوان ”آب حیات“ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوا ہے۔ سارا ہی مضمون اس قابل ہے کہ عام مسلمان اس پر غور کریں مگر بعض اقتباس تو خاص توجہ کے قابل ہیں... آج سے تیرہ سو برس قبل ترسیل رسائل و نقل وحرکت کے وہ زود رساں ذرائع انسان کو میسر نہ تھے جو آج ہیں۔ مثلاً تار برقی۔ لاسلکی۔ ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز وغیرہ۔ موجودہ زود رساں ذرائع کے ہوتے ہوئے دنیا میں فی زمانہ بُعد زمانی و مکانی اس قدر کم رہ گیا ہے کہ افکار و اخبار ایک جگہ سے دوسری جگہ بسرعت پہنچ سکتے اور پھیل سکتے ہیں۔ اب سے تیرہ سو برس قبل تو دنیا میں چند مقامات ایسے باقی بھی رہ گئے ہونگے جہاں اسلام کی آواز بوجہ بُعد مکانی شائد نہ پہنچ سکی ہو مگر آج دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں کوئی آواز نہ پہنچ سکے اور جہاں کے لوگ خود گوش بر آواز نہ ہوں۔ چنانچہ فی زمانہ دنیا میں اسلامی افکار و اعمال کی اشاعت کے اور اس اشاعت سے تمام اقوام اور جماعتوں کو یکساں مستفید کرنے کے مواقع و ذرائع بیشتر و بہتر موجود ہیں۔“ (صفحہ ۴)

الغرض اس شیخ المسیح علیہ السلام کے ایام سعد میں ہی قادیان میں چھاپہ خانے کی سہولت میسر ہوئی، اور ۱۸۹۵ء میں ضیاء الاسلام پریس قائم ہوا اور ایک نئی صبح طلوع ہوئی۔

لیکن سب کام آناً فاناً نہیں ہوئے اور نہ ہی ایسا تھا کہ کوئی مشکل درپیش ہی نہیں آتی تھی۔ ابتدا میں جماعت میں شامل ہونے والوں میں خریداری کی استعداد کم تھی۔ قادیان میں کاتب، پریس، اس کی مشینوں اور دیگر ٹیکنیکل امور سے تعلق رکھنے والے احباب قلیل تھے اور سارے اخبارات و رسائل مالی اور کئی قسم کے دباؤ کا شکار رہتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے کاموں اور مرمت کے لیے امرتسر یا لاہور جانا پڑتا تھا۔ متعدد مسائل سر اٹھاتے رہتے تھے۔ مگر سفر جاری رہا۔

۱۹۳۶ء میں جلسہ سالانہ پر پہلی بار لاؤڈ سپیکر کا استعمال کیا گیا جس سے ۲۵؍ہزار احباب نے استفادہ کیا۔ اس موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ”مَیں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے؛ کیونکہ رسولِ کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ مسیحِ موعود اشاعت کے ذریعے دینِ اسلام کو کامیاب کرے گا۔ اور قرآنِ کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیحِ موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لیے پریس جاری کر دیئے اور پھر آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے۔ اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آ سکتا ہے کہ مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں۔“ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۹؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

یوں ایک طرف جہاں دیگر ایجادات تکمیل اشاعت ہدایت میں خادم اور سہولت کار بن کر اپنا کام کرتی رہیں وہاں پرنٹنگ پریس سے بھی کام لیا جاتا رہا۔ قادیان میں پرنٹنگ پریس کے ارتقاء کا ذکر ہو چکا، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد ہجرت ہوئی اور ربوہ میں جدید پریس قائم ہوا۔

۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے بعد لندن میں رقیم پریس کا قیام عمل میں آیا، اس پریس نے حقانیت اسلام کے لیے تاریخ ساز لٹریچر پرنٹ کر کے نئی تاریخ رقم کی۔

خلافت خامسہ کے عظیم الشان دور میں یہ سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ مختلف ممالک میں پرنٹنگ پریس کے قیام سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ حقہ کے لیے نئی سہولتیں پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اس بابت چند متفرق جھلکیاں پیش ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۵ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ”رقیم پریس اور افریقن ممالک کے جو مختلف احمدیہ پریس ہیں ان میں صرف ایک سال کے مختصر سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے رقیم پریس لندن کے ذریعہ چھپنے والی کتب کی تعداد دو لاکھ نوّے ہزار سے اوپر ہے۔ الفضل انٹرنیشنل، چھوٹے پمفلٹ، لیف لیٹ اور جماعتی دفاتر کی سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ فارنہم (Farnham) میں رقیم پریس کے لیے ایک نئی عمارت خریدی گئی ہے۔ ان شاء اللہ یہ اسلام آباد سے وہاں شفٹ ہو جائے گا۔ افریقن ممالک کے پرنٹنگ پریس بھی کام کر رہے ہیں جن میں گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، بورکینا فاسو، کینیا اور تنزانیہ شامل ہیں۔ اس سال وہاں جو لٹریچر طبع ہوا ہے اس کی تعداد دس لاکھ پچاسی ہزار ہے۔ فضلِ عمر پریس قادیان کے لیے جدید اور تیز رفتار بائنڈنگ اور فولڈنگ مشین خرید کر بھجوائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اس مشین کے ذریعہ کام ہو رہا ہے۔ گیمبیا میں پہلا جدید کمپیوٹرائزڈ پریس سسٹم لگایا گیا“۔ (الفضل انٹرنیشنل ۵؍فروری ۲۰۱۶ء صفحہ ۱۳)

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۱۷ء کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا: ”رقیم پریس یوکے کے ذریعہ چھپنے والی کتب کی تعداد اس سال چھ لاکھ چھبیس ہزار تین سو تیس ہے۔ الفضل انٹرنیشنل، جماعتی رسائل اور میگزین، پمفلٹس، لیف لیٹس، جماعتی دفاتر کی سٹیشنری وغیرہ اس کے علاوہ ہے۔ افریقہ کے نو ممالک میں جماعت کے پریس کام کر رہے ہیں۔ جو کتب شائع ہوتی ہیں انہیں مختلف جماعتوں اور ممالک میں بھجوایا جاتا ہے، اس سال لندن سے مختلف ۵۲ زبانوں میں تین لاکھ پانچ سو سے زائد تعداد میں ساڑھے چار لاکھ سے زائد مالیت کی کتب دنیا کے مختلف ممالک کو بھجوائی گئیں۔ قادیان سے بیرونی ممالک کو کتب بھجوائی جاتی ہیں۔ دوران سال قادیان سے بیرونی ممالک کی لائبریریز اور دیگر ضروریات کے لیے اڑتالیس ہزار سے زائد کتب بھجوائی گئیں“۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۴؍ستمبر ۲۰۱۸ء صفحہ ۱۴)

سال گذشتہ کی مثال دیکھیں تو جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۲۲ء کے موقع پر دوسرے دن بعد دوپہر کے اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایمان افروز اور دل نشین خطاب میں رقیم پریس اور افریقن ممالک کے احمدیہ پرنٹنگ پریس کے ضمن میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے فضل سے رقیم پریس فارنہم کو اس سال بڑی تعداد میں جماعتی کتب اور لٹریچر طبع کرنے کی توفیق ملی۔ اس سال رقیم پریس فارنہم کے ذریعہ چھپنے والی کتب کی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار سے اوپر ہے۔ اس طرح رسالہ موازنہ مذاہب، انصار الدین اور النصرت، وقف نو کے رسالہ جات مریم اور اسماعیل، چھوٹے پمفلٹس، لیف لیٹس اور جماعتی دفاتر کی سٹیشنری وغیرہ کو شائع کرنے کی یا چھاپنے کی توفیق ملی۔ خطِ منظور کے ساتھ قرآن کریم کا انگلش ترجمہ نہایت دلکش اور دیدہ زیب جلد کے ساتھ شائع کیا گیا ہے...۔ رقیم پریس میں جدید دو کلر مشین کی تنصیب کی گئی ہے۔ احمدیہ پرنٹنگ پریس افریقہ کے سات ممالک میں ہیں۔ گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، گیمبیا اور برکینا فاسو۔ انہوں نے بھی پانچ لاکھ اکہتر ہزار سے اوپر لٹریچر شائع کیا ہے، کتب شائع کیں۔ گیمبیا میں پہلی جدید فائیو کلر مشین کی تنصیب ہوئی اور یہ وہاں بڑا ماڈرن پریس بن گیا ہے۔“ (ماخوذ از رپورٹ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ ۱۰؍نومبر ۲۰۲۲ء)

الغرض خلافت خامسہ کے آغاز پر پریس میں الیکٹرانک اور ڈیجیٹل میں بھی انقلاب برپا ہوا۔ چنانچہ اس دور میں اعلائے کلمہ اسلام کے لیے جماعتی لٹریچر کی اشاعت کی ایک الگ شان نظر آتی ہے۔ اسلام آباد برطانیہ کے ساتھ ساتھ آج درجن بھر ممالک میں رقیم پریس کی جدید سہولتوں سے آراستہ شاخیں قائم ہیں جہاں ہر سال لاکھوں کتب کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور بطور خاص مسیح موعود کی مقدس بستی قادیان میں ”فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان“ بھی جدید پرنٹنگ و بائنڈنگ مشینری سے آراستہ ہے۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت میں اپنا فرض نبھا رہا ہے اور دنیا پر ظاہر ہو رہا ہے کہ نام نہاد علماء اور مخالف مولویوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی کوئی حیثیت اور حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ بعثتِ مسیح موعودؑ کا مقصد تکمیلِ دین نہیں بلکہ تکمیلِ اشاعتِ دین ہے۔

☆...☆...☆

الفضل کے لیے خلفائے سلسلہ کی محبت اور راہنمائی
الفضل کا علمی معیار، اشاعت، وسعت بڑھانے اور نافع بنانے کی کوششیں

(عبد السمیع خان)

اس میں کوئی شک نہیں کہ الفضل خلافت احمدیہ کی آواز ہے اور اسی حوالہ سے وہ خلفاء کی مسلسل راہنمائی اور شفقت کا مورد ہے کوئی غلطی ہو تو گرفت کرتے ہیں اور اچھی خدمت ہو تو حوصلہ افزائی کرتے ہیں اس کے لیے وہ بھی باریکی سے مطالعہ کرتے ہیں یہ سلسلہ پہلے بھی دعاؤں سے چلا تھا اور آئندہ بھی دعاؤں پر ہی مدار ہے

الحمد للہ کہ الفضل آج اپنی زندگی کا ۱۱۰ واں سال مکمل کر چکا ہے۔ وہ نازک سا پودا جس کی بنیاد صرف دعاؤں پر تھی اور جس کی پہلی خوراک چند بزرگ ہستیوں کی بے لوث مالی قربانی تھی۔ وہ آج ساری دنیا میں پھل پھول رہا ہے۔ باوجود ہزاروں حاسد آنکھوں کے اور تُند وتیز آندھیوں کے اس کا چراغ جلتا ہی رہا اور بیسیوں پابندیوں کے باوجود اس کی تحریریں اپنے وطن میں ہی نہیں بلکہ الیکٹرانک لہروں پر سفر کرتے ہوئے کل عالم میں پھیل رہی ہیں۔ پہلے اس کا ہفتہ وار ایڈیشن پھر روزنامہ آن لائن اور اب روزنامہ کے طور پر لندن سے شائع ہوتا ہے اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے رسائل جو سینکڑوں مقامی زبانوں میں ہیں وہ بھی الفضل کی شاخوں پر کھلنے والے نئے نئے پھول ہیں۔ یہ سب خلافت احمدیہ کی الفضل سے محبت اور راہنمائی کا نتیجہ ہے۔

کہانی تو الحکم اور البدر سے شروع ہوتی ہے۔ جو نہایت نامساعد حالات میں جاری ہوئے اور اہم ترین فرائض سرانجام دیے۔ الفضل انہی کا تسلسل ہے۔ جسے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (مصلح موعودؓ) نے ۱۸؍ جون ۱۹۱۳ء کو جاری فرمایا اور پھر اسے جماعت کے حوالے کر دیا۔ اس کے اندر وقف کی ایسی روح پھونکی کہ وہ خلافت احمدیہ کی آواز بن گیا۔ ایسی روحانی نہر بن گیا جو احمدیہ ٹیلی ویژن کے قیام سے قبل بلاشرکت غیرے آب حیات لے کر پیاسوں تک پہنچتا رہا۔ یہ ایسا ساز اور ایسی قرنا تھی جس کی لَے پر جماعت احمدیہ توحید کے نغمے الاپتی رہی، قربانیاں پیش کرتی رہی اور خدا کی راہ میں دل جھکائے مگر سر اٹھائے آگے بڑھتی رہی۔

خلفائے سلسلہ کے ذریعہ آسمان سے بہت دودھ اترا جسے الفضل نے محفوظ کیا اور کر رہا ہے، کونسا علم ہے جو اس میں رچابسا نہیں۔ صداقت حق کی کونسی دلیل ہے، عظمت قرآن کا کونسا گوشہ ہے جو اس سے باہر رہا ہے، تاریخ احمدیت اور اشاعت احمدیت کا کونسا پہلو ہے جو اس سے مخفی ہے، شہادتوں اور اذیتوں کی کونسی یاد ہے جو اس سے محو ہے اور حق و باطل کا کونسا معرکہ ہے جس کی اسے خبر نہیں۔

یہ خوشیوں کا گلستاں ہے غم کی خبروں کا پاسبان ہے۔ جماعت احمدیہ کی عظمت کردار کی داستان ہے۔ اس کے ذریعہ ساری کمیونٹی ایک خاندان ہے۔ اسی لیے تو احمدی اس پر قربان ہے اور دشمن پریشان ہے۔ اس سے ہماری روح کی جلا اور دل کا اطمینان ہے۔ خدا کا خلیفہ اس کا باغبان اور خدا خود ہی اس کا نگہبان ہے۔ اس لیے اس کا زندہ اور جاری رہنا بھی ایک نشان ہے۔

پس سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مبارک ہو جن کے دور پُر انوار میں خلافت کے اس فدائی نے پہلے ۱۰۰ سال مکمل کیے اور اب ۱۱۱ ویں سال میں قدم رکھا ہے۔ جن کی والدہ کے زیور الفضل کی رگوں میں اترنے والی پہلی غذا تھی۔ جن کی دعائیں ہمیشہ اس کے شامل حال رہتی ہیں۔ جن کی راہنمائی اس کے لیے سعادت اور برکت کا موجب ہے۔ جن کے الفاظ ہر کٹھن موقعہ پر اس کی ڈھارس بندھاتے اور حوصلہ بڑھاتے ہیں جن کے خطبات، تقاریر، پیغامات اور دوروں کی ایمان افروز رپورٹس اس کی زینت ہیں۔

خلافت اولیٰ میں آغاز

حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف سے سلسلہ احمدیہ کو مضبوط کرنے کے لیے جو روحانی نہریں چلائیں۔ ان میں سے ایک الفضل بھی ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ سے خلافت اولیٰ میں رکھوائی تا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دعائیں اور برکات بھی اس کے شامل حال رہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اجازت حاصل کی کہ قادیان سے ایک نیا اخبار نکالا جائے جس میں علاوہ مذہبی امور کے دنیاوی معاملات پر بھی مضامین لکھے جاویں تا کہ ہماری جماعت کے لوگ سلسلہ کے اخبارات سے ہی اپنی سب علمی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ پھر حضور کو اطلاع ملی کہ کچھ احباب لاہور سے ایک اخبار نکالنے لگے ہیں تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں لکھا کہ میرے اخبار کی تجویز رہنے دی جاوے۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے تحریر فرمایا کہ اس اخبار اور اس اخبار کی اغراض میں فرق ہے۔ آپ اس کے متعلق اپنی کوشش جاری رکھیں۔ (آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۲۱۴) اخبار کے اجرا سے قبل آپ نے استخارہ کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں اجازت کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی، حسن نیت، اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے۔ زمیندار، ہندوستان، پیسہ میں اور کیا اعجاز ہے وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا نصرت الٰہیہ کی امید بلکہ یقین توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیں''۔

الفضل کا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے عطا فرمایا آپ نے فرمایا: مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو۔ (الفضل ۱۹؍ نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳) چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ''الفضل''، فضل ہی ثابت ہوا۔ (یاد ایام، انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۷۱)

حضرت خلیفہ اولؓ کی راہنمائی

الفضل کے پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا تازہ خطبہ جمعہ ۱۳؍ جون ۱۹۱۳ء درج کیا گیا اور حضور کی راہنمائی اور دعائیں ہمیشہ اخبار کو میسر رہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے جب پہلا پرچہ پڑھا تو آپ نے فرمایا ''پیغام صلح'' بھی میں نے پڑھا ہے اور الفضل بھی مگر میاں شَتَّانِ بَیْنَہُمَا یعنی کجا وہ کجا یہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ الفضل بڑی دلچسپی سے ملاحظہ فرماتے تھے اور ضروری ہدایات دیتے تھے۔ چنانچہ الفضل میں قادیان کی خبروں کے تحت لکھا ہے: ''حضور اخبار الفضل کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں''۔ (الفضل ۸؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء) حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے الفضل کے پہلے شمارہ میں ایک خاص مضمون ''اسلامی اخبارات کے لئے دستور العمل'' بھی تحریر فرمایا۔ حضور کی جو راہنمائی الفضل کو میسر تھی اس کے متعلق ادارہ الفضل لکھتا ہے: ''ان (قادیان سے نکلنے والے اخبارات) سے اگر کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو خلیفۃ المسیح فوراً اس پر نوٹس لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک اخبار آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔ الفضل کا اجرا اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف والامن پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائیڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضروری چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے جب کوئی مضمون لکھا جس میں جماعت کو کسی خاص روش پر چلنے کی تاکید ہو تو خلیفۃ المسیح کو دکھا کر اور ان سے تصدیق لکھوا کر شائع کیا۔ (الفضل ۳؍ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۹) اس ضمن میں ایک احمدی کا خواب بھی بہت ایمان افروز ہے۔ مولوی میر اسحق علی صاحب احمدی سررشتہ دار عدالت گدوال (حیدر آباد دکن) تحریر فرماتے ہیں کہ میں حضرت خلیفہ اول کی صحت و عافیت اور احمدی بیماروں کی شفایابی کے لیے دعا کر کے سویا تھا خواب میں حضرت خلیفہ اول نے الفضل خریدنے کی تاکیدی ہدایت فرمائی اور روپے خود اپنی جیب سے نکال کر دیے۔ (الفضل ۲۳؍ دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۲)

خلافت ثانیہ میں ترقی کا سفر

حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بن گئے تو الفضل آپ کی انگلی پکڑ کر چلتا رہا اس نے حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی میں کامیابیوں کے بے پناہ سفر طے کیے اس کی زندگی کے ہر شعبہ پر حضور کی گہری چھاپ ہے اخبار کا علمی معیار، اس کا دورانیہ، اس کی طباعت و اشاعت، اس کی ترسیل، اس کی خریداری، اس کے مالی امور، اس کی راہ میں مشکلات، ہر مرحلہ پر حضور کی دعائیں اور نگرانی اس کو حاصل رہی۔ آیئے ان مختلف مراحل پر نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی مالی اعانت

الفضل کسی تجارتی مقصد کے لیے جاری نہیں کیا گیا۔ اس کا مقصد خالص خدمت دین اور اشاعت اسلام تھا۔ اس لیے احباب سے خریداری میں کم سے کم رقم وصول کی جاتی رہی اور پرچے معمول سے زیادہ شائع کیے جاتے رہے اس لیے اخبار مدتوں زیرِ بار رہا اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنے پاس سے رقم عطا فرما کر نقصان پورا کرتے رہے۔ ایڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں: ''جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے الفضل جاری کیا تو علاوہ اس ذاتی محنت اور مشقت کے جو حضور خود اخبار کے لئے کرتے رہے۔ ایک رقم خطیر اس پر صرف فرمائی اور جب خدا تعالیٰ نے منصب خلافت پر ممتاز فرما کر جماعت کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی تعلیم و تربیت اور دیگر بیشمار فرائض آپ کے سپرد کیے۔ تو بھی حضور کو الفضل کا خاص خیال رہا اور جیب خاص سے اس کے اخراجات مرحمت فرماتے رہے۔ پہلے سال کے خاتمہ پر جب آمد و خرچ کا مقابلہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ قریباً چار ہزار روپیہ حضور کو اپنی گرہ سے دینا پڑا۔ اس کے بعد بھی حضور ذاتی مصارف سے الفضل کے اخراجات پورے فرماتے رہے۔ ایک دفعہ کے متعلق مجھے یاد ہے کہ جب روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام رکنے لگا تو حضور نے ایک نہایت عمدہ موقع کا قطعہ زمین فروخت کر کے روپیہ اخبار پر صرف کرنے کا ارشاد فرمایا اور چونکہ تنگی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے اعلان اس طرح کیا گیا کہ جو صاحب بذریعہ تار روپیہ بھیجیں گے۔ انہیں وہ زمین دی جائے گی۔ اس طرح وہ قطعہ فروخت کر کے اخراجات چلائے گئے۔ یہ صرف ایک واقعہ عرض کیا گیا ہے۔ ورنہ بیسیوں دفعہ حضور نے اخبار کے لئے تکلیف اٹھائی۔ ان حالات میں سے گزر کر جب اخبار خدا کے فضل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کے قابل ہو گیا تو حضور نے اخبار مع کئی ہزار کے ساز وسامان کے سلسلہ کے لئے وقف فرما دیا اور اس کی آمدنی سلسلہ کے سپرد کر دی۔'' (الفضل ۱۱؍ جولائی ۱۹۲۴ء صفحہ ۳)

خدمت کے لیے وقف اخبار

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ذاتی روپیہ سے اخبار جاری کیا

اور پھر ۱۹۱۷ء میں اسے جماعت کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور یہی اس کی لمبی زندگی کی علامت بن گیا۔ وقف کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے تقریر جلسہ سالانہ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۱۷ء میں علم حاصل کرنے کے سات طریق بیان کیے۔

۱۔مرکز سلسلہ قادیان میں بار بار آنا اور حضور سے علم سیکھنا۔ ۲۔ دوسرے مقامات پر درس قرآن میں شرکت ۳۔ اسباق القرآن (تحریری مواد جو ڈاک کے ذریعے ملے گا)۔ ۴۔ جتنا علم آتا ہے دوسروں کو سکھایا جائے ۵۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ۔ ۶۔ اخبارات اور رسائل سلسلہ کا مطالعہ۔

چھٹے طریق کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا: میں نے اخبارات اور رسالے خریدنے کی طرف توجہ نہیں دلائی کیونکہ ایک اخبار سے مجھے بھی تعلق ہے اس کے لئے میں نے سوچا کہ اس اخبار کو کسی اور کے سپرد کردوں اور موجودہ تعلق کو ہٹا کر تحریک کروں مگر اس وجہ سے کہ ابھی تک وہ اخبار گزشتہ گھاٹے میں ہے کسی کے سپرد نہیں کرسکا۔ اب ایک اور طریق خیال میں آیا ہے اور وہ یہ کہ اس اخبار کو وقف کردوں، اس کے سرمایہ میں ایک اور صاحب کا بھی روپیہ ہے لیکن ان کی طرف سے بھی مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اپنا روپیہ چھوڑ دیں گے۔ پس میں آج سے اس اخبار کو بلحاظ اس کے مالی نفع کے وقف کرتا ہوں۔ ہاں اگر خدانخواستہ نقصان ہوا تو اس کے پورا کرنے کی میں انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ ہم اس کی کمی کے پورا کرنے کی تو کوشش کریں گے لیکن جو نفع ہوگا اسے نہ میں لوں گا اور نہ وہ۔ بلکہ اشاعت اسلام میں خرچ کیا جائے گا۔ (اس تقریر کے بعد گورداسپور جاکر میں نے باقاعدہ طور پر ”الفضل“ کو انجمن ترقی اسلام کی ملکیت میں دیے جانے کی درخواست دے دی اور اب وہ انجمن ترقی اسلام کی ملکیت میں ہے۔ خاکسار مرزا محمود احمد)

”اس اعلان کے بعد چونکہ مالی منافع کے لحاظ سے کسی اخبار کے ساتھ میرا تعلق نہیں رہا اس لئے اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جاسکتی“ (انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲) حضورؓ نے فرمایا: ”الفضل میرے ذاتی روپے سے جاری ہوا اور ۱۹۲۰ء تک میں نے اس کو چلا کے اس کی خریداری بڑھائی۔ جب چل گیا اور ایک بڑا اخبار بن گیا تو میں نے مفت بغیر معاوضہ کے وہ انجمن کو تحفہ دے دیا۔“ (تاریخ احمدیت جلد ۱۹ صفحہ ۶۸)

ہفتہ وار سے روزنامہ تک

الفضل ہفتہ وار تھا مگر خلافت کی محبت میں احباب جماعت کی روزانہ الفضل کی خواہش ۱۹۲۰ء تک شدت اختیار کرچکی تھی۔ چنانچہ ۱۲؍ جولائی ۱۹۲۰ء کے الفضل میں اداریہ میں حافظ عبدالعزیز صاحب صدر جماعت سیالکوٹ کا خط شائع ہوا ہے جس میں الفضل کو روزانہ کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔

۱۹؍ مارچ ۱۹۳۱ء کو حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مدیران انقلاب مولانا غلام رسول صاحب مہر اور مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے اخبار الفضل کے کام کی تعریف کی اور کہا۔ اس میں حالات حاضرہ اور مسلمانوں کی ضروریات کے مطابق بروقت اور موزوں مضامین شائع ہوتے ہیں اور کوئی امر جس پر لکھنے کی ضرورت ہو رہ نہیں جاتا... پھر الفضل کو روزانہ کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ جب انہیں یہ بتایا گیا کہ ضروری سامان اور اسباب میسر نہ ہونے کی وجہ سے قادیان سے روزانہ اخبار چل نہیں سکتا تو انہوں نے کہا اسے پھر لاہور لے آنا چاہئے۔ کہا گیا قادیان میں جو کام الفضل کر رہا ہے۔ وہ حضرت خلیفة المسیح الثانی کی ہدایات کے ماتحت ہے۔ لاہور میں یہ راہنمائی حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضور نے یہ ساری گفتگو سن کر فرمایا۔ الفضل تو ہمارا مذہبی اخبار ہے۔ مجبوراً اس سے سیاسی کام لیا جاتا ہے۔ اسے کسی صورت میں بھی مرکز سے باہر نہیں لے جایا جاسکتا۔ (الفضل ۳۱؍ مارچ ۱۹۳۱ء)

۲۶؍ جنوری ۱۹۳۵ء کو جماعت احمدیہ چھاؤنی لاہور کے غیر معمولی اجلاس میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ حضور کی خدمت میں الفضل کو روزنامہ بنانے کی درخواست کی جائے۔ (الفضل ۳؍ فروری ۱۹۳۵ء) اس کے بعد دیگر جماعتوں نے بھی حضور کی خدمت میں بار بار درخواستیں کیں۔

۵؍ فروری ۱۹۳۵ء کے الفضل کی رپورٹ ہے کہ احباب جماعت کی کثرت سے درخواستوں پر حضور نے فیصلہ فرمایا ہے کہ الفضل کو فی الحال چھ ماہ کے لیے روزانہ کر دیا جائے چنانچہ ۸؍ مارچ ۱۹۳۵ء وہ مبارک دن تھا جب الفضل روزنامہ ہوگیا اور چھ ماہ کی بجائے ہمیشہ کے لیے ہو گیا۔ یہ احباب کے لیے انتہائی خوشی کا موجب تھا۔ حضور نے اس موقع پر خاص پیغام بھی عنایت فرمایا۔ حضرت اقدس کے ذہن میں الفضل کی اشاعت بڑھانے، الفضل کو جلد از جلد جماعت تک پہنچانے اور اس میں مذہبی علوم کے علاوہ عام سیاسی و دنیاوی خبریں اور معلومات شائع کرنے کا جو وسیع نقشہ تھا اس کو حضور نے متعدد بار بیان فرمایا اس کا ایک نمونہ حضور کے اس ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے جو حضور نے الفضل کے روزنامہ ہونے پر ارشاد فرمایا۔ ۲۰؍ اپریل ۱۹۳۵ء کو مجلس مشاورت میں فرمایا: ”الفضل دوستوں کی تحریک سے روزانہ کر دیا گیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ہر جگہ اس کے ایجنٹ ہوں۔ میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت کے لکھے پڑھے مگر بیکار لوگ ہر طرف توجہ کریں۔ ہوشیار اور محنتی آدمی کافی آمدنی پیدا کرسکتا ہے۔ اپنے سلسلہ کے اخبارات جن میں سے ایک روزانہ ہے اور دو ہفتہ وار، کے علاوہ دوسرے اخبارات میں سے بھی وہ لئے جاسکتے ہیں جو ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور یہ کام قصبات اور شہروں میں چل سکتا ہے۔ کم از کم دو اڑھائی سو شہر ایسے ہیں جہاں یہ کام کیا جاسکتا ہے۔ اگر ان شہروں میں کام کرنے والوں کو ماہوار دس پانچ روپے ہی آمدنی ہو تو بیکار رہنے سے بہت اچھا ہے۔ پھر ایجنٹوں کے ذریعہ اخبار جلد بھی پہنچ سکتا ہے جیسا کہ الفضل والوں نے اعلان کیا ہے۔ ایجنٹوں کو صبح کی گاڑی سے اخبار بھیجا جائے گا اور اس طرح آج کا پرچہ آج ہی جہاں جہاں ایجنسی ہوگی پہنچ جائے گا۔ اسی طرح الفضل والے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ یہاں کے ڈاک خانہ کا تار کا وقت بڑھ جائے۔ تو خبر رساں ایجنسیوں کی تاریں لینے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد موٹر سائیکل یا سائیکلوں کے ذریعہ امرتسر، لاہور اور دوسرے شہروں میں صبح ہی صبح اخبار پہنچا دیا جائے۔ یہ کام اس وقت تک شروع نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ تاریں وقت پر نہ ملیں۔ خبر رساں ایجنسیوں کی تاریں رات کو آتی ہیں مگر یہاں تار گھر رات کو بند ہوتا ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ تاریں حاصل ہونے کا انتظام ہوجائے۔ جب یہ صورت ہوگئی تو صبح ہی الفضل دو دو سو میل تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ اب بھی صبح کی گاڑی سے روانہ ہو جایا کرے گا مگر یہ سارے انتظامات اسی وقت کیے جاسکتے ہیں جبکہ الفضل کے خریدار بڑھائے جائیں اور اس کی اشاعت کے لئے خاص کوشش کی جائے۔“ (خطابات شوریٰ جلد اول صفحہ ۶۲۵) اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضور کس باریک بینی سے اشاعت کے معاملات پر نظر رکھتے تھے۔ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۵۱ء کو فرمایا: ”سالہا سال سے اس کی اشاعت ۲۰ اور ۲۵ سو کے درمیان ہی گھوم رہی ہے۔ حالانکہ جماعت پھیل رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روزانہ اخبار ہونے کی وجہ سے اس کا چندہ زیادہ ہے۔ مگر کمزور جماعتیں مل کر خرید سکتی ہیں۔ اسی طرح اگر افراد بھی اکیلے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تو دو دو تین تین چار چار مل کر خرید سکتے ہیں۔ پس میں احباب کو تحریک کرتا ہوں کہ الفضل کی اشاعت کو بڑھانے اور ترقی دینے کی کوشش کرو۔“ (الفضل ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۳) پھر فرمایا: ”اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔“ (روزنامہ الفضل ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۴ء) ایک اور موقعہ پر آپؓ نے فرمایا: ”آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے“۔ (الفضل ۲۸؍ مارچ ۱۹۴۶ء) حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے مطالعہ اور اس کی قدر و قیمت کا متعدد بار ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ”ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو اپنے آپ کو ارسطو اور افلاطون کا بھائی سمجھتے ہیں انہیں توفیق بھی ہوتی ہے اور اخبار کی خریداری کی استطاعت بھی رکھتے ہیں مگر جب کہا جاتا ہے کہ آپ الفضل کیوں نہیں خریدتے تو کہہ دیتے ہیں اس میں کوئی ایسے مضامین نہیں ہوتے جو پڑھنے کے قابل ہوں۔ ان کے نزدیک دوسرے اخبارات میں ایسے مضامین ہوتے ہیں جو پڑھے جانے کے قابل ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں کہ وہ انہیں سنیں اور ان کے پڑھنے کے لئے اخبار خریدیں ایسے لوگ یقیناً وہمی ہوتے ہیں اور ان میں قوت موازنہ نہیں پائی جاتی۔ میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے پڑھا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں۔ آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی ایسی بات نہ نظر آتی ہو۔“ (تقریر فرمودہ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۳۹ء بمقام قادیان۔ الفضل یکم مئی ۱۹۶۲ء صفحہ ۳)

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع انصار اللہ یوکے سے خطاب کرتے ہوئے ۴؍ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو فرمایا: ”حضرت مصلح موعود نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔ لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پرانی باتیں ہوتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔ (مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر، انوار العلوم جلد ۱۴ صفحہ ۵۴۵،۵۴۶) تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔ جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔“ (روزنامہ الفضل ۲۸؍ جنوری ۲۰۱۰ء)

نصرت الٰہی کی مثال

الفضل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی جو نصرت اور خلافت کی دعائیں ہیں اس کے لیے صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ”۱۹۱۳ء میں جب میں نے الفضل نکالا تو سید انعام اللہ شاہ صاحب گھبرائے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے مسجد کانپور کے متعلق مضمون لکھ دیا ہے۔ مولوی ظفر علی کہتا ہے کہ میں قلم کی ایک جنبش سے احمدیت کو تباہ کر دوں گا۔ میں نے جواب دیا احمدیت تو خدا کی چیز ہے اسے کون تباہ کرسکتا ہے اس واقعہ کو پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ ظفر علی کا پریس گورنمنٹ نے ضبط کرلیا۔ اس نے پھر ہمارے خلاف لکھنے کی کوشش کی مگر دوبارہ ضبط کرلیا گیا۔“ (خطبات محمود ۱۹۳۱ء جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۷ نیز الفضل ۹؍ اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۷)

ڈاکخانہ کا عدم تعاون

الفضل کو مقامی ڈاکخانہ کی طرف سے متعدد اوقات میں مشکلات کا سامنا رہا۔ خصوصاً ڈاکخانہ کے عملہ نے کئی دفعہ جماعت کے دفاتر کو دق کیا جس میں الفضل بھی شامل تھا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۷؍ مارچ ۱۹۳۶ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کے خلاف کی جانے والی سازشوں اور شرارتوں کے ذکر میں فرمایا: ”چوتھا امر ڈاکخانہ کا رویہ ہے یہ بھی قریب کے عرصہ سے جاری ہے۔“ اس کے بعد حضور نے اپنی ڈاک کے لیٹ ہونے کے تذکرہ کے بعد فرمایا: ”اسی طرح الفضل کو دق کیا جارہا ہے اور متواتر اس کے پرچے لیٹ کیے جاتے ہیں یا بعض دفعہ پرچے خریداروں کو پہنچتے ہی نہیں۔ اسی طرح جوابی کارڈ غلط مہریں لگا کر بعض دفعہ خط لکھنے والوں کو واپس کر دیے جاتے ہیں۔ یہ کارروائیاں ہو رہی ہیں اور ان کی طرف متواتر افسروں کو متوجہ کیا جاتا ہے مگر اب تک کوئی توجہ نہیں کی گئی۔“ (الفضل ۴؍ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۱)

قادیان سے لاہور منتقلی

۱۹۴۷ء میں فسادات اور نامساعد حالات کے باوجود الفضل بڑی شان سے نکلتا رہا جب حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور میں مرکز قائم کیا تو فوری طور پر الفضل کے پاکستان سے باقاعدہ اجرا کی کوششیں شروع کردیں جو دو ہفتوں کے اندر نتیجہ خیز ثابت ہوئیں اور حکومت نے روزنامہ الفضل کی منظوری دے دی اور ۱۵؍ ستمبر ۱۹۴۷ء سے اسے جاری کر دیا گیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس دوران الفضل قادیان سے مسلسل شائع ہورہا تھا اور ۱۷؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو اس کا آخری پرچہ قادیان سے شائع ہوا تھا۔ اس طرح ۳ دن ایسے تھے جب الفضل پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں سے شائع ہورہا تھا۔

۱۹۴۷ء میں ”الفضل“ کے ابتدائی پاکستانی دور کی ایک بھاری خصوصیت یہ تھی کہ اس زمانہ میں خود حضرت المصلح الموعود اپنی گوناگوں اور بیشمار مصروفیات کے باوجود ”الفضل“ کے لیے پورے التزام کے ساتھ نہایت درجہ معلومات افزا مضامین تحریر فرماتے۔ جو (حضور کا نام لکھے بغیر) ادارہ کی طرف سے شائع کیے جاتے تھے۔حضور کی اس خصوصی توجہ اور غیرمعمولی راہنمائی کی بدولت یہ نیا جاری شدہ اخبار جلد ہی پاکستان کے معیاری روزناموں میں اپنا خاص مقام پیدا کرنے کے قابل ہوگیا۔

ذیل میں حضورؓ کے لکھے ہوئے ان بلند پایہ رشحات قلم کی فہرست دی جاتی ہے جو بطور اداریہ سپرد اشاعت کیے گئے اور جن میں اسلامی دنیا خصوصاً پاکستان کے اہم مسائل پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی تھی۔ یہ فہرست محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے مرتب کی ہے۔

۱۔ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات ۲۰؍ستمبر ۱۹۴۷ء
۲۔ برطانیہ اور مسلمان ۲۰؍ستمبر ۱۹۴۷ء
۳۔ گوالیار کے مسلمان خطرے میں ۲۰؍ستمبر ۱۹۴۷ء
۴۔ قومیں اخلاق سے بنتی ہیں ۲؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۵۔ مشرقی اور مغربی پنجاب کا تبادلہ آبادی ۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء
۶۔ پاکستان کی سیاست خارجہ ۴؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۷۔ کچھ تو ہمارے پاس رہنے دو ۸؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۸۔ قادیان ۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۹۔ سیاست پاکستان ۱۴؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۱۰۔ پاکستان کا دفاع ۱۵؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۱۱۔ پاکستان کا دفاع (۲) ۱۶؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۱۲۔ پاکستانی فوج اور فوجی مخزن ۱۷؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۱۳۔ کشمیر اور حیدرآباد ۱۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء
۱۴۔ کشمیر کی جنگ آزادی ۷؍نومبر ۱۹۴۷ء
۱۵۔ پاکستان کی اقتصادی حالت ۹؍نومبر ۱۹۴۷ء
۱۶۔ کشمیر ۱۲؍نومبر ۱۹۴۷ء
۱۷۔ کشمیر اور پاکستان ۱۴؍نومبر ۱۹۴۷ء
۱۸۔ سپریم کمانڈر کا خاتمہ ۱۵؍نومبر ۱۹۴۷ء
۱۹۔ مسٹر اٹیلی کا بیان ۱۶؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۰۔ صوبہ جاتی مسلم لیگ کے عہدیداروں میں تبدیلی ۲۰؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۱۔ کانگرس ریزولیوشن ۲۱؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۲۔ کانگرس ریزولیوشن ۲۳؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۳۔ تقسیم فلسطین کے متعلق روس اور یونائیٹڈ سٹیٹس کے اتحاد کا راز ۲۸؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۴۔ مسلم لیگ پنجاب کا نیا پروگرام ۲۹؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۵۔ کشمیر کے متعلق صلح کی کوشش ۳۰؍نومبر ۱۹۴۷ء
۲۶۔ آخر ہم کیا چاہتے ہیں ۱۵؍مئی ۱۹۴۸ء
۲۷۔ خطرہ کی سرخ جھنڈی ۲۸؍جنوری ۱۹۴۸ء

(تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۵۶، ۵۷)

الفضل ہندوستان میں مسلمانوں کا قدیم ترین زندہ اخبار ہے۔ یہی وہ واحد اخبار ہے جو قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے پاکستان منتقل ہوا۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں: ”اتنے غیرمسلم اخباروں کی روانگی کے باوجود ہندوستان کا کوئی مسلم روزنامہ لاہور نہ آیا البتہ جماعت احمدیہ کا روزنامہ الفضل قادیان سے لاہور منتقل ہوگیا... اب یہ ربوہ سے نکلتا ہے۔“ (داستان صحافت صفحہ ۱۲۶ مطبع مکتبہ کارواں لاہور) یہ سب خلافت کا کارنامہ ہے۔

الفضل میں شذرات کا دلچسپ سلسلہ

غیروں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے اور الفضل کو پہلے سے زیادہ مفید بنانے کے لیے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خصوصی ہدایت پر شذرات کا ایک دلچسپ علمی سلسلہ شروع کیا گیا جو ۲۰؍اگست ۱۹۵۲ء سے لے کر ۲۷؍فروری ۱۹۵۳ء تک جاری رہا۔ اس نئے کالم کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل تھی کہ حضور نہایت باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اس پر نظر ثانی فرماتے۔حضور کے ملاحظہ کے بعد اس کا مسودہ روزانہ لاہور بھجوادیا جاتا تھا جہاں سے ان دنوں اخبار الفضل کی طباعت واشاعت ہوتی تھی۔ اس تعلق میں حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۲؍اگست ۱۹۵۲ء کو ایک ضروری مکتوب رقم فرمایا جس سے اس کے پس منظر کا پتا چلتا ہے۔حضور نے ایڈیٹر صاحب الفضل کو لکھا ”آپ کو ہدایت جاچکی ہے کہ ایڈیٹوریل چھوٹا لکھا کریں اور موجودہ فتنوں کے متعلق اور قومی مسائل پر زیادہ لکھا کریں اور ایڈیٹوریل کے بعد مولوی دوست محمد صاحب کے لکھے ہوئے شذرات شائع کیا کریں۔... الفضل کے متعلق عام شکایت آرہی ہے کہ اس کا سٹینڈرڈ گر رہا ہے سوائے خاتم النبیین نمبر کے کہ اس کی بیشک بہت تعریف آئی ہے۔ کثرت سے اعتراض ہوتے ہیں جن کے کوئی جواب نہیں دیے جاتے اور اسی لئے ہم نے شذرات لکھوانے شروع کیے ہیں۔“
(تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۴۱۲)

الفضل کی علمی نگرانی اور راہنمائی

حضرت مصلح موعودؓ نہ صرف الفضل کے بانی تھے بلکہ ایک مقدس اور دوربین نظر رکھنے والے روحانی لیڈر بھی تھے اس لیے الفضل پر ہمیشہ آپ کی کڑی نگاہ رہی۔

اچھے مضامین پر حوصلہ افزائی فرماتے اور غلط باتوں پر مدلل تنقید کرکے جماعت کی راہنمائی فرماتے۔ اس کے چند نمونے پیش ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ ۲۹؍جون ۱۹۲۳ء میں اخبارات پڑھنے کے شوق اور دلچسپی کے متعلق فرماتے ہیں (اس وقت الفضل ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا تھا): ”الفضل“ ہفتہ میں دوبار میرے سامنے آتا رہا ہے اور میں اس لحاظ سے کہ سلسلہ کا آرگن سمجھا جاتا ہے اور اس لحاظ سے کہ چونکہ اس کے مضامین ہماری طرف سے سمجھے جاتے ہیں اور ہماری طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ دیکھنے کے لئے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔ یوں تو انسان سے غلطیاں ہوجاتی ہیں۔لیکن اگر کوئی ایسی غلطی ہو جس سے سلسلہ پر حرف آتا ہو۔ تو اس کی اصلاح کروادی جائے الفضل سارا پڑھتا ہوں اور ہمیشہ پڑھتا ہوں۔“ (الفضل ۶؍جولائی ۱۹۲۳ء)

۴؍فروری ۱۹۳۸ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ”میں نے دیکھا ہے کام کی کثرت کی وجہ سے کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ادھر میں کھانا کھارہا ہوتا ہوں اور ادھر اخبار پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ بیویاں کہتی بھی ہیں کہ اس وقت اخبار نہ پڑھیں کھانا کھائیں مگر میں کہتا ہوں میرے پاس اور کوئی وقت نہیں۔“ (خطبات محمود سال ۱۹۳۸ء جلد ۱۹ صفحہ ۶۶)

سفر یورپ ۱۹۲۴ء کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی لکھتے ہیں: ”۸؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو ملاقات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے میرے ہاتھ میں اخبار دیکھ کر فرمایا اخبار آ گیا؟ میں نے عرض کیا حضور الحکم ہے۔ فرمایا الفضل نہیں آیا؟ میں نے پٹنی کے دوستوں سے الفضل بھی منگایا ہوا تھا عرض کیا حضور ہے۔ فرمایا لاؤ۔ میں تو بہت تلاش میں ہوں چنانچہ وہ پیش کیا اور حضور اسے لے کر کمرہ میں تشریف لے گئے۔“ (سفر یورپ ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۱۱)

حضورؓ نے خطبہ ۲۹؍جون ۱۹۲۳ء میں فرمایا: ”جمعہ کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے میں جو غسل کرنے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا تو دروازہ بند کرتے ہوئے الفضل کا ایک ٹکڑا میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور وہ اس کا پہلا صفحہ تھا۔ جو دروازہ کے اوپر چسپاں تھا۔ اس کے اوپر ایک عبارت تھی جو خودبخود میری آنکھوں کے سامنے آگئی اور وہ یہ تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ الہام ایک لمبا عرصہ تک الفضل پر لکھا جاتا رہا ہے۔“ (الفضل ۶؍جولائی ۱۹۲۳ء) اس کے بعد حضور نے اس مضمون پر تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا۔

۱۷؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضورؓ لندن میں تھے۔ الفضل میں ایک نظم پڑھ کر فرمایا کہ ”نظم بالکل غلط ہے۔ الفضل کیوں ایسی نظموں کو چھاپ دیتا ہے۔ اس سے تو اخبار کی بھی ہتک ہوتی ہے اور بعض باتیں تو اس میں قادیان اور حضرت مسیح موعود پر اعتراض ہیں بلکہ کفر تک بھی بن جاتی ہیں۔“ (سفر یورپ صفحہ ۲۷۹)

فرمایا کہ ”الفضل نے ایک بڑی غلطی کی ہے وہ یہ کہ شائع کیا ہے کہ چونکہ ہمارے اخبارات کابل نہیں جاسکتے۔ لہٰذا مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت کے متعلق نفرت کے ریزولیوشن یہاں نہ بھیجے جائیں۔ یہ ٹھیک نہیں تھا۔ ہمارے اخبارات کابل میں جاتے یا نہ جاتے۔ لوگوں کو دلوں کی بھڑاس تو نکال لینے کے لئے موقعہ دینا چاہئے تھا۔ ایک آدمی کسی جنگل بیابان میں ہوتا ہے۔ اس کو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس کی آواز کوئی نہیں سن رہا اور کوئی اس کی مدد نہیں کرسکتا۔ مگر وہ روتا پکارتا اور چیختا ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے۔ اس کو روکنا گویا فطرت کو مارنا ہے۔“ (الفضل ۱۵؍نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۶)

حضورؓ نے خطبہ جمعہ ۲۸؍اگست ۱۹۳۶ء میں فرمایا: ”پچھلے جمعہ میں نے الفضل میں ایک دلچسپ بحث دیکھی اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ کا ماٹو کیا ہونا چاہئے اس مضمون پر دو دوستوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جو اخبار الفضل میں شائع ہوچکے ہیں اور یہ دونوں اصحاب میرے ماموں ہیں۔ اسی ماٹو کے بارہ میں ایک تیسرا مضمون بھی میری نظر سے گزرا ہے۔جس کے بارہ میں مجھے ابھی تک یہ علم نہیں ہے کہ وہ اخبار میں بھی شائع ہوا ہے یا نہیں؟“ (الفضل ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۱) اس کے بعد حضور نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء میں فرمایا: ”کچھ دن ہوئے الفضل میں حضرت عمر کی سادگی کے متعلق بعض مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے کپڑوں پر ۱۲ پیوند ہوتے تھے۔ اب ایک دفعہ کے متعلق تو یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن ۱۲ پیوند ہوتے تھے کے معنے تو یہ ہیں کہ جب بھی وہ کوئی نیا کپڑا پہنتے تھے۔ اس میں قینچی سے ۱۲ موریاں کرکے ۱۲ پیوند لگالیتے تھے۔ حالانکہ اسے کوئی عقل تسلیم نہیں کرسکتی۔ پھر ۱۲ پیوند لگانے کوئی ذاتی خوبی نہیں کہ اسے بیان کیا جائے اور اس پر زور دیا جائے۔“

اس کے بعد حضورؓ نے تفصیل سے اپنا موقف بیان فرمایا ہے۔ (خطابات شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

حضورؓ نے تحریر فرمایا: ”۱۹؍دسمبر کے الفضل میں ایک افتتاحیہ حکومت برطانیہ میں تازہ انقلاب کے نام سے چھپا ہے میں اس کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں گو جو کچھ الفضل میں شائع ہوتا ہے ضروری نہیں کہ میری نظروں سے گزرے نہ یہ ضروری ہے کہ اسے پڑھ کر اگر مجھے اختلاف ہو تو میں اس اختلاف کا اظہار کروں کیونکہ الفضل اجمالی طور پر جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے نہ کہ تفصیلی طور پر۔ تفصیلی طور پر لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر اختلاف پر گرفت کی جائے بعض باتوں کو ایسی اہمیت نہیں دی جاتی کہ علم ہونے پر بھی ان کی تردید کی جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مقالہ کی تردید ضروری ہے کیونکہ اس میں بعض اصول کا سوال ہے۔“ (الفضل ۲۲؍دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۱) اس کے بعد حضورؓ نے تفصیلی دلائل دے کر الفضل کے مضمون سے اختلاف کیا اور راہنمائی فرمائی۔

الفضل میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق کئی مضامین شائع ہوئے جن میں سے بعض حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تحریرات کے خلاف تھے۔ اس کا نوٹس لیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ”پھر مجھے الفضل پر بھی تعجب آتا ہے۔ الفضل سلسلہ کا آرگن ہے اور الفضل کے ایڈیٹر گو عالم نہ ہوں۔ مگر خداتعالیٰ نے ان کو دماغ دیا ہوا ہے۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں تھا کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی نصوص صریحہ پیش ہوجانے کے بعد کسی شخص کا مضمون نہ لیں۔ چاہے وہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو... محض اس لئے کہ وہ مولوی ابوالعطاء صاحب کا ہے۔ جو سلسلہ کے نوجوان علماء میں سے سابقون میں نظر آرہے ہیں۔ حالانکہ مولوی ابوالعطاء کیا اگر اس مضمون پر مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ یا میر محمد اسحٰق صاحب یا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا نام بھی لکھا ہوا ہوتا تو الفضل والوں کا فرض تھا کہ وہ کہتے تم سب شاگرد اور تابع ہو اپنے آقا کے...

الفضل سلسلہ کا اخبار ہے وہ اس لئے جاری نہیں کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی باتوں کی تردید کی جائے بلکہ اس لئے جاری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اس کے ذریعہ دنیا میں پھیلائی جائے اور گو یہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے۔ مگر جو شخص اسی بات کی تنخواہ لیتا ہو اس کی تو یہ انتہائی بددیانتی ہوگی اگر وہ دیدہ و دانستہ ایسا کرے اور سلسلہ کا کارکن ہوتا ہوا کام وہ کرے جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو رد کرنے والا ہو۔ ان کو تو مقرر اس لئے کیا گیا

ہے کہ وہ ان باتوں کو شائع کریں جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی اشاعت کرنے والی ہوں۔“ (الفضل ۳؍ دسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۳)

خطبہ جمعہ ۱۸؍ نومبر ۱۹۳۸ء میں فرمایا: ”چار دن ہوئے الفضل میں قاضی اکمل صاحب کا ایک مضمون حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی کے متعلق شائع ہوا ہے جو تحریک جدید کے ذریعہ پوری ہوئی۔ وہ دراصل ایک پرانا کشف ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا۔ یہ رویا حضرت مسیح موعودؑ کو ۵ ہزار سپاہی ملنے کے متعلق ہے اس رویاء کا ذکر کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ اس رویا کے متعلق میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ تحریک جدید میں قربانیاں کرنے والوں کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں نے منشی برکت علی صاحب فنانشل سیکرٹری سے پوچھا کہ تحریک جدید کے چندہ میں حصہ لینے والوں کی کس قدر تعداد ہے تو انہوں نے بتایا کہ پانچ ہزار چار سو بائیس۔ چونکہ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ نادہند ہوتے ہیں اس لئے اگر ان کو نکال دیا جائے تو پانچ ہزار ہی تعداد بنتی ہے۔“ (خطبات محمود ۱۹۳۸ء جلد ۱۹ صفحہ ۸۲۶)

جلسہ جوبلی ۲۸؍ دسمبر ۱۹۳۹ء کو فرمایا: ”جب سے یہ خلافت جوبلی کی تحریک شروع ہوئی ہے میری طبیعت میں ہمیشہ ایک پہلو سے انقباض سا رہتا آیا ہے اور میں سوچتا رہا ہوں کہ جب ہم خود یہ تقریب منائیں تو پھر جو لوگ ”برتھ ڈے“ یا ایسی دیگر تقاریب مناتے ہیں انہیں کس طرح روک سکیں گے۔ اب تک اس کے لیے کوئی دلیل میری سمجھ میں نہیں آسکی اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے نتیجہ میں ایسی رسوم جماعت میں پیدا نہ ہو جائیں جن کو مٹانے کے لئے احمدیت آئی ہے۔ ...میں یہی سوچتا رہا ہوں کہ ایسا کرتے ہوئے ہم کوئی ایسا روشن دان تو نہیں کھول رہے کہ جس سے شیطان کو حملہ کا موقع مل سکے اور اس لحاظ سے مجھے شروع سے ہی ایک قسم کا انقباض سا رہا ہے کہ میں نے اس کی اجازت کیوں دی اور اس کے متعلق سب سے پہلے انشراح صدر مجھے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون الفضل میں پڑھ کر ہوا جس میں لکھا تھا کہ اس وقت گویا ایک اور تقریب بھی ہے اور وہ یہ کہ سلسلہ کی عمر پچاس سال پوری ہوتی ہے۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ تقریب کسی انسان کے بجائے سلسلہ سے منسوب ہوسکتی ہے اور اس وجہ سے مجھے خود بھی اس خوشی میں شریک ہونا چاہئے۔“ (خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء میں فرمایا: ”ہم لوگوں پر بڑی ذمہ داری ہے آئندہ نسلیں ہم کو انتہائی ادب اور احترام کی نظر سے دیکھیں گی۔ اس زمانہ میں ایک یہ خرابی پیدا ہو چکی ہے کہ روایات بہت غلط ہو جاتی ہیں کیونکہ اس زمانہ میں کتابوں کی اشاعت عام ہو جانے کی وجہ سے حفظ کرنے کی عادت بہت کم ہوگئی ہے۔ پچھلے دنوں ”الفضل“ میں بعض غلط روایات شائع ہوئیں میں نے خود تو ان کی تردید مناسب نہ سمجھی مگر بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے کہا کہ آپ کو تو سب واقعات کا علم ہے آپ کیوں صحت نہیں کرتے؟ میاں مہر اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ ایک دفعہ یہاں ڈپٹی کمشنر آیا تو حضرت مسیح موعودؑ خود اس کے استقبال کے لئے گئے۔ حالانکہ ڈپٹی کمشنر نہیں بلکہ فنانشل کمشنر آیا تھا اور آپ خود تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ آپ نے مجھے دوسرے دوستوں کے ساتھ بھیجا تھا۔“ (خطبات شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۲۶)

مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء میں فرمایا: ”یہ بھی کہا گیا ہے کہ روزانہ اخبار کی ضرورت نہیں ہفتہ وار ہی کافی ہے۔ اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ پانچ نمازوں کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازیں کیوں فرض کر دیں جبکہ ہر نماز میں وہی بات دہرائی جاتی ہے، ساری عمر میں ایک ہی نماز کافی تھی۔ ہر دو تین گھنٹے کے بعد نماز کا حکم کیوں دے دیا گیا؟ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز کا تکرار ضروری قرار دیا ہے اسی طرح دین کی باتوں کا تکرار بھی ضروری ہے۔ یہ بات بھی صحیح نہیں کہ مولوی ابو العطاء کے مضامین کے سوا الفضل میں کام کا کوئی مضمون ہی نہیں ہوتا۔ میں علماء کے مضامین کا اس وقت ذکر نہیں کرتا۔ لاہور کے ایک طالب علم خورشید احمد صاحب کے مضامین بعض اوقات الفضل میں چھپتے ہیں جو بہت اچھے ہوتے ہیں اور میں ہمیشہ ان کو دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ حوالے بھی گو بالکل نئے تو نہیں ہوتے تاہم ایسے ضرور ہوتے ہیں جو عام طور پر مستعمل نہیں ہیں۔ پس یہ بالکل صحیح نہیں کہ مولوی ابو العطاء کے مضامین کے سوا کوئی اچھا مضمون نہیں ہوتا۔ پھر میر محمد اسحٰق صاحب کا درس حدیث چھپتا ہے۔ اس کی کسی بات سے مجھے اختلاف بھی ہوسکتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ وہ بہت مفید سلسلہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی زندگی کے واقعات نہایت مؤثر پیرایہ میں اور تکرار کے ساتھ سامنے آتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ علمی اور عملی دونوں لحاظ سے بہت مفید ہے۔“ (خطبات شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۴۱)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء کے دوسرے دن ۲۷؍ دسمبر کو الفضل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”میں اصل تقریر سے قبل الفضل کی اشاعت کو بڑھانے کی بھی تحریک کرتا ہوں۔ اس سال الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوا تھا اور وہ فتنے کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے باقی سارے لٹریچر سے زیادہ کامیاب رہا۔ اس کا مضمون ایک تھا۔ مگر اس کے متعلق مختلف پہلوؤں کو جمع کر دیا گیا تھا۔ گویا وہ ایک باغیچہ تھا جس میں مختلف پھل اور پھول جمع کر دیے گئے تھے۔ مگر خوبی یہ تھی کہ وہ سب ایک ہی قسم کے تھے۔ چنانچہ ختم نبوت کے مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں۔ قرآن مجید کی آیات، احادیث نبوی اور ائمہ سلف کے خیالات کو جمع کر دیا گیا تھا تا کہ ہر قسم کی طبائع کو اپنے اپنے مذاق کے مطابق مواد مل سکے۔ جماعتوں کی طرف سے جو اطلاعیں آئیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مخالفوں نے بھی مانگ مانگ کر یہ پرچہ پڑھا ہے۔ ان میں سے متعدد نے بعد میں اس خیال کا اظہار کیا کہ پہلے ہم احمدیت کو ایک خلاف اسلام تحریک سمجھتے تھے مگر اس نمبر کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ احمدی اسلام کے یا قرآن کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے ان کا اختلاف محض تاویل کا اختلاف ہے۔ متعدد جماعتوں نے خاتم النبیین نمبر کے متعلق لکھا کہ اس کی اشاعت کے بعد مخالفت کی رو بدل گئی۔ پس الفضل کی اشاعت کو بڑھانے کی کوشش کرو۔“ (الفضل ۳۱؍ دسمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۳)

کئی بار مجالس شوریٰ میں الفضل سے متعلق تجاویز پیش ہوئیں۔ بعض احباب نے جب الفضل پر تنقید کی تو حضورؓ نے جماعت کو الفضل کی مشکلات اور وسائل سے مطلع فرمایا اور ادارہ کو بھی اپنی کارکردگی بہتر بنانے کی تاکید فرمائی۔ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء میں فرمایا: ”ایک دوست نے کہا ہے کہ خبریں چار روز کی باسی ہوتی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے بعض دوست ایسی غلط باتیں کہنے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ ممکن ہے کوئی ضروری خبر ایک دن رہ جائے تو بعد میں بھی دے دی جائے۔ اگر کسی ایسی خبر کی بناء پر خبروں کو باسی کہا گیا ہے تو ایسی باسی خبریں تو سول اور سٹیٹسمین میں بھی ہوتی ہیں۔ ورنہ یوں میں نے دیکھا ہے کہ الفضل کی خبریں سول کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ایک خبر میں صبح الفضل میں پڑھ لیتا ہوں تو بعد میں سول آتا ہے تو اس میں بھی وہی ہوتی ہے۔ (آنریبل سر ظفراللہ خان صاحب نے بھی اس بات کی تائید آہستہ سے کی) پس یہ بالکل غلط ہے کہ چار چار روز کی باسی خبریں اس میں ہوتی ہیں۔ خبریں سول کے ساتھ ہوتی ہیں بلکہ بعض لوگ تو یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ یہ خبریں کہیں سے چوری کی جاتی ہیں۔...الفضل والوں کے پاس کوئی ہوائی جہاز تو ہیں نہیں کہ اسی روز اخبار کالاباغ پہنچا دیں۔ انسان کو چاہئے کہ بات کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ اس میں معقولیت کہاں تک ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سول اور دوسرے اخبار جو لاہور سے نکلتے ہیں دوسرے شہروں میں پہلے پہنچ جاتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور سے صبح سویرے گاڑیاں چلی جاتی ہیں اور الفضل وہاں بعد میں پہنچتا ہے۔ اگر تو گاڑیاں شام کو چلیں تو الفضل بھی ان کے ساتھ پہنچ سکتا ہے مگر وہ تو لاہور سے صبح سویرے پوسٹ ہو جاتے ہیں اور الفضل شام کو لاہور پہنچتا ہے، ایسی صورت میں دونوں کا مقابلہ کس طرح ہوسکتا ہے۔“ (خطبات شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۴۱)

حضورؓ الفضل کے بجٹ پر بھی خصوصی نظر رکھتے تھے۔ مجلس شوریٰ ۱۹۳۷ء میں فرمایا: ”جب میں نے الفضل کے بجٹ کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ الفضل کا مالی پہلو خطرناک ہو رہا ہے۔ چونکہ خود میں نے الفضل جاری کیا تھا اس لئے مجھے بھی چھپوائی کا تجربہ ہے اور میں بجٹ کو دیکھتے ہی سمجھ جاتا ہوں کہ اس میں کس جگہ غلطی ہو رہی ہے۔ اسی وجہ سے میں نے الفضل کے بجٹ کی تفصیلات محکمہ متعلقہ سے طلب کیں۔“ پھر حضورؓ نے تفصیل سے بجٹ کے بارہ میں ہدایات دیں۔ (خطبات شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

الفضل کی بندش ۱۹۵۳ء

۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات میں ایک ظالمانہ فعل یہ بھی کیا گیا کہ صوبہ پنجاب کی مسلم لیگی حکومت نے ۲۷؍ فروری ۱۹۵۳ء کو جماعت احمدیہ پاکستان کے واحد روزنامہ الفضل کی اشاعت ایک سال کے لیے جبراً بند کر دی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۹)

حضورؓ نے خدا تعالیٰ کی تحریک خاص سے ۳؍ مارچ ۱۹۵۳ء کو جماعت احمدیہ کے نام پُرشوکت پیغام دیا۔ جو ۴؍ مارچ کو ہفت روزہ فاروق کے صفحہ اول پر جلی قلم سے شائع ہوا اور ملک بھر میں پہنچ گیا۔ فرمایا: ”الفضل کو ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اس میں سب طاقت ہے ہم مختلف اخباروں میں یا خطوں کے ذریعہ سے آپ تک سلسلہ کے حالات پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ آپ کو اندھیرے میں نہیں رہنے دیں گے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں، انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔ (خاکسار مرزا محمود احمد ۳-۳-۵۳)“

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے ۱۵؍ جولائی ۱۹۵۰ء سے پندرہ روز اخبار المصلح جاری کیا تھا۔ الفضل لاہور کی بندش کے بعد المصلح کراچی کو روزنامہ کی شکل دینے کی کوشش شروع ہوئی جو ۲۹؍ مارچ ۱۹۵۳ء کو کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور ۳۰؍ مارچ ۱۹۵۳ء کو اس اخبار کی روزانہ اشاعت کا آغاز ہوگیا۔ اب المصلح کراچی عملاً الفضل کا ہی دوسرا ایڈیشن تھا۔ اس کی اشاعت اور ادارت کے جملہ انتظامات بھی الفضل کا مستعد اور فرض شناس سٹاف ہی انجام دیتا تھا۔ اور ۳۱؍ مارچ ۱۹۵۴ء تک یعنی الفضل کے دوبارہ اجرا تک نہایت باقاعدگی سے روزنامہ کی شکل میں شائع ہوتا رہا۔ (تاریخ احمدیت کراچی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

اس کے علاوہ بھی الفضل کو متعدد بار بندش اور دیگر ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ چنانچہ ۱۹۸۴ء میں ۴سال، ۱۹۹۰ء میں ۲ ماہ ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۶ء میں بھی ایسے ہی اقدامات کیے گئے۔ الفضل جسے ایک ملک میں پابندیوں کا نشانہ بنایا گیا اسے خدا نے عالمی شہرت عطا کی اور ۱۹۹۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا اجرا کیا۔

الفضل کا عربی ایڈیشن

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ ۹؍ مارچ ۱۹۴۵ء میں فرماتے ہیں: ”میری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ ان دنوں بیمار ہیں۔ کل میں ان سے ملنے گیا تو ان کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا۔ میرے وہاں پہنچتے ہی انہوں نے کہا کہ جب سے نواب صاحب فوت ہوئے ہیں، میں نے ان کو خواب میں نہ دیکھا تھا۔ آج رات پہلی دفعہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا ہے اور انہوں نے جو خواب سنایا، وہ بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ نواب صاحب مرحوم اپنے خاندان کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو بیماری کی حالت میں بھی ان کو تبلیغ کرتا رہا اور جب میری زبان بند ہوگئی تو میں اشاروں سے ان کو تبلیغ کرتا رہا۔ یہ بات کہتے کہتے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ بڑی خوشی کی خبر آئی ہے، بڑی خوشی کی خبر آئی ہے۔ مصر اور لیبیا وغیرہ عربی ممالک میں احمدیت خوب پھیل گئی ہے۔ یہاں تک کہ اب الفضل کا ایک عربی ایڈیشن بھی شائع ہونے لگا ہے اور عربی ممالک کے بادشاہ اور بڑے بڑے لوگوں کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک کہ وہ اسے پڑھ نہ لیں۔“ (الفضل ۱۴؍ مارچ ۱۹۴۵ء) معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقبل کی پیشگوئی ہے اللہ اس کے متعلق بہتر جانتا ہے۔

خلافت ثالثہ اور رابعہ

خلافت ثانیہ کے بعد خلافت ثالثہ ......باقی صفحہ ۵۳ پر......

اخبار الفضل
تاریخ کا امین، مستقبل کا حوالہ

(آصف محمود باسط۔ یوکے)

جس الفضل نے اس جماعت کی تاریخ سمیٹ رکھی ہے جو آخری زمانے کی آخری خدائی جماعت ہے، وہ بھلا کہاں سوشل میڈیا کی ہواؤں کے آگے جھکنے والی ہے؟

جنگِ عظیم اوّل تو جدید عالمی تاریخ کا ایک اہم سنگِ میل ہے ہی، مگر اس کے فوری بعد پیدا ہونے والے حالات اس سے بھی زیادہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس دور کے دیگر بہت سے پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو اقوامِ عالم میں قومیت کے شعور کی بیداری ہے۔ یہی زمانہ تھا جب اقوام میں نوآبادیاتی طاقتوں اور بادشاہتوں سے بیزاری اور تحریکاتِ آزادی کا سلسلہ شروع ہوا اور دنیا کے نقشے پر قومی ریاستیں یا نیشن سٹیٹس کا ظہور عمل میں آیا۔

اکثر خطوں کے پاس قومیت کے شعور کی بیداری کی بنیادیں لسانیات سے اٹھائی گئیں مثلاً فرانس میں فرانسیسی قوم، جرمنی میں جرمن قوم اور سپین میں ہسپانوی قوم کو یکجا کرنے والا سب سے مضبوط ذریعہ ان کی زبان ٹھہری۔ مگر دنیا کے سب سے بڑے نوآبادیاتی خطے ہندوستان میں انگریز راج سے بیزاری کی لہر تو پیدا ہوئی مگر مقامی آبادی کو قومی تشخص کے حوالے سے کوئی مضبوط بنیاد میسر نہ آسکی۔ اس قدر وسیع وعریض خطہ زمین، کہ جسے بجاطور پر برصغیر کہا جاتا تھا، میں سینکڑوں اقوام آباد تھیں جو سینکڑوں ہی زبانیں بولتی تھیں اور درجنوں ثقافتوں کے رنگ میں رنگین تھیں۔

مذاہب بھی درجنوں تھے اور سبھی مذاہب میں فرقہ واریت نے مزید تقسیم پیدا کر رکھی تھی۔ ایسے میں جس قوم کو بالادستی حاصل تھی وہ ہندو قوم تھی جو مذہبی بنیاد پر ایک اکثریتی قوم تھی۔ اور ہندومت کے عقائد میں بھارت ماتا کو ممتاز مقام حاصل ہونے اور قدیم ہندو تہذیب کی جنم بھومی ہونے کے باعث ہندو قوم اس خطہ زمین پر اپنا پیدائشی حق سمجھتی اور اسے منوانے کے لیے کوشاں تھی۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جونہی انگریز کی گرفت اپنی نوآبادیات پر ڈھیلی پڑنا شروع ہوئی، ہندوستان میں بھی سواراج یعنی خود مختاری کی جذبات متحرک ہوئے اور ہندو، ہندوستان کے مالک و مختار بن کر سواراجی تحریکات میں سرگرمِ عمل ہوگئے۔ ایسے میں دیگر اقوام کو اپنا تشخص قائم کرنے کے لیے جو عوامل میسر آسکے، ان میں مذہب کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی۔

مسلمانانِ ہندوستان اکثریت میں تو نہ تھے مگر ایک بہت بڑی اقلیت تھے اور صدیوں سے ہندوستان میں آباد رہنے اور اس پر حکمرانی کرنے کے باعث اسے اپنا وطن خیال کرتے تھے۔ مگر انگریز حکومت بھی ہندو اکثریت کی طاقت کو فیصلہ کُن حیثیت دے چکے تھے اور یہ جھکاؤ کانگریسی سیاست (آل انڈیا نیشنل کانگریس) اور کانگریس نواز حکومتی پالیسیوں میں صاف جھلکتا تھا۔

ایسے میں مسلمانانِ ہند کے لیے اپنا قومی تشخص اجاگر کرنا اور اسے منوانا ایک محال تر امر بن گیا اور کئی جہتوں پر اس کام کے لیے کوششوں نے زور پکڑلیا۔ ایسے میں صحافت نے ایک اہم کردار ادا کیا اور مسلمان عوام تک، جن کی اکثریت ناخواندہ تھی، اس قومی تشخص کی آواز پہنچنا شروع ہوئی جو کسی بھی طرح کے تشخص اور شعور سے بے بہرہ تھے۔

برطانوی ہندوستان میں مسلم یا مسلم رجحانات رکھنے والے اخبارات پہلی جنگِ عظیم سے پہلے بھی موجود تھے مگر ان میں وہ نیشنلسٹ رنگ نمایاں نہ تھا جو جنگ کے بعد ابھر کر سامنے آنے لگا۔ مثلاً ”جامِ جہاں نما“ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے سے قائم تھا اور ہمیشہ انگریز نواز رہا تھا، مگر اس اخبار نے بھی نیشنلسٹ رویہ اپنالیا اور قوم پرستی کی پرچار اس رنگ میں شروع کی کہ گویا مسلمانوں کو بغاوت پر اکساتا نظر آیا۔

”دہلی اردو اخبار“ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں قائم ہوا مگر پھر ۱۸۵۷ء کے غدر میں اپنا نام اخبار الظفر رکھ کر گویا بہادر شاہ ظفر کی حمایت میں لکھنے لگا۔ یعنی مسلمانوں میں قومی تشخص کو اجاگر کرنے کے لیے سلطنتِ مغلیہ کی حمایت کا سہارا لیا، جو خود سہاروں کی محتاج اور تاراجی کے دہانے پر کھڑی تھی۔

ایسے اخبارات نے مسلمانوں میں قومی تشخص اجاگر کرنے کے نام پر بدامنی اور بغاوت کے بیج بوئے جو اس امر کا صاف آئینہ دار ہے کہ برطانوی ہندوستان میں مسلم صحافت انگریز مخالف تو ضرور تھی، مگر مسلمانوں کی ہمدرد نہ تھی۔ ایک ایسی قوم جو نہ تعلیم یافتہ تھی، نہ سرکاری عملداری میں کہیں نمایاں مقام پر تھی، نہ متحد تھی، ایسی قوم میں بدامنی اور بغاوت کے بیج بونا ایک ناعاقبت اندیش اور مہلک روش تھی۔ مگر یہی روش ہندوستان میں مسلم صحافت کی بنیاد ٹھہری اور جنگ عظیم کے بعد یہی روش گویا حکمتِ عملی کی شکل اختیار کرگئی۔

اس صورتحال میں الفضل پنجاب کی صحافت کے افق پر طلوع ہوا۔ اس کا اجرا اگرچہ جنگِ عظیم اوّل سے ایک سال پہلے عمل میں آیا، مگر جنگ کے دوران اور مابعد حالات میں اسے نمایاں کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔

قادیان سے جاری ہونے اخبار الفضل کی بنیادیں دینی تھیں جنہیں اس کے ملی رجحانات کو سمجھنے کے عمل میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جو کہ خالصتاً مذہبی جماعت تھی اور سیاسی مقاصد سے بالاتر تھی۔ آپؑ کے وصال کے بعد آپؑ کی جماعت کا ایک حلقہ اس سیاسی ماحول کا اثر لیے بغیر نہ رہ سکا جس کا اجمالاً اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ حقِ خود ارادی، خود مختاری، جمہوری عمل اور ایسے بہت سے تصورات کی غلط اور منفی تشہیر نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لیا اور حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت کی ایک قلیل تعداد بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہی۔

جیسا کہ ہر نبی اور مذہبی پیشوا کے بعد ہوتا آیا ہے، یہ خلا اپنے ساتھ عقائد کی تشریح اور تفہیم کے مسائل لے کر آیا اور سب سے پہلا مسئلہ جانشینی کا ٹھہرا۔ جماعتِ احمدیہ کی اکثریت حضرت مرزا صاحبؑ کی تصنیف ”الوصیت“ میں مذکور ”قدرتِ ثانیہ“ سے مراد خلافت لیتی رہی، جب کہ ایک قلیل تعداد نے اس سے مراد جمہوری طرز پر انجمنِ معتمدین کو سمجھا جو کہ ایک انتظامی انجمن تھی۔ اس انجمن کی سربراہی خلیفہ کے ہاتھ میں دینے کی بجائے اس انجمن پرست اقلیت نے مغربی جمہوری طرز پر قائم کرنا چاہی اور اس اختلاف کی بنا پر الگ بھی ہوگئے۔ جو ان سے متفق نہ تھے، انہوں نے خلافت کو ترجیح دی اور خلافتِ راشدہ کی طرز پر اس جماعت کی سربراہی، انجمن سمیت، خلیفہ کے سپرد کرنے کے حق میں رائے دی۔

جماعتِ احمدیہ میں یہ دو مکاتبِ فکر خلیفۂ اوّل حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ کے زمانے میں تشکیل پا رہے تھے۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کا خلافت کا منصب قبول کرلینا ہی ان کے رجحان کو ظاہر کرنے کو کافی تھی، مگر اس کے باوجود آپؓ نے بڑی تصریح کے ساتھ خلافت ہی کو جماعت احمدیہ کی سربراہی کا واحد راستہ قرار دیا۔

آپؓ کی زندگی کے آخری سالوں میں اختلافِ رائے کی یہ خطوط زیادہ گہری ہونے لگیں، اور ۱۹۱۳ء میں آپؓ کی سرپرستی میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ نے اخبار الفضل کا اجرا فرمایا۔ یہ اخبار خلافتِ احمدیہ کی حمایت کا علم لے کر اٹھا اور باغیانہ خیالات جو بے جا طور پر ہندوستانی مسلمانوں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھے، کے خلاف آواز بن گیا۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ الفضل کی بنیاد باغیانہ روش کے خلاف اٹھائی گئی اور ابتداً جس تدبیر کو جماعت احمدیہ کے اندرونی مسئلہ کے حل کے طور پر دیکھا گیا، اسی کا وسیع تر اطلاق ہندوستانی مسلمانوں کے مسئلہ کے حل کے طور پر کارگر ہوا۔

جنگِ عظیم اوّل کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی صحافت کے دو دھڑے بن چکے تھے۔ ایک وہ جو مسلمانوں میں بے چینی اور بغاوت کے بیج بوتا تھا، دوسرا وہ جو انگریز کی حمایت پر اکساتا رہتا تھا۔ ایسے میں الفضل ایک ایسے اخبار کے طور پر ابھرا جو درمیانی راہ پر چلتا اور فریقین کو مبنی بر عقل اور دوراندیش تدابیر کی طرف توجہ دلاتا۔

اس لحاظ سے الفضل کی خدمات کا سلسلہ بہت طویل ہے اور قریب تین دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اور یہاں نہ گنجائش ہے نہ محل کہ ان تین دہائیوں کی تفصیل میں اترا جائے۔ تاہم اختصار سے یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ جہاں جلیاں والا باغ میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والے اندوہناک ظلم پر بلند والی آوازوں میں الفضل صفِ اوّل میں تھی، وہاں مسلمانوں کی ترکِ موالات کی تحریک میں شمولیت کی مذمت کرنے اور اسلامی شعار کی طرف توجہ مبذول کروانے میں یقیناً اوّلین اور بلند ترین آواز تھی۔

جب تحریکِ خلافت جیسی خالصتاً سیاسی تحریک کو مذہبی لبادہ پہنایا گیا اور اسے مسلمانوں میں قومی تشخص اجاگر کرنے کے لیے ایک سیاسی ہتھکنڈا بنایا گیا، تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ، امام جماعت احمدیہ، کی طرف سے برمحل اور دوررس نصائح بھی الفضل ہی کی زینت بنیں۔ مگر ساتھ ہی انگریز حکومت کو سلطنتِ عثمانیہ کی تاراجی سے روکنے کے لیے جو دلائل دیے جاسکتے تھے، وہ بھی الفضل ہی کی زینت بنتے رہے۔

مغربی پریس میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے بنانے کا رواج جدید تاریخ میں ۱۹۲۵ء میں شروع ہوا جب لندن کے اخبار The Star نے آپؐ کی شان پر حملہ کرنے والا ایک خاکہ شائع کیا۔ لندن میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اور نمائندہ امام جماعت احمدیہ کے ایما پر مولانا عبدالرحیم دردؓ نے جس طرح پرزور مگر پرامن احتجاج کیا، اس کی تفصیلات الفضل میں شائع ہوتی رہیں اور وہ معذرت کے خطوط جو اخبار کے مدیر، کارٹونسٹ اور برطانوی وزیر داخلہ کی طرف سے موصول ہوئے وہ بھی الفضل کی زینت بنے۔

یوں گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ پر جو آج تک امتِ مسلمہ کے لیے ایک اہم چیلنج ہے، اس اخبار میں یہ احتجاج اور اس کے مثبت نتائج محفوظ ہوگئے جو جدید مورخین کی نظر میں آج تک اس مسئلہ پر سب سے پرزور اور نتیجہ خیز احتجاج کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ (ملاحظہ کریں الفضل انٹرنیشنل ۶؍اپریل ۲۰۲۱ء)

کشمیری مسلمانوں کے حقوق جب ڈوگرہ راجاؤں اور ان کے انگریز سرپرستوں کے ہاتھوں بری طرح پامال تھے، ان بے آواز مسلمانوں کو آواز دینے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے مسلمان عمائدین نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی۔ عمائدین میں نواب ذوالفقار علی خان، خواجہ حسن نظامی اور علامہ محمد اقبال جیسے مشاہیر شامل تھے۔ ممتاز صحافی مولانا غلام رسول مہر (مدیر انقلاب) اور سید حبیب (مدیر سیاست) بھی بعد میں شامل ہوئے۔ علامہ محمد اقبال نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کا نام بطور صدر پیش کیا جو اتفاقِ رائے سے منظور ہوا اور کشمیری مسلمانوں کی تحفظِ حقوق، حقِ رائے دہی اور آزادی کی پہلی منظم تحریک کی بنیاد رکھ دی گئی۔

اس کمیٹی کے بارے میں بہت کچھ جو لکھا جاتا ہے وہ سیاسی

زاویہ سے ہوتا ہے۔ تاہم اس کمیٹی کی ایک دینی اور ملی جہت بھی ہے جس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ سیاسی اعتبار سے یہ پہلی تحریک تھی جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو کشمیری مسلمانوں کے مصالح کے لیے منظم اور متحد کرنے کی غرض سے قائم ہوئی۔

امام جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے strategy تیار کی اور اس کے مطابق مہاراجہ اور انگریز حکومت سے سفارتی سطح پر تبادلہ ٔخیال کیا۔ مالی تحریکات کا آغاز کیا۔ ملک کے طول و عرض میں کشمیر ڈے منائے جانے کا اہتمام کیا اور یوں مسلمانانِ ہند کو ایک مقصد کے لیے ایک قیادت کے پیچھے چلنے کی وہ مثال حاصل ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے۔ جو قارئین یہ سہرا محمد علی جناح کے سر باندھتے ہیں، وہ یہ درستی کر لیں کہ یہ سہرا اگر کسی کے سر جاتا ہے تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کے سر جاتا ہے، ورنہ جناح صاحب بھی تمام مسلمانوں کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکے۔

کشمیر کمیٹی اور اس کے مسلمانوں کو متحرک کرنے کا یہ نظارہ جہاں بے نظیر تھا، وہاں حکومت، ڈوگرہ راج اور مسلمانوں ہی میں سے احمدیہ مخالف مکاتبِ فکر کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا بھی تھا۔ امام جماعتِ احمدیہ، جنہیں جماعت احمدیہ خلیفہ کے طور پر مانتی تھی، کے ہاتھ پر سب مسلمانوں کا متحد ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ خلافت ہی مسلمانوں کے اتحاد کی واحد اور آخری امید ہے۔ مگر عقائد کا اختلاف اس امر کے اعتراف میں آڑے آیا اور وہ مسلمان عمائدین جو خلافت کے نام پر سیاسی تحریکات چلاتے نہیں تھکتے تھے، اس اہم دینی مسئلہ پر خلافت کو کارگر دیکھ کر بھی منحرف ہو گئے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی تمام کارروائیاں ۱۹۳۰ء کے ابتدائی سالوں کے الفضل کے پرچوں میں محفوظ ہیں۔ آج مورخین جب برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ کے اس اہم موڑ پر قلم اٹھاتے ہیں، تو امام جماعت احمدیہ کو خراجِ تحسین پیش کیے اور اخبار الفضل کا حوالہ دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

پس خلافت کے مسئلہ پر اختلاف کر کے جماعت احمدیہ سے جدا ہو جانے والا گروہ ہو، یا تمام امتِ مسلمہ، آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی تاریخ، جو الفضل میں روز بروز محفوظ ہوتی رہی اور ہمیشہ قائم رہے گی، اس بات کا ثبوت رہے گی کہ خلافت ہی امتِ مسلمہ کے اتحاد کا واحد ذریعہ ہے۔ تاریخ کی اس ڈور کو پکڑے وہ چلتے چلتے اس کے منبع و ماخذ یعنی خلافتِ احمدیہ تک ہی پہنچیں گے۔ کہیں اور نہیں۔

یوں درمیانی راہ سے مسلمانوں کو ایک تشخص دینے کے اہم کام میں الفضل کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں جوش کے ساتھ ہوش کا سامان بھی تھا۔ محض انتہا پسند رجحان نہ تھا۔ یہی نہج تھی جس پر بعد میں مسلمانانِ ہند متحد ہوئے اور آزادیٔ ہند اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ کیونکہ آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنا بنیادی ایجنڈا اسی نہج پر رکھا۔

۱۹۲۴ء کا سال خلافتِ اسلامیہ کی تاریخ میں ایک اہم سال ہے۔ اسی سال خلافتِ عثمانیہ کی صف ہمیشہ کے لیے لپیٹ دی گئی۔ اسی سال امام جماعت احمدیہ نے مرکزِ سلطنتِ انگلشیہ لندن میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ کیسی دلچسپ اور عجیب بات ہے کہ ترکی کی انقلابی حکومت نے عثمانی خلیفہ کو جن دنوں میں اورئینٹل ایکسپریس کا ٹکٹ تھما کر ملک بدر کرنے کی غرض سے پیرس روانہ کیا، انہی دنوں جماعتِ احمدیہ کا خلیفہ بھی پیرس اور لندن کی جانب رواں دواں تھا۔ اول الذکر گمنامی میں زندگی کے دن پورے کرنے، موخر الذکر مغرب میں خانۂ خدا کی بنیاد رکھنے اور مغرب کو اسلام سے متعارف کروانے کے لیے۔

۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ سفر یوم بہ یوم الفضل میں محفوظ ہوتا گیا۔ اسے الفضل کی پہلی بین الاقوامی مہم کہہ لیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بیرونِ ہند مبلغین کی رپورٹس الفضل میں شائع ہوتی رہیں مگر یہ یک طرفہ کارروائی تھی۔ مگر جب امام جماعت احمدیہ خود بیرونِ ملک تھے، اور ہزاروں میل دور تھے، تو الفضل نے احبابِ جماعت کا ربط امامِ وقت کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر کے نہایت نامساعد حالات میں رابطہ استوار رکھا اور رپورٹس شائع کی جاتی رہیں۔

دوسری طرف بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ اور کی رپورٹس جو لندن سے موصول ہو کر شائع ہوتیں، ان سے معلوم ہوتا کہ حضرت صاحبؓ بھی قادیان سے آنے والی ڈاک موصول ہوتے ہی سب سے پہلے الفضل کا مطالعہ فرماتے۔ یوں امام جماعت احمدیہ اور احبابِ جماعت احمدیہ میں ایک زندہ ربط قائم کرنے کی یہ سعادت بھی الفضل کے حصے میں آئی۔

لندن میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے اور لندن میں ہونے والی کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیکچر کی تشہیر کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے نئے دروازے کھلنے کی کہانی بھی الفضل نے محفوظ کی۔

اس دورہ میں انگلستان بھر کے اخبارات بھی امام جماعت احمدیہ کے شب و روز اور اسلام کی مغرب میں آمد پر سرخیاں جماتے اور فیچر لکھتے رہے، مگر یہ اخبارات تو کہیں چند برس قبل ہمیں میسر آئیں، ورنہ ان کی coverage بھی دنیا کو الفضل ہی ذریعہ سے پہنچتی رہی۔ اور آج جب یہ مغربی اخبارات میسر آئیں بھی تو اس سمت میں قدم اٹھانے کی ابتائی سبیل الفضل کی یہی رپورٹس بنیں۔

وقت گزرتا رہا اور الفضل اس خدمت پر مامور رہا کہ خلیفۂ وقت کے شب و روز، آپ کی مصروفیات، آپ کے دورہ جات، آپ کے خطبات اور خطابات کو محفوظ کرتا چلا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بیرونِ ملک کے دورہ جات محفوظ ہوئے۔ پھر ۱۹۲۴ء کا تجربہ یوں کام آیا کہ ۱۹۸۴ء میں امام جماعت احمدیہ غیر معینہ مدت کے لیے ربوہ سے ہجرت کر کے لندن میں سکونت پذیر ہوئے اور لندن جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔

الفضل نے کئی سال ہجر زدہ پاکستانی احمدیوں کے لیے وصل کے ممکنہ سامان مہیا کیے۔ اور ایک ”غریب الوطن مسافر“ خلیفہ کو پاکستان کے حالات سے باخبر رکھا۔

پھر ایم ٹی اے آیا اور وصل کے جدید تر سامان پیدا ہو گئے۔ آج سوشل میڈیا اور ابلاغ کے جدید تر ذرائع نے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کو قریب تر کر دیا۔

ایک سوال خاصا عام ہے کہ ایسے تیز رفتار زمانے میں سوشل میڈیا اور دیگر الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اخبارات کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ الفضل کا مستقبل کیسا ہے؟

تو الفضل کی آبیاری جس قربانی سے کی گئی وہ الفضل کی عمارت کو مضبوطی سے قائم رکھنے کو بہت کافی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب الفضل کا اجرا فرمایا تو مالی حالات ایسے نہ تھے کہ اخبار جاری کیا جائے اور پھر قائم بھی رکھا جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کے لیے حضرت اماں جان نے مالی اعانت فرمائی۔ آپؓ کی ازواج نے جو کچھ پاس تھا پیش کر دیا۔ یہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی والدہ، جو تب نوعمر بچی تھیں، ان کے لیے ان کی والدہ نے جو کچھ زیور بنا کر رکھ لیا تھا، وہ تک الفضل کی بنیادوں میں ڈال دیا گیا۔ یہ عمارت بھلا کیسے قائم نہ رہے گی؟

جس الفضل نے اس جماعت کی تاریخ سمیٹ رکھی ہے جو آخری زمانے کی آخری خدائی جماعت ہے، وہ بھلا کہاں سوشل میڈیا کی ہواؤں کے آگے جھکنے والی ہے؟

وہ الفضل جو خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات کا primary source ہے، اور جہاں یہ مبارک الفاظ تحریر میں سب سے محفوظ ہوتے ہیں، اُس الفضل کو کون سے ذرائع ابلاغ کے چیلنج سے خطرہ ہو سکتا ہے؟

اپنی گزارشات کا اختتام کرتا ہوں ان الفاظ کے ساتھ کہ جس نے الفضل کی اعانت کر لی۔ جس بھی رنگ میں۔ قلمی، مالی، قالی، کسی بھی طرح، وہ خوش نصیب ہیں کہ ان کی کاوشیں اُس اخبار میں شامل ہوتی ہیں، جو جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ماخذ ہے۔ جس کی بنیادوں میں ام المومنین حضرت اماں جانؓ کی قربانی شامل ہے۔ جس کے پیچھے حضرت مصلح موعودؓ کی دعائیں اور تدابیر اور شبانہ روز کوششیں ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔

ہر قدم آگے بڑھا الفضل کا

جب سے غنچہ ہے کھلا الفضل کا
تذکرہ ہے جا بہ جا الفضل کا

یہ مٹاتا ہے دلوں سے تیرگی
ایسا روشن ہے دیا الفضل کا

بن پڑھے تو چین ملتا ہی نہیں
جو بھی قاری ہو گیا الفضل کا

حضرت محمود کا احسان ہے
ہم کو تحفہ جو دیا الفضل کا

کوئی دنیاوی مقاصد ہی نہیں
راستہ ہے باخدا الفضل کا

تھی مصائب کی بڑی یلغار پر
تھا خدا مشکل کشا الفضل کا

ہے ترقی کے سفر پر گامزن
ہر قدم آگے بڑھا الفضل کا

ہم بھی زاہد ہیں اسی کے ہمسفر
جو چلا ہے قافلہ الفضل کا

(سید طاہر احمد زاہدؔ)

الفضل میں اندرون و بیرون ہندوستان تبلیغ اسلام کی کوریج

(ایم۔ ایم۔ طاہر)

۷ ۲؍مارچ ۱۹۲۸ء کے اخبار الفضل نے صفحہ اول پر جلی سرخی کے ساتھ ایران میں ایک احمدی مبلغ کی شہادت کی خبر دی کہ جناب شہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی جو نہایت نیک نفس انسان تھے اور ۱۹۲۴ء سے ایران میں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے رہے تھے چند یوم بیمار رہ کر وفات پاگئے ہیں

خلافت اولیٰ میں اخبار الفضل کا آغاز ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء کو ہفت روزہ کے طور پر قادیان سے ہوا جس کے مالک مدیر اور پرنٹر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ تھے۔ ہفت روزہ سے ہفتہ میں تین بار، ہفتہ میں دو بار، نیز ضرورت کے تحت زیادہ بار بھی شائع ہوتا رہا اور پھر ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء کو روزنامہ بن گیا۔ تقسیم برصغیر کے بعد ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اور الحمد للہ ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء کو اس نے اپنے سو سال کا سفر طے کیا۔ ۷؍جنوری ۱۹۹۴ء کو الفضل انٹرنیشنل ہفت روزہ کے طور پر لندن سے جاری ہوا جو خدا کے فضل سے ۲۳ مارچ ۲۰۲۳ء سے روزنامہ ہو چکا ہے۔

اخبار کی ضرورت اور غرض و غایت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے جب الفضل کا اجرا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت سے فرمایا تو شروع میں اس کا نام فضل رکھا پھر الفضل رکھا گیا۔ چنانچہ اس کا پراسپیکٹس بانی الفضل نے شائع کیا تو اس کا عنوان تھا ”فضل کا پراسپیکٹس“ یہ علیحدہ سے وزیر ہند پریس امرتسر سے آپ نے شائع کروایا جس کو اخبار بدر قادیان نے اپنی ۵؍جون ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں بطور ضمیمہ شائع کیا۔ اخبار بدر میں اس کا عنوان ”اعلان فضل“ تھا۔ الفضل کے پراسپیکٹس میں حضرت مصلح موعود نے نئے اخبار کی ضرورت اور غرض و غایت بیان فرمائی۔

نئے اخبار کی آپ نے آٹھ ضرورتیں بیان فرمائیں۔ آٹھویں ضرورت میرے اس مضمون سے متعلق ہے۔ آٹھویں ضرورت بیان کرتے ہوئے بانی الفضل تحریر فرماتے ہیں: ”تبلیغ کے لئے کوشش کرنا اور جن ممالک میں تبلیغ نہیں ہوئی ان کی طرف توجہ کرنا اور دشمنان دین کی تبلیغی کوششوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا“ (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۴۴۵، ضمیمہ اخبار بدر ۵؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۸)

اس اخبار کے اغراض کیا ہوں گے۔ آپ نے دس اغراض بھی بیان فرمائیں۔ غرض نمبر ۶ میں آپ تحریر فرماتے ہیں: ”تبلیغ اسلام کی ترغیب دینا، اس کے ذرائع کی تلاش کرنا اور مخالفین کی تبلیغی کوششوں سے آگاہ کرنا۔“ (ضمیمہ اخبار بدر ۵؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۹)

جماعتی تاریخ اور ترقی کا ماخذ

اخبار الفضل نے اپنی غرض و غایت کو خوب نبھایا اور تبلیغ احمدیت کے میدان میں ہونے والی مساعی کو کوریج دے کر تاریخ احمدیت کے لیے اور جماعتی ترقی کے لیے بطور ماخذ کے اپنا فریضہ انجام دیا۔ اخبار الفضل کے اس فریضہ اور کلیدی کردار کے بارہ میں اظہار کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزنامہ الفضل ربوہ کے صد سالہ جوبلی نمبر ۲۰۱۳ء کے لیے اپنے پیغام میں فرماتے ہیں: ”اس میں دنیا کے مختلف ممالک سے جماعتی مراکز کے رپورٹیں چھپتی ہیں جن سے مبلغین اور سلسلہ کے مخلصین کی نیک مساعی کا علم ہوتا ہے اور جماعت کی ترقی اور وسعت کا پتہ چلتا ہے۔“

”الفضل تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے۔ اب تو بہت سے ممالک سے جماعت کے رسائل و جرائد شائع ہوتے ہیں لیکن ماضی میں الفضل ہی تھا جس نے جماعتی ریکارڈ اور تاریخ جمع کرنے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا ہے“ (روزنامہ الفضل ربوہ صد سالہ جوبلی نمبر ۲۰۱۳ء)

سال ۱۹۱۵ء میں تبلیغی مساعی کی کوریج کا جائزہ

اب ہم اخبار الفضل میں اندرون و بیرون ہندوستان میں تبلیغی مساعی کی کوریج کا جائزہ لیتے ہیں۔ اخبار میں تبلیغ اسلام احمدیت کی مساعی کی خبریں باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوتی رہیں جو آج جماعتی ترقی کے ماخذ کے طور پر ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ نمونہ کے طور پر اخبار کی اشاعت کے تقریباً ۱.۵ سال بعد کے سال یعنی ۱۹۱۵ء جو کہ خلافت ثانیہ کا دوسرا سال بھی تھا اس میں شائع ہونے والی خبروں کا جائزہ لیتے ہیں۔

قارئین کرام! سال ۱۹۱۵ء میں اخبار الفضل کے کل ۱۴۶؍شمارے شائع ہوئے ہیں۔ دعوت الی الخیر کے عنوان سے اخبار میں تبلیغی مساعی کے خبریں شائع ہوتی تھیں۔ اس عرصے میں بیرون ہندوستان مندرجہ ذیل ممالک میں تبلیغ اسلام کی مساعی کی خبروں کی اشاعت ہوئی انگلستان، سیلون (سری لنکا)، ماریشس، فرانس، رنگون (برما)، برٹش مشرقی افریقہ۔

اندرون ہندوستان میں جن مقامات کے بارے میں تبلیغی مساعی کی خبروں کی اشاعت ہوئی ان میں حیدرآباد دکن، گوجرانوالہ، بنگال، بہار، بمبئی، یوپی، پنجاب، مونگھیر، جنوبی ہند، سری نگر، مدراس، سندھ اور پاکپتن شامل ہیں۔

بیرون ممالک مبلغین میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب اور حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال کی مساعی کی رپورٹس شائع ہوتی رہی ہیں۔

سال ۱۹۱۵ء کے ۱۴۶؍شمارہ جات میں ۵۷؍شماروں میں تبلیغ اسلام احمدیت کی خبروں کی اشاعت ہوئی۔ یہ خبریں دو کالم، تین کالم، چار کالم سے لے کر ۹؍کالم تک بھی اپنے حجم کے مطابق شائع ہوئی ہیں۔ اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اخبار الفضل نے اپنی ضرورت اور غرض و غایت کو کس قدر احسن انداز میں پورا کیا ہے اور جماعتی تبلیغ اندرون و بیرون ہندوستان کی رپورٹس کو شائع کر کے ترقی احمدیت اور تاریخ احمدیت کے ریکارڈ کو محفوظ کیا ہے۔ یہ خبریں جہاں احباب جماعت کی دلچسپی اور معلومات بڑھانے کا باعث بنتی تھیں وہاں آج یہ ان علاقوں کی تاریخ احمدیت کا ماخذ بھی بنی ہیں۔

متفرق ممالک اور علاقوں میں تبلیغی مساعی کی کوریج

ایک سال (۱۹۱۵ء) کی تبلیغی مساعی کی خبروں کے جائزہ کے بعد اب قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے مختلف ممالک اور علاقوں میں تبلیغ احمدیت کی مساعی کی الفضل میں کوریج کے نمونے پیش کیے جائیں گے تا ان ممالک میں قیام احمدیت اور تبلیغ احمدیت کی معلومات بھی میسر آجائیں اور پھر اس سے یہ اندازہ بھی لگایا جا سکے گا کہ اخبار الفضل نے تبلیغ احمدیت کی ترغیب و تحریص اور اس کی مساعی کو کوریج دے کر کس قدر عظیم خدمت سرانجام دی ہے جس کی وجہ سے اخبار الفضل ترقی و تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ قرار پاتا ہے۔ الفضل میں اسلام احمدیت کے خلاف ہونے والے منفی پراپیگنڈے کا جواب بھی دیا جاتا تھا۔ اس پراپیگنڈے کے جواب کے لیے مبلغین کرام کو بھی ہندوستان کے طول و عرض میں بھجوایا جاتا رہا۔ تحریک شدھی کے خلاف عظیم الشان جہاد اس کی شاندار مثال ہے۔ ان واقعات کی تفصیلی رپورٹنگ الفضل کی زینت بنتی رہی ہیں۔

ساری دنیا میں تبلیغی اور اشاعتی منصوبوں، جلسہ ہائے سیرۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ملک گیر انعقاد کی خبریں، تبلیغ کے دوران پیش آنے والے ایمان افروز واقعات اور پیش آمدہ رکاوٹوں اور مخالفتوں کا تذکرہ، میدان عمل میں اٹھنے والے اعتراضات، فتنوں اور ان کے تدارک کی خبریں، نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کے قیام کی رپورٹنگ اور مبلغین کی قربانیوں اور مساعی کا تذکرہ الفضل نے محفوظ کیا ہے جو آج ہماری تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ اس کوریج کی چند جھلکیاں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ متفرق علاقوں اور ابتدائی مبلغین کی مساعی کی جھلکیاں آپ کو دکھائی جائیں تا احمدیت کے ابتدائی معماروں کی قربانیاں اور کاوشیں آپ سامنے فلم کی طرح چلنے لگیں اور پھر ان کے لیے دل سے دعائیں بھی نکلیں۔

بنگال اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں تبلیغی مساعی کی کوریج

صوبہ بنگال میں تبلیغ کے حوالے سے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی ایک رپورٹ ۳؍نومبر ۱۹۱۴ء کے الفضل میں ایک کالم پر شائع ہوئی۔ جس میں بتایا گیا کہ انہوں نے اور مولوی ابوبکر یوسف صاحب نے ڈھاکہ کا سفر اختیار کیا پھر مولوی مبارک علی صاحب نے باریسال کے علاقہ میں دورے کیے جس سے احمدیت کا پیغام صوبہ بنگال میں پھیل رہا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ میں جماعت کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔

۱۰؍نومبر ۱۹۱۴ء کے الفضل میں صفحہ ۸ پر دعوت الی الخیر کے عنوان سے پورا صفحہ ہندوستان بالخصوص جنوبی ہند میں تبلیغ کی مساعی کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بنگال میں احمدیت کے اثر کے حوالے س بھی رپورٹ شامل ہے۔

سیلون (سری لنکا) اور ماریشس میں تبلیغ کی کوریج

ماریشس میں پہلے مبلغ احمدیت حضرت صوفی غلام محمد صاحب کی مساعی کی رپورٹس الفضل کی زینت بنتی رہی ہیں۔ ماریشس روانگی سے پہلے آپ کولمبو تشریف لے گئے۔ ۲۸؍مارچ ۱۹۱۵ء کو آپ کا ایک لیکچر کولمبو میں ہوا اس کی رپورٹ دعوت الی الخیر کے عنوان سے الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۱۵ء کے صفحہ سات پر تین کالم میں شائع ہوتی ہے۔ اس رپورٹ میں آپ نے لکھا کہ ماریشس سے پیغام آیا ہے کہ آپ وہاں چلے آئیں یہاں اس کی بہت ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے ماریشس روانہ ہو گئے۔ آپ ۱۹۲۷ء کو واپس قادیان آئے تو اس کی تفصیلی خبر اور رپورٹ الفضل ۲۲؍مارچ ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ صوفی غلام محمد صاحب کی تصویر (پنسل سکیچ) بھی نمایاں طور پر صفحہ ۳ پر شائع کی گئی۔ آپ مسلسل ۱۲سال تبلیغ احمدیت کے بعد ۱۹۲۷ء میں قادیان واپس آئے۔

آسٹریلیا سے بیعت کا خط

ایک عریضہ بیعت کے عنوان سے الفضل ۳؍ستمبر ۱۹۱۵ء جو ماؤنٹ گراواٹ برزبین (کوئینز لینڈ) آسٹریلیا سے محمد حسن صوفی احمدی ولد حاجی موسیٰ خان افغان قوم ترین کی بیعت کا خط شائع ہوا ہے۔ یہ خط ۱۱؍جولائی ۱۹۱۵ء کا تحریر کردہ ہے۔ ان کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قبل ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت کر چکے تھے اور اب تیسری بار حضرت خلیفہ ثانیؓ کی بیعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سیرالیون میں سلسلہ کی بنیاد کی خبر

۲۵؍نومبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں ایک خبر شائع ہوئی کہ انجمن ترقی اسلام کی تبلیغی کوششوں سے ملک سیرالیون میں سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھ دی گئی اور سات افراد بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ صدر الدین اے فہیم صاحب داعی الی اللہ کا خط ہے جو الفضل میں شائع ہوا۔ نومبائعین کے نام بھی دیے گئے ہیں۔ اسی خط میں وہ لکھتے ہیں کہ لیگوس (نائجیریا) کے احمدی بھائی بھی لیگوس میں مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں گویا اس وقت تک وہاں بھی جماعت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔

بمبئی کے مبلغین کا وفد اور بنگال میں تبلیغ کی کوریج

۴؍اگست ۱۹۱۷ء کے اخبار الفضل کے صفحہ اول کالم نمبر ۱ مدینۃ المسیح کے عنوان سے جاری کالم میں خبر دی گئی کہ ۳؍اگست کو مبلغین کا ایک وفد جو صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، میر محمد اسحاق صاحبؓ، شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب پر مشتمل ہے بمبئی کے لیے روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح برستی بارش میں قصبہ سے باہر تک ساتھ تشریف لے گئے۔ اسی روز کے اخبار کے صفحہ اول کالم نمبر ۲ پر اخبار احمدیہ کے عنوان سے چٹا گنگ بنگال میں تبلیغ کی رپورٹ شائع شدہ ہے جو تیسرے کالم اور پھر دوسرے صفحہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ رپورٹ مولانا عبداللطیف صاحب پروفیسر چٹا گنگ کالج کی طرف سے تبلیغی مساعی پر مبنی ہے۔

برطانیہ میں تبلیغی مساعی کی کوریج

اخبار الفضل ۲۴؍نومبر ۱۹۱۷ء کے صفحہ اول اور دوم پر برطانیہ میں تبلیغی مساعی کی تفصیلی رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ یہ رپورٹس محترم قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی مبلغ انگلستان کی طرف سے بھجوائی گئی ہیں۔ اس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے مختلف شہروں میں لیکچرز، دوروں اور کامیابیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ چار بیعتوں کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔ اسی رپورٹ میں ذکر ہے کہ فرانس سے ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے تبلیغ اسلام کے لیے چندہ بھجوایا ہے۔

لائبیریا سے لٹریچر کی ڈیمانڈ

اخبار الفضل ۲۴؍نومبر ۱۹۱۷ء کی مذکورہ بالا رپورٹ میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ لائبیریا مغربی افریقہ کے ایک کالج کے پروفیسر نے لٹریچر منگوایا ہے۔ امید ہے اس کے ذریعہ تبلیغ کا راستہ کھلے گا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا سفر امریکہ

اخبار الفضل ۸؍مارچ ۱۹۲۰ء کے صفحہ اول کالم نمبر ۲ پر نامہ لنڈن کے عنوان سے حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیرؓ کی رپورٹ محررہ ۲۱؍جنوری ۱۹۲۰ء شائع ہوئی ہے جو صفحہ نمبر ۲ کے دوسرے کالم تک جاری ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے سفر امریکہ کے لیے روانگی کا تذکرہ کیا ہے کہ ۲۰؍جنوری کو مفتی صاحب کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی گئی اور ان کی لندن میں خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

۲۶؍جنوری کو مفتی صاحبؓ لیورپول کے لیے روانہ ہوئے۔ مولانا نیر صاحبؓ بھی لیورپول تک ساتھ گئے دونوں مبلغین نے سبز پگڑیاں پہنی ہوئی تھیں اور تبلیغ احمدیت کرتے جاتے تھے۔ ۲۸؍جنوری کو مفتی صاحب کا جہاز ہنرفرڈ امریکہ کے لیے روانہ ہوا۔ مفتی صاحب نے جہاز سے ایک خط بھی روانہ کیا ہے۔ اس رپورٹ میں مفتی صاحب کا امریکہ کا پتہ بھی درج ہے جو نیویارک کا ہے۔

امریکہ میں تبلیغ احمدیت

مورخہ ۷؍مارچ ۱۹۲۱ء کے اخبار الفضل کے صفحہ اول کالم دو تین اور پھر صفحہ نمبر ۲ مکمل پر احمدیہ مشن امریکہ کے عنوان سے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی تفصیلی تبلیغی مساعی کی رپورٹ شائع شدہ ہے۔ یہ رپورٹ آپ نے شکاگو سے تحریر کی ہے۔ احمدیہ مشن شکاگو کا پتہ بھی رپورٹ کے آخر پر تحریر شدہ ہے۔ آپ نے مختلف مقامات پر لیکچرز دینے کا سلسلہ شروع کیا ہے اس کا تذکرہ بھی رپورٹ میں موجود ہے۔

مولانا نیر صاحبؓ کی مغربی افریقہ روانگی اور تبلیغی مساعی کی کوریج

۷؍مارچ ۱۹۲۱ء کے اخبار الفضل کے صفحہ نمبر ۲ پر نامہ نیر کے عنوان سے مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کا محررہ خط ۹؍فروری ۱۹۲۱ء دو کالم میں شائع شدہ ہے۔ اس خط میں نیر صاحب نے لکھا کہ وہ آج صبح دس بجے لندن سے لیورپول اور وہاں سے نائیجیریا کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ ریل گاڑی سے لیورپول پہنچے اور معاً بحری جہاز میں سوار ہوئے۔ لیورپول تک مولوی مبارک علی صاحب، بابو عزیز دین صاحب اور چوہدری مولا بخش صاحب اور دو نومسلم خواتین بھی چھوڑنے آئیں۔ مولانا نیر صاحب نے احمدیہ مشن سالٹ پانڈ گولڈ کوسٹ (غانا) کا ایڈریس بھی اس خط میں شائع کیا ہے۔

۱۸؍اپریل ۱۹۲۱ء کے الفضل کے صفحہ ۶ اور ۷ پر نامہ نیر نمبر ۲ شائع ہوا جس میں آپ نے لیورپول سے سیرالیون تک پہنچنے کے حالات لکھے ہیں اور پھر سیرالیون میں تبلیغی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے سیرالیون میں چار لیکچرز دیے۔ آپ کا وہاں خوب استقبال کیا گیا۔ ۱۹ اور ۲۰ فروری کو آپ نے لیکچرز دیے اور ۲۱؍فروری کو سرکاری افسران سے ملاقاتیں کیں۔ سیرالیون کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ آپ وہیں رک جائیں لیکن ۲۱؍فروری کو جہاز نے روانہ ہونا تھا۔ سیرالیون روانگی سے پہلے خیرالدین صاحب جو ایک تعلیم یافتہ مسلمان تھے وہ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے یوں سیرالیون میں احمدیت کا پودا لگ گیا۔ جہاز کے ایک افسر نے بھی اسلام قبول کیا۔ ان کا اسلامی نام احمد رکھا۔

۱۹؍مئی ۱۹۲۱ء کے الفضل کے صفحہ ۳ تا ۷ پر گولڈ کوسٹ (غانا) میں تبلیغ احمدیت اور ہزاروں کی تعداد میں قبول احمدیت کی داستان مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کی طرف سے تفصیلی رپورٹ کی صورت میں شائع کی گئی ہے۔ جماعتی سنٹر سالٹ پانڈ میں قائم ہوا جو کہ صوبہ وسطی کا صدر اور فینٹی قوم کا مرکزی مقام ہے۔ اس کی آبادی چار ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں خطبہ عربی میں دیا جاتا تھا مولانا نیر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ میرے لیے پہلا اور حیران کن موقع تھا کہ مجھے عربی میں خطبہ دینا پڑا۔ آپ نے تبلیغ کی مشکلات کا تذکرہ بھی اس رپورٹ میں کیا ہے جو احمدیت کی داغ بیل ڈالنے کے لیے ایک بالکل اجنبی علاقے میں پیش آتی ہیں۔ آپ کی تبلیغ سے الحمدللہ امیر مہدی صاحب کی معیت میں ان کے تمام چار ہزار ساتھیوں نے احمدیت قبول کی اور بیعت کا خط حضرت مصلح موعود کو روانہ کیا۔ الحمدللہ

حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ ۱۹۲۴ء کی کوریج

تاریخ احمدیت میں سال ۱۹۲۴ء کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پہلا سفر یورپ اختیار فرمایا۔ پہلی بار خلیفۃ المسیح کسی غیر ملک کا دورہ فرما رہے تھے۔ یورپ آتے جاتے ہوئے آپ نے بلاد عربیہ کو بھی شرف ورود بخشا۔ یوں اشاعت دین کی مساعی کے لیے نئی مہمات کا آغاز ہوا۔ یورپ کے دل لندن میں پہلی احمدیہ مسجد فضل کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس سے مغرب کی روحانی فتح کی بیناد رکھ دی گئی۔ ویمبلے کانفرنس سفر یورپ کا محرک بنی تھی جس میں اسلامی نقطۂ نگاہ پیش کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ کو دعوت خطاب دی گئی۔ ۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ء کو سفر یورپ کے لیے قادیان سے روانگی ہوئی۔ قادیان سے بٹالہ سے دہلی اور وہاں بمبئی کا سفر بذریعہ ریل طے ہوا۔ بمبئی سے عدن تک بحری جہاز اور پھر پورٹ سعید مصر قاہرہ سے بیت المقدس اور دمشق اور بیروت اور پھر پورٹ سعید سے اٹلی اور اٹلی سے انگلستان روانہ ہوئے۔ ۲۳؍ستمبر کو ویمبلے کانفرنس میں لیکچر تھا۔ ۱۹؍اکتوبر کو مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا اور پھر ۲۵؍اکتوبر کو واپسی کا سفر شروع ہوا۔ ۱۸؍نومبر کو بمبئی پہنچے اور ۲۴؍نومبر ۱۹۲۴ء کو واپس بانیل مرام قادیان دارالامان پہنچ گئے۔ تقریباً ساڑھے چار ماہ کے اس سفر کی رپورٹ الفضل کی باقاعدگی کے ساتھ زینت بنتی رہی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ہمسفر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ کی ڈیوٹی رپورٹنگ پر تھی۔ آپ ہفتہ وار مصروفیات کی رپورٹ مرتب کر کے الفضل کو ارسال کرتے اور اخبار الفضل میں یہ رپورٹس شائع ہوتی تھیں۔ بعد میں یہ رپورٹس سفر یورپ کے نام سے کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ء کو جب حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے روانہ ہوئے۔ اس کے ایک دن پہلے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر تشریف لے گئے پھر جمعہ پڑھایا۔ پھر ہمسفروں کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ ۱۲؍جولائی کی صبح مسجد مبارک میں نماز پڑھائی۔ ۸ بجے یہاں دعا ہوئی۔ دعا کے بعد مجمع کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ پھر حضرت ام المومنینؓ سے ملنے گئے۔ پھر سب احباب سے روانگی سے پہلے مصافحہ ہوا اور پھر بٹالہ روانگی ہوئی۔ اس سارے منظر کی رپورٹ الفضل ۱۵؍جولائی کے صفحہ اول اور صفحہ دوم کی زینت بنی ہے۔ صفحہ دوم پر حضرت مصلح موعودؓ کی روانگی کے موقع پر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی دعائیہ نظم بھی شامل اشاعت ہے۔

مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد کی کوریج

۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۴ء وہ یادگار دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے برطانوی راج کے دارالحکومت لندن میں پہلی احمدیہ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد فضل لندن کے افتتاح کی تفصیلی رپورٹ ۲۰؍نومبر ۱۹۲۴ء کو الفضل کے تین صفحات پر شائع ہوئی۔ اس کوریج میں تمام تفصیلات شامل کر دی گئیں تھیں۔ جس میں موسمی حالت، ابتدائی تیاریاں اور مشکلات، مہمانوں کی آمد، پرائم منسٹر کا مکتوب، اخبار نویسوں کی شرکت، سنگِ بنیاد کی کاروائی، ریفریشمنٹ، مہمانوں سے گفتگو، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطاب اور مسجد کے کتبہ کا مضمون سبھی شامل تھے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی ایک خواب جس میں آپ کو ''ولیم دی کانکرر'' کے الفاظ میں یاد کیا گیا ہے اس کا بیان بھی ان تین صفحات کی کوریج میں دیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے سفر یورپ سے بانیل مرام ۲۴؍نومبر قادیان پہنچے تھے۔ بمبئی سے قادیان کے سفر کے حالات الفضل ۶؍دسمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں صفحہ اول اور صفحہ ۲ پر تفصیل کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔

یورپ اور بلاد عربیہ میں قیام کی تفصیلی رپورٹس اور تبلیغی مہمات اور کامیابیوں کی خبریں الفضل اخبار نے باقاعدگی کے ساتھ شامل کیں جو احباب جماعت کی تسکین اور خوشی کا باعث بنتی تھیں اور آج وہ تاریخ احمدیت کے ایک روشن باب کے طور پر ہمارے پاس تاریخی ریکارڈ کی صوت میں موجود ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی سالانہ رپورٹ

نظارت دعوت و تبلیغ کی سالانہ رپورٹ ۱۲؍جنوری ۱۹۲۶ء کے الفضل میں صفحہ ۵ تا ۷ پر تفصیل کے ساتھ شائع ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق لنڈن مشن میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ اور ملک غلام فرید صاحبؓ وہاں کام کر رہے ہیں۔ ان کی تبلیغی مساعی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی جو قادیان سے شائع ہوتا ہے وہ لندن منتقل کر دیا گیا ہے اور اب وہاں سے نکل رہا ہے۔

امریکن مشن کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مفتی محمد صادق صاحبؓ کے بعد مولوی محمد دین صاحب بھیجے گئے تھے جو اپنا وقت ختم کر کے واپس آ گئے ہیں ان کی جگہ محمد یوسف خان صاحب کو وہاں چارج دیا گیا ہے۔

آسٹریلیا مشن کے انچارج مولوی حسن موسیٰ خان صاحب ہیں وہ پیرانہ سالی کے باوجود کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

دمشق مشن حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اور مولوی جلال الدین شمس صاحبؓ وہاں کام کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ایک جماعت قائم ہو گئی ہے۔

سماٹرا مشن میں مولوی رحمت علی صاحب کو اس سال بھیجا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔

افریقہ مشن کے ذریعہ احمدیت تیزی سے پھیل رہی ہے اور یہ تبلیغی مساعی گولڈ کوسٹ، شمالی نائیجیریا اور جنوبی نائیجیریا میں کامیابی سے جاری ہے۔

......باقی صفحہ ۴۲ پر......

بقیہ: الفضل میں تبلیغ اسلام کی کوریج......از صفحہ نمبر ۳۹

ماریشس میں صوفی غلام محمد صاحب بی اے کام کر رہے ہیں۔ یہاں مولوی عبید اللہ صاحب جوانی میں وفات پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

اندرون ہندوستان تبلیغ کی رپورٹ میں تبلیغی دورے کرنے والوں میں مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، مولوی غلام احمد صاحب، حافظ جمال احمد صاحب شامل ہیں۔ انہوں نے ۳۱۹؍ دیہات کے دورے کیے۔ چھٹیوں میں اساتذہ کے دوروں کی تعداد ۱۲۳؍ رہی۔ نئے مبلغین نے ۸۹؍ دیہات کے دورے کیے۔ یوں کل ۵۴۱ دورے بنتے ہیں۔ مختلف مقامات پر مباحثات ہوئے۔ تقاریر کئی مقامات پر کی گئیں۔ ۷۶؍ تبلیغی اجلاس ہوئے۔ ۱۵۹؍ جلسے ہوئے جن میں ۵۱۳؍ تقاریر ہوئیں۔ زیرعرصہ رپورٹ میں بیعت کنندگان کی تعداد ۱۴۹۷؍ ہے۔ سیالکوٹ بیعتوں میں اول اور گورداسپور دوم رہا۔ گجرات اور بنگال تیسرے نمبر پر رہے۔

مبلغ جرمنی کا برلن سے خط

اخبار الفضل ۲۵؍ مارچ ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۱۵، ۱۴ پر جرمنی پہنچنے والے نئے مبلغ محترم ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا خط شائع ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ وہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۲۳ء کو انگلستان سے برلن جرمنی پہنچے تھے اور محترم مولوی مبارک علی صاحب سٹیشن پر انہیں لینے کے لیے آئے۔ انہوں نے اپنے سفر کی تفصیلی روداد تحریر کی ہے اور سفر کے دوران تبلیغ کے جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ اسی طرح راستے میں اٹلی قیام کے دوران وہ پگڑی اچکن میں ملبوس تھے تو اس وجہ سے بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔ اپنے خط کے آخر میں ملک غلام فرید صاحب لکھتے ہیں کہ پگڑی باعث عزت لباس ہے بعض لوگ یورپ آ کر پگڑی چھوڑ دیتے ہیں اور Caps اور Hats کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ میں آج تک پگڑی پہنتا آرہا ہوں اور یہ لوگوں کی توجہ کا باعث بنتی ہے۔

ایران میں احمدی مبلغ کی شہادت کی خبر

مورخہ ۲۷؍ مارچ ۱۹۲۸ء کے اخبار الفضل نے صفحہ اول پر جلی سرخی کے ساتھ ایران میں ایک احمدی مبلغ کی شہادت کی خبر دی کہ جناب شہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی جو نہایت نیک نفس انسان تھے اور ۱۹۲۴ء سے ایران میں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے رہے تھے چند یوم بیمار رہ کر وفات پا گئے ہیں۔ حضورؓ نے ۲۳؍ مارچ کے خطبہ میں ان کی وفات کی بابت تذکرہ فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ راہ مولیٰ میں جہاد کے دوران وفات سے شہادت کا درجہ قابل رشک ہے۔

دارالتبلیغ شام و فلسطین کی خبریں

بلاد عربیہ شام کے لیے دو مبلغین محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا جلال الدین شمس صاحب ۲۷ جون ۱۹۲۵ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ قبل ازیں ان کی الوداعی دعوتیں بھی ہوئیں۔ روانگی کے وقت طلباء و اساتذہ مدارس و دیگر احباب مقام الوداع پر پہنچ گئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعاؤں کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔ ان کی روانگی کی خبر الفضل ۳۰؍ جون ۱۹۲۵ء میں صفحہ اول پر تینوں کالم مدینۃ المسیح کے عنوان کے تحت دی گئی۔ ۱۱؍ جولائی ۱۹۲۵ء کے الفضل میں ان مبلغین کے اعزاز میں منعقد تقریب میں حضرت مصلح موعود کی تقریر بھی شائع شدہ ہے۔

۱۸؍ اگست ۱۹۲۵ء کے الفضل میں صفحہ اول پر دوسرے اور تیسرے کالم اور صفحہ ۲ کے پہلے کالم میں مولانا جلال الدین شمس صاحب کی رپورٹ جو آپ نے دمشق سے لکھی تھی وہ شائع ہوئی ہے۔ اس خط میں آپ نے دمشق میں اپنا پتہ بھی ساتھ لکھا ہے۔ اس خط میں دمشق میں ہونے والی تبلیغی مساعی کا ذکر ہے۔

۱۸؍ جون ۱۹۲۶ء کے الفضل میں صفحہ ۳ تا ۷ دمشق میں تبلیغ احمدیت کی اہمیت کی سرخی کے ساتھ پہلے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی مختصر تقریر شائع ہوئی ہے جو انہوں نے دمشق سے واپسی پر طلبہ مدرسہ کے ایڈریس کے جواب میں کی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی مکمل تقریر جو حضرت صاحب نے اس موقع پر فرمائی تھی اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اس تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ نے جہاں مبلغین شام کی مساعی کو سراہا ہے وہاں شام میں تبلیغ احمدیت کی اہمیت بھی بیان فرمائی ہے۔ یہ تقریر الفضل کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔

دارالتبلیغ جاوا/سماٹرا کی خبریں

انڈونیشیا میں حضرت مولوی رحمت علی صاحب پہلے مبلغ کے طور پر دسمبر ۱۹۲۵ء میں بھجوائے گئے تھے۔ اس سے پہلے انڈونیشیا سے کچھ طلباء قادیان تشریف لائے تھے اور انہوں نے قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے سفر یورپ سے نومبر ۱۹۲۴ء میں واپس قادیان آئے تو آپ کے لیے جو مختلف استقبالیہ تقاریب ہوئیں ان میں ۲۹؍ نومبر ۱۹۲۴ء کو ۴ بجے سماٹرا کے طلبہ نے ٹی پارٹی دی۔ تلاوت اور عربی نظم کے بعد عربی میں نہایت مخلصانہ ایڈریس پڑھا اور حضور نے عربی میں جواب دیا۔ (الفضل ۴؍ دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۲)

۲۲؍ اکتوبر ۱۹۲۹ء کی الفضل میں صفحہ اول مدینۃ المسیح کے عنوان کے تابع یہ خبر شائع ہوئی کہ ۱۹؍ اکتوبر دوپہر کی گاڑی سے مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا مع چند اہل کار تشریف لائے۔ سٹیشن پر ایک بڑے مجمع نے ان کا استقبال کیا۔ مولوی صاحب ۱۹۲۵ء میں سماٹرا بھیجے گئے تھے جہاں انہیں اللہ کے فضل سے بڑی کامیابی ملی ہے اور ایک اچھی جماعت قائم ہوگئی ہے۔ مولوی صاحب کے ساتھ انڈونیشیا سے مقامی احمدیوں کا ایک وفد بھی آیا ہے۔

مبلغین کی آمد و روانگی کی خبریں

مرکز سلسلہ قادیان سے مبلغین کی روانگی اور پھر بیرون ممالک سے ان کی واپسی پر خصوصی اہتمام ہوتا۔ حضرت مصلح موعودؓ دعا کے ساتھ رخصت کرتے اور والہانہ انداز میں ان کا اہل قادیان استقبال کرتے تھے۔ الفضل اخبار ان ہر دو مواقع کی کوریج اخبار میں نمایاں طور پر کرتا رہا ہے۔ جو آج تاریخ احمدیت کا ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ نمونہ کے طور پر چند ابتدائی مبلغین کی آمد و رفت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کچھ مبلغین کی روانگی کا ذکر گذشتہ خبروں میں بھی آچکا ہے۔

☆...۲۶؍ فروری ۱۹۲۹ء کے اخبار الفضل میں صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کے عنوان کے تابع مولوی نذیر احمد علی ابن بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قادیان شام کی گاڑی سے حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ سالٹ پانڈ کی جگہ روانہ ہوئے۔ حکیم صاحب چند ماہ ان کے ساتھ رہیں گے اور پھر ہندوستان کے لیے روانہ ہوں گے۔

☆...۲۲؍ اکتوبر ۱۹۲۹ء کی اخبار میں خبر ہے کہ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا ۱۹؍ اکتوبر دوپہر کی گاڑی پر قادیان واپس پہنچے بڑے مجمع نے ان کا استقبال کیا۔

☆...۲۸؍ جوالائی ۱۹۳۱ء کی اخبار الفضل صفحہ اول پر خبر دی گئی کہ ۲۵؍ جولائی کو مولوی محمد یار عارف صاحب لندن میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ ہوئے۔ الوداع کے لیے بہت بڑا ہجوم سٹیشن پر موجود تھا۔

☆...مورخہ ۱۸؍ اگست ۱۹۳۱ء کی الفضل صفحہ اول خبر تھی کہ مولوی محمد یار عارف صاحب ۱۴؍ اگست کو لنڈن پہنچ گئے اور صوفی عبدالقدیر صاحب جو اگست ۱۹۲۸ء کو بطور مبلغ لنڈن تشریف لے گئے تھے تین سال بعد ۱۶؍ اگست کو بخیریت قادیان پہنچ گئے ہیں۔

☆... یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء کے الفضل میں یہ خبر صفحہ اول پر دی گئی کہ ۲۸؍ ستمبر کو مولوی ابو بکر ایوب صاحب سماٹری تقریباً دس سال قادیان میں تعلیم حاصل کرنے اور مولوی فاضل کی ڈگری کے بعد اپنے ملک سماٹرا روانہ ہو گئے۔ مولانا شیر علی صاحب اور دوسرے اصحاب نے سٹیشن پر الوداع کہا۔

☆...الفضل ۲۲؍ دسمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۲ پر خبر دی گئی کہ مولانا جلال الدین شمس صاحب مبلغ شام ۲۰؍ دسمبر کو بخیریت قادیان واپس پہنچ گئے۔ آپ جولائی ۱۹۲۵ء میں تبلیغ احمدیت کے لیے شام گئے تھے اور ساڑھے چھ سال بعد واپس آئے۔ حضرت مصلح موعودؓ بنفس نفیس آپ کے استقبال کے لیے سٹیشن تشریف لے گئے اور شاندار استقبال کیا گیا۔

☆...۵؍ فروری ۱۹۳۲ء کی اخبار الفضل میں مدینۃ المسیح کے کالم کے تابع خبر دی گئی کی ۲؍ فروری کو بذریعہ ٹرین مولانا عبدالرحیم درد صاحب اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب عازم انگلستان ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنے خدام کی عزت افزائی کے لیے خود سٹیشن پر تشریف لے گئے۔

کیا خوش قسمتی تھی ان ابتدائی مبلغین کی کہ جن کو روانہ کرنے کے لیے ان کا آقا خود سٹیشن پر موجود ہوتا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

مشن ہاؤسز کی سالانہ رپورٹس

جماعتی ترقی جوں جوں اپنی منازل طے کرتی رہی اور مشن ہاؤسز مستحکم ہوتے گئے تو ان کی سالانہ رپورٹس بھی الفضل اخبار کی زینت بنتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر احمدیہ مشن لندن کی سالانہ رپورٹ جو کہ مارچ ۱۹۳۳ء سے فروری ۱۹۳۴ء کی کارکردگی پر مشتمل ہے الفضل کے دو شماروں میں شائع ہوئی۔ قسط اول ۲۴؍ مئی ۱۹۳۴ء کے الفضل میں صفحہ ۶ تا ۹ یعنی ۴ صفحات اور قسط دوم ۲۷؍ مئی ۱۹۳۴ء کے الفضل میں صفحہ ۵ تا ۸ یعنی ۴ صفحات، گویا کل ۸ صفحات پر تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس سے قارئین کام کی وسعت اور تبلیغی کاوشوں کی اہمیت اخبار الفضل کے نزدیک کیا تھی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام

ہم بر ملا کہہ سکتے ہیں کہ اخبار الفضل نے آغاز پر اپنی اشاعت کی ضرورت اور غرض و غایت یہ بھی بیان کی تھی کہ تبلیغ کی طرف رغبت، اس کے مواقع کی تلاش اور تبلیغی مساعی کی حوصلہ افزائی کی جائیگی، اس کو احسن انداز میں پورا کیا اور تبلیغی مساعی کے لیے اپنے صفحات کو دل کھول کر پیش کیا ہے۔ اسی طرح مبلغین کرام کی آمد و روانگی کی خبروں کو خصوصی کوریج دے کر نہ صرف مبلغین کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی بلکہ مبلغین کے خاندانوں کے لیے بھی یہ بات حوصلہ افزائی اور تسلی کا باعث بنتی رہی کیونکہ ابتدائی مبلغین کی بڑی تعداد اپنے بیوی بچوں کے بغیر ہی اعلائے کلمۃ الاسلام کی خاطر سالہا سال میدان عمل میں جہاد کرتے رہے اور انہوں نے میدان عمل کی مشکلات کے علاوہ اپنے بیوی بچوں کی جدائی کا غم برداشت کر کے بھی عظیم قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو آج دنیا بھر میں پھل لگا رہا ہے۔ تبلیغ احمدیت کے لیے اخبار الفضل کی کوریج تاریخ احمدیت کے روشن باب اور قیمتی اثاثے کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔

☆...☆...☆

تاریخ احمدیت الفضل کے آئینے میں


الفضل ربوہ
The Daily ALFAZL RABWAH
اخبار احمدیہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد بشارت سپین کے سنگ بنیاد کی رپورٹ


ربوہ کا واقعہ
(RABWAH INCIDENT)
متعدد شہروں میں احمدیوں کے مکانوں اور دکانوں کو لوٹنے اور جلانے کا سلسلہ

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر پیش آنے والے واقعہ کی رپورٹ


ضروری اعلان
Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹۵۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملے کی خبر


الفضل
قادیان دار الامان
احمدی مبلغین کی روانگی کا ایمان پرور نظارہ
اور
بائیس احمدی مبلغین کی روانگی
Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک شدھی کے حوالے سے قادیان سے ۲۲ مبلغین کی روانگی کی خبر


Digitized by Khilafat Library Rabwah
الفضل
قادیان دار الامان
ہائی کورٹ پنجاب کا رنگیلا رسول کے متعلق فیصلہ

کتاب رنگیلا رسول کے متعلق ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلہ پر ایک تبصرہ


The ALFAZL QADIAN
الفضل قادیان
ایڈیٹر غلام نبی
Digitized by Khilafat Library Rabwah
مدینۃ المسیح
امرت سر سے قادیان تک پہلی ریل گاڑی
حضرت امام جماعت احمدیہ کا مختصر سفر

قادیان میں پہلی مرتبہ ریل گاڑی کی آمد کی خبر

الفضل اور استحکام خلافت

(’ایچ ایم طارق‘)

الفضل نے عظیم خدمت سرانجام دی اور خلافت کی حقیقی عظمت اور اصلی شان جماعت کے دلوں میں قائم کی

جماعت احمدیہ کا اخبار الفضل اپنے آغاز ۱۹۱۳ء سے ہی خلافت کے استحکام کی خاطر سلطان نصیر ہونے کا حق ادا کرتا چلا آیا ہے۔ اس کے بانی ایڈیٹر حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ نے جماعت میں پیدا ہونے والے اندرونی و بیرونی ہر فتنہ کا پوری قوت اور کمال حکمت عملی سے مقابلہ کیا۔ الفضل کے اجرا کے معاً بعد خلافت اولیٰ کے زمانہ میں جماعت کے اندر پیدا ہونے والا پہلا فتنہ انکار خلافت کا تھا جس کے ردّ کے لیے الفضل نے عظیم خدمت سرانجام دی اور خلافت کی حقیقی عظمت اور اصلی شان جماعت کے دلوں میں قائم کی۔ الفضل کے پہلے صفحہ پر مدینۃ المسیح اور ایوان خلافت کے عنوان کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مصروفیات کے بارے میں رپورٹ شائع ہوتی تھی جو احباب جماعت کا خلیفہ وقت سے مضبوط رابطہ استوار کرنے کا ذریعہ ہوتی۔

انتخاب خلافت ثانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر بھی الفضل جماعت سے رابطہ کا ایک کردار ادا کرتا رہا۔ ۱۸؍ مارچ ۱۹۱۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی آخری وصیت، تجہیز وتکفین اور خلافت ثانیہ کے انتخاب کے حالات بھی ریکارڈ ہیں۔

حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد ادارت الفضل کی ذمہ داری حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سنبھالی۔

الفضل کو یہ اعزاز بھی نصیب ہے کہ اس نے خلافت ثانیہ سے لے کر خلافت خامسہ تک نہ صرف ہر خلافت کے انتخاب کی کارروائی ریکارڈ کی بلکہ ہر نومنتخب خلیفہ کا جماعت سے پہلا خطاب بھی شائع کر کے ہمیشہ کے لیے تاریخ میں محفوظ کر دیا۔ چنانچہ ۲۱؍ مارچ ۱۹۱۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی یادگار تقریر ان الفاظ میں موجود ہے: ”تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا تم سے غلطیاں ہوں گی۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پورا کرنا ہے... اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعود کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں... مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لیے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لیے دعا نہ کی ہو۔“ (الفضل ۲۱؍ مارچ ۱۹۱۴ء)

تجدید بیعت خلافت اور اس کی ضرورت

الفضل کی رپورٹ کے مطابق خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر ہی چودہ سو کے قریب افراد بیعت کر چکے تھے۔ پھر ہر نماز کے بعد بیعت کا سلسلہ جاری رہا اور بیرونی جماعتوں سے بذریعہ تار و خط بیعت کی درخواستیں موصول ہوتی رہیں۔ بعد میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفہ وقت کی دعاؤں کے طفیل الفضل کی رپورٹ کے مطابق ایک دن میں باہر سے آمدہ بیعتوں کی تعداد ۱۴۰۰ تک پہنچ گئی۔ خلافت کا یہ استحکام بلاشبہ مومنوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔ جس میں الفضل نے نمایاں کردار ادا کیا۔

چنانچہ الفضل نے احباب جماعت کو خلیفہ وقت کی بیعت کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے راہنمائی کی کہ یہ بیعت واجب ہے تا کہ اہل لاہور کی پھیلائی ہوئی اس غلط فہمی کو دور کیا جائے جو ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کو کافی قرار دے کر کسی اور بیعت کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ الفضل نے اس موقع پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ ارشاد تمام احمدیوں کی راہنمائی کے لیے شائع کیا کہ ”کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب ہم حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں تو اب علامہ نور الدین کی بیعت کی کیا ضرورت ہے یاد رکھو کہ کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس میں وحدت نہ ہو اور وحدت بغیر اس کے نامکمل ہے جب تک کہ ایک بزرگ کے تحت میں ہو کر کام نہ کیا جاوے... کسی انجمن کے عہدیدار، کسی جگہ کے امام کا بیعت کر لینا کافی نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک کو بیعت کے لیے خط لکھنا چاہئے“۔ (الفضل ۲۱؍ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

مقام خلافت کی پاسداری

خلافت ثانیہ کے آغاز پر ہی الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح کی حیثیت اور پوزیشن کا مسئلہ بھی کھول کر واضح کر دیا جبکہ اخبار بدر ۳۰؍ دسمبر ۱۹۰۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح کو محض انجمن کا پریذیڈنٹ ظاہر کرنے کی مذموم حرکت کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر بھی جو ٹریکٹ اہل پیغام نے شائع کیا اس میں خلافت کی عدم ضرورت کا سوال اٹھایا گیا تھا۔ چنانچہ ۶؍ جنوری ۱۹۱۰ء کے بدر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی راہنمائی میں شائع ہونے والے اس مضمون کا وہ حصہ بھی الفضل نے اس موقع پر پھر شائع کیا کہ ”آپ تمام قوم کے مسلمہ امیر ہیں اور صدر انجمن یا کوئی اور انجمن یا گروہ احمدیہ ان کی کثرت رائے کے فیصلہ پر آپ ایسے ہی حاکم و مختار ہیں اور ہمارے مطاع جیسے کہ مسیح موعود تھے... ان کا فیصلہ آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ نظام وحدت کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ ہماری رائیں اور تجاویز اور فیصلے ایک امیر اور امام کے ماتحت ہوں“۔

فتنہ انکار خلافت اور اس کا ردّ

جماعت مبائعین کے لیے خلافت ثانیہ کے قیام پر انکار خلافت کا فتنہ بہت نازک اور ہلا کر رکھ دینے والا تھا۔ جماعت مبائعین نے اسے جس شدت سے محسوس کیا اس کا اندازہ ان دنوں الفضل میں شائع ہونے والے ان مراسلات سے بھی ہوسکتا ہے۔ بطور نمونہ مکرم عبد الحمید صاحب ریلوے آڈیٹر کا ایک خط ملاحظہ ہو۔ انہوں نے لکھا: ”احمدیہ قوم پر جو ابتلا اس وقت آیا ہے وہ اپنے رنگ میں بالکل نیا ہے اور اس وجہ سے زیادہ رنجیدہ معلوم ہو رہے تھے۔ ہم غیر احمدیوں سے تو ہر طرح کی باتیں سننے کے عادی تھے لیکن اس وقت ایک ایسا گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے جو اسی جماعت کے چند ممبروں کا جتھا ہے اس کے ممبر مختلف شہروں میں دورہ کر کے لوگوں میں غلط فہمی پھیلا رہے ہیں... بعض احباب تو اپنے شہر کے کسی بڑے آدمی کا انتظار کر رہے ہیں کہ اگر وہ بیعت کر لیں تو ہم بھی کر لیں گے۔ یہ بڑی غلط اور خطرناک راہ ہے۔ ہر شخص اپنے ایمان کا خود ذمہ دار ہوتا ہے اس میں کسی دوسرے کی تقلید ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔“ (الفضل ۲۵؍ مارچ ۱۹۱۴ء) غیر مبائعین کی طرف سے اپنے ہفت روزہ پیغام صلح میں جو اعتراضات کیے جاتے تھے ان کے جوابات کا بھی الفضل نے بھرپور اہتمام کیا خاص طور پر منکرین خلافت کا یہ اعتراض کہ رسالہ الوصیت کے مطابق خلیفہ کی ضرورت نہیں اور اگر ہو تو اس کی بیعت کی حاجت نہیں اور ایک وقت میں متعدد خلفاء ہوسکتے ہیں اور صدر انجمن کے لیے اس کی اطاعت ضروری نہیں وغیرہ۔ ان اعتراضات کے جواب میں الفضل نے خود ان لوگوں کے مسلمات شائع کر کے انہیں لاجواب و ساکت کیا۔

۳۰؍ مارچ ۱۹۱۴ء کے الفضل میں بھی چند غور طلب باتیں کے زیرعنوان اس زمانہ میں اٹھنے والے تمام اعتراضات کے جواب دیے گئے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے ذاتی مسلک کے مطابق کہ خلافت سے انکار کر کے وحدت کو قائم کرنے کے لیے محض امیر ہونا کافی ہے پر متفق تھے۔ حالانکہ رسالہ الوصیت میں خلافت کا ذکر تھا پھر خود حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت بھی بطور خلیفہ کے کی گئی اور آپ کی وصیت تھی کہ میرا جانشین ہو۔ پیغام صلح لاہور کے مختلف شماروں میں جو اعتراضات خلافت اور خلیفہ وقت کی ذات پر کیے جاتے تھے ان کے خلاف الفضل نے علم بلند کیے رکھا۔ الفضل ۳۰؍ مارچ ۱۹۱۴ء میں پیغام صلح کے کئی نمبروں پر ریویو کیا گیا ہے اور اس ہولناک فتنہ میں واقعی استحکام خلافت کی خاطر جماعت کا سلطان نصیر بن کے دکھایا اور ایک تابناک تاریخ رقم کی۔

خطبات امام

الفضل ہر دور خلافت میں امام جماعت احمدیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے خلفاء کے علمی و تربیتی خطبات افراد جماعت تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا رہا۔ خلافت ثانیہ کے آغاز میں سب سے زیادہ ضرورت احباب جماعت سے مضبوط رابطے کی تھی جس کا حق الفضل نے ادا کیا۔ اور نہ صرف جماعت مبائعین کے بارے میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے دکھایا بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات جمعہ کو شائع کر کے احباب جماعت کی استقامت اور ازدیاد ایمان کے سامان کیے جو احمدیوں کے لیے بڑی ڈھارس بنتے تھے۔ خلافت خامسہ تک الفضل یہ خدمت مسلسل ادا کرتا چلا آیا ہے۔

خلافت ثانیہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی زبردست علمی سرپرستی اور حضرت مولانا ظہور الدین اکمل صاحب کے تعاون سے یہ اخبار حضرت مصلح موعودؓ کے زیر نگرانی پروان چڑھا۔ الفضل کے ۲۸؍ مارچ ۱۹۱۴ء کے پرچے میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وہ تقریر شائع کی گئی جو آپ نے احمدیہ بلڈنگز لاہور میں خلافت کے موضوع پر فرمائی تھی اور آپ کی زندگی میں بدر کے ۴ تا ۱۱؍ جولائی ۱۹۱۲ء کے پرچہ میں شائع ہو چکی تھی جس میں آپ نے قرآن و سنت کے مطابق فرمایا خلیفہ خدا بناتا ہے اور انکار کرنے والے رافضی ہیں۔ خلافت کے استحقاق کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کیا خوب فرمایا: ”خلافت حق کس کا ہے۔ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہہ دیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے یا (ام المومنین) کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں... مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نور الدین کا مرید نہیں یہ سخت غلطی ہے جو کی گئی ہے۔ مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا... ان کو خدا کی رضا کے لیے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ ایڈیٹر البدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے۔“ (الفضل ۲۸؍ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵) ۱۹۱۲ء کی اس

تحریر سے بھی الفضل کے اجرا کی ضرورت کا خوب احساس ہوتا ہے جب اخبار بدر پر اس کے ایڈیٹر سے زیادہ مالکان کا اختیار غالب دکھائی دیتا تھا۔ الغرض الفضل ان تمام وساوس کا ازالہ کر رہا تھا جو فتنہ منکرین خلافت کے نتیجہ میں پیدا ہو رہا تھا۔

خلافت کے مقابل ایک اور فتنہ اور اخبار مباہلہ کا رد

۱۹۳۰ء میں بعض جماعت مخالف قوتوں نے گہری سازش کے ساتھ احباب جماعت کو خلیفہ وقت سے بدظن کرنے کا ارادہ کیا اور جماعت میں ایک دوسرے فتنے نے سر اٹھایا جسے مستریوں کا فتنہ کہتے ہیں۔ اس کے ذریعہ دشمن نے خلافت کے ادارہ کی بجائے خلیفہ وقت کی ذات کو حملہ کا نشانہ بنایا تھا جس کی پشت پناہی بعض فتنہ پرداز مرتدین کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی برکت اور دعاؤں کے طفیل یہ فتنہ اور سازش ناکام ہوئی تاہم اس میں الفضل نے بھی جو اس وقت ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں چار دن شائع ہونے لگا تھا، نہایت اہم کردار ادا کیا اور احباب جماعت کو دشمن کے منصوبوں سے باخبر رکھتے ہوئے جہاں دعاؤں کی تحریک کی وہاں جماعت کی نمائندگی میں پر زور قلمی احتجاج کرتے ہوئے اس فتنہ کا پوری قوت سے مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں مختلف جماعتوں کی طرف سے خلافت کے ساتھ محبت و وفا اور فتنہ پردازوں کے خلاف احتجاجی متفقہ قرار دادیں اور مراسلے پاس ہو کر الفضل میں شائع ہونے لگے۔

دراصل مستری عبد الکریم اور اس کے بعض ساتھیوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مقدس ذات، آپ کے اہل خانہ پر نہایت اوچھے اور شرمناک حملے کرنے کی جسارت کی اور اس پر مستزاد یہ کہ مخالف اخبارات کے ذریعہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ انہیں قتل کرنے کی ناکام کوشش کرنے کے بعد انہیں قادیان بدر کر دیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات اور آپ کے مقدس خاندان کے خلاف ہر قسم کی بیہودہ ہرزہ سرائی اور ہزلیات سے کام لیتے ہوئے شرارت کی حد کر دی اور اپنے بے سروپا، کمینے الزامات میں مباہلہ کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا جس میں نہایت ہٹ دھرمی اور بے حیائی سے غیر اخلاقی اور غیر شرعی مطالبات کیے گئے اور کہا کہ اگر ان کے الزامات غلط ہیں تو خلیفہ وقت ان سے مباہلہ کر لے۔ اپنی انہی شرارتوں کی وجہ سے ایک طرف وہ قادیان میں رہنے والے احمدیوں کو انگیخت کر کے فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگے اور یہاں تک دیدہ دلیری کی کہ ان کے بعض اوباش ساتھی فساد کے ارادہ سے بیت اقصیٰ میں امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کے دوران سوچی سمجھی سازش کے تحت شرارتیں کرنے لگے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۸۵)

دوسری طرف دیگر جماعت مخالف احراری نواز اخبارات زمیندار وغیرہ کو اپنا ہم نوا بنا کر یہ جھوٹے الزام شائع کروائے کہ خلیفہ قادیان اپنی جماعت کو مشتعل کر کے ہمیں قتل کروانا چاہتے ہیں اور ہمیں قادیان میں اپنے ملکیتی گھروں میں رہنے کی اجازت نہیں۔

مستری فتنہ کا سد باب

الفضل نے ۱۸؍اپریل ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں اس ظالمانہ سازش کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے اپنے اداریہ کا عنوان دیا کہ کمینی اور شرمناک شرارتیں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ گورنمنٹ اور فتنہ انگیز کان کھول کر سن لیں۔ انہی دنوں اس فتنہ انگیز مہم کے خلاف احتجاجی جلسوں کا ایک سلسلہ بھی شروع ہوا۔ الفضل نے قادیان کے کھلے میدان میں ہونے والے ایک احتجاجی جلسہ کی روئیداد ایڈیٹر جناب غلام نبی صاحب کی طرف سے شائع ہوئی جس میں بطور خاص شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کی صدارتی تقریر جو اس موقع پر ریکارڈ کروانے کے لیے تحریر کی گئی تھی شائع کی جس میں فاضل مقرر نے واشگاف لفظوں میں سازش اور اس کی سرپرستی کرنے والوں کو کھول کر سنا دیا کہ امتحان کے اس وقت میں ہر مخلص احمدی غیرت دینی کا مظاہرہ کرے گا اور پولیس کے غیر منصفانہ رویے یعنی فتنہ پردازوں کو پکڑنے کی بجائے احمدیوں پر گرفت کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے احمدیوں کو تحریک کی گئی کہ ہر قربانی کے لیے تیار ہو جائیں۔

الفضل کی بروقت کاوشوں کے نتیجے میں بعض امن پسند اور حق گو اخبارات نے اخبار مباہلہ اور اس کے حامی اخبارات کے رویہ پر کڑی تنقید کی۔ الفضل نے ان اخبارات کے تراشے بھی شائع کرنا شروع کیے۔ چنانچہ ۲۰؍اپریل ۱۹۳۰ء کے الفضل میں اخبار تازیانہ ۱۷؍اپریل پر تبصرہ شائع ہوا جس میں انہوں نے اخبار مباہلہ کو اپنی تحریروں میں اعتدال اور شرافت پیدا کرنے اور اناپ شناپ لکھنے کی مذموم روش کا قلع قمع کرنے کی طرف توجہ دلائی اور تمام اخبار نویسوں کو تحریک کی کہ اس قسم کے فسادی لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ اس طرح الفضل نے غیر از جماعت شرفا کے وہ احتجاجی مراسلے بھی شائع کیے جن میں مستریوں کے گندے پروپیگنڈے سے نفرت کا اظہار کیا گیا تھا۔

امر واقعہ ہے کہ الفضل نے اس دور میں خلیفہ وقت کی ذات پر ہونے والے پے در پے حملے کے آگے سینہ سپر ہو کر چوکھی لڑائی لڑی۔ کہیں وہ اخبار مباہلہ کا رد کر رہا تھا اور کہیں اخبار زمیندار کی کارروائیوں کے رد میں مصروف ہو کر اس کے ایڈیٹر ظفر علی خان کی گیدڑ بھبکیوں کا جواب دے رہا تھا اور کہیں جماعت کے مخالف دیانندی اخباروں کی احمدیوں سے بائیکاٹ کی تحریک اور فتنہ کا سد باب کر رہا تھا۔

غیرت خلافت اور مستریوں کو دعوت مباہلہ

جہاں تک مستریوں کے مباہلہ کی سازش کا تعلق ہے وہ یہ جانتے ہوئے کہ اخلاقی الزامات کے ردّ کا شرعی طریق مباہلہ نہیں۔ یہ دعوت دے کر واہ واہ کروا کر بلا مقابلہ فاتح بننا چاہتے تھے۔ الفضل نے ان کی اس سکیم کو بھی ملیا میٹ کر دیا اور خود انہیں ایک دعوت مباہلہ دے کر ان کو ناکام و نامراد کر دیا۔ چنانچہ الفضل نے اپنی ۲؍اپریل کی اشاعت میں یہ عنوان سجایا کہ ''آؤ مباہلہ کرلو'' اور ان مباہلہ کرنے والوں کو جو امام جماعت احمدیہ کے سچے خلیفہ ہونے پر مباہلہ کر لیں اور اگر حضور کی ذات کے بارے میں ہی مباہلہ کرنا چاہتے ہیں تو اس سے بھی انکار نہیں وہ سامنے آئیں ہم میں سے ان کے پایہ کے اتنے ہی افراد اس امر پر مباہلہ کرنے پر بھی تیار ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات ان تمام الزامات سے پاک ہے جو یہ مستری لگا رہے ہیں۔

الفضل نے اپنی اسی اشاعت میں قادیان کی لوکل جماعت کی طرف سے ایک عام دعوت مباہلہ کا بھی ذکر کیا ہے جسے باقاعدہ شائع کر دیا گیا تھا مگر مباہلہ کی رٹ لگانے والوں میں سے کسی کو بھی مد مقابل آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

فتنہ احرار میں الفضل کا کردار

تحریک احرار دراصل سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی بطور صدر کشمیر کمیٹی غیر معمولی خدمات کا مخالفانہ ردعمل تھا جس کے نتیجہ میں کشمیریوں میں خصوصاً اور مسلمانوں میں عموماً آپ کی ہر دل عزیزی اور جماعت کی مقبولیت پیدا ہوئی تھی۔ اس کے ردعمل کے طور پر مجلس احرار نے ۱۹۳۰ء میں جماعت مخالف کارروائیوں کا آغاز کر دیا تھا جس کا اظہار چودھری افضل حق مفکر احرار نے سرسکندر حیات کی کوٹھی پر حضرت مصلح موعودؓ کی موجودگی میں کر دیا تھا کہ ہم احمدیت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ اس کے علاوہ تحریک احرار کے اور بھی کئی سیاسی مقاصد تھے۔ اس سازش پر عمل درآمد کے لیے حکومتی افسران کی سرپرستی میں ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں قادیان میں ڈیڑھ مرلہ کی جگہ حاصل کر کے فتنہ کا اڈا بنانے کے لیے احرار مسجد سے کام کا آغاز کیا گیا۔ پھر ۱۹۳۳ء کے جماعت کے جلسہ سالانہ کے بعد احرار نے قادیان میں اپنی مخالفانہ کانفرنس کی جس کا مقصد قادیان کے پرامن احمدیوں کو اشتعال دلا کر فساد پیدا کرنا تھا۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے آخر میں احرار نے کانفرنس کا پروگرام بنایا جس کے بارے میں مستند اطلاعات تھیں کہ اس دفعہ ان کا ارادہ بہر حال فتنہ پیدا کرنا ہے۔ اس موقع پر بعض حکمتوں کے تحت اخبار الفضل وغیرہ میں احراریوں کی کارروائیوں کے متعلق عمداً کوئی ذکر نہیں کیا گیا اور احرار کے اس فتنہ انگیز جلسہ کے بارے میں جماعت کے امام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی یہی ہدایت تھی کہ ہمیں کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ شور کریں۔ تاہم الفضل میں سیدنا مصلح موعودؓ کے خطبات جمعہ شائع ہوتے رہے جن میں احراری سازشوں سے پردہ اٹھایا جاتا تھا۔ الفضل مرکز سلسلہ قادیان کا مرکزی نمائندہ تھا۔ جب جماعتی پالیسی کے مطابق الفضل نے کچھ عرصہ تک احراری سازش کے بارے میں کچھ نہ لکھا تو باہر کی جماعتوں سے لوگوں کے خطوط آنے لگے کہ ہم حیران ہیں کہ الفضل میں احراری فتنہ کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہوتی۔ ان جماعتی احباب کو صبر کی تلقین کی جاتی کہ وہ مرکزی پالیسی پر اعتماد کریں۔ (ملخص از خطبہ جمعہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

چنانچہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۴ء سے الفضل میں احراری شورش کے خلاف مختلف طبقہ ہائے زندگی کی طرف سے بیزاری اور نفرت کے حقیقی اظہار پر مشتمل بیانات شائع ہونے لگے۔ ۱۴؍اکتوبر کے الفضل میں مسلمان زمینداروں کی طرف سے بدوملہی سیالکوٹ میں ہونے والے جلسہ اور اس میں احراریوں کے ریزولیوشن سے بیزاری کا کھلم کھلا اظہار کیا گیا۔ الغرض الفضل نے اس محاذ پر احرار کا مقابلہ کرتے ہوئے اخبار زمیندار میں شائع ہونے والے اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ شروع کیا اور ۷؍اکتوبر کے الفضل میں اخبار زمیندار کے ایسے اعتراضات کے بالتفصیل جواب دیے گئے۔

۱۹۳۴ء میں تحریک احرار کی مخالفانہ لہر کے بعد الفضل کی اہمیت اور ضرورت کو زیادہ شدت سے محسوس کرتے ہوئے ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء سے الفضل کو سہ روزہ کی بجائے روزنامہ کر دیا گیا اور جماعت اس کی برکات سے زیادہ مستفیض ہونے لگی۔

تقسیم ملک اور پاکستان سے الفضل کا اجرا

تقسیم ملک کا سال ۱۹۴۷ء ملک و قوم کے دیگر افراد کی طرح احمدیوں پر بھی ایک سخت ابتلا اور کٹھن امتحان کا سال تھا۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت سیدنا محمودؓ کی دوربین کی نگاہ نے اس نازک وقت کے خطرات بھانپ کر دعا اور تدبیر کے ذریعہ احمدی قوم کو اس نقصان سے بچا لیا جس کا سامنا ہجرت کے وقت ہندوستان کے دیگر مسلمانوں کو کرنا پڑا۔ قادیان سے الفضل کا آخری پرچہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو جاری ہوا۔ ہجرت کے بعد دیگر اہم ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت الفضل کا پاکستان میں احیاء تھا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس بنیادی کام کو اتنا اہم اور مقدم سمجھا کہ قادیان سے الفضل کے بند ہوتے ہی اسی روز ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء سے لاہور سے روزنامہ الفضل جاری ہو گیا اور جناب روشن دین تنویر صاحب ہی اس کے ایڈیٹر رہے۔ اگرچہ الفضل نے مسلمانوں کے علاوہ سکھوں اور ہندوؤں کی بھی راہنمائی کی مگر صرف احمدی ہی اس سے فیض یاب ہو کر کامیاب اور کامران ہوئے۔

امام جماعت کے احمدیوں سے رابطہ کا ذریعہ

تقسیم ملک کے پر آشوب وقت میں الفضل کی بڑی خدمت اپنے امام کی آواز اور نصائح کو احمدیوں تک پہنچانے کے اہم فریضہ کی خوش اسلوبی سے ادائیگی تھی۔ ۱۶؍جون کے الفضل میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ، دعاؤں پر زور دینے کے حوالے سے شائع ہوا جس میں تمام احمدی بالغ مرد اور عورتوں کو نماز تہجد کے لیے اٹھنے کی تحریک کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ناقابل برداشت فتنوں سے بچائے جن کے دروازے تقسیم کے نتیجہ میں تمام قوموں پر کھلنے والے تھے۔ اس موقع پر سیاسی راہنماؤں کو سمجھ بوجھ سے کام لے کر اپنے لوگوں کو نقصان سے بچانے کی تلقین کی گئی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے الفضل میں شائع شدہ خطبات ملک و قوم کے لیے راہنما ثابت ہوئے تھے، ۱۵؍اگست کا خطبہ جمعہ ۱۶؍اگست کے الفضل میں شائع ہوا جس میں پاکستان اور انڈیا کو عدل و انصاف قائم رکھنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔

فسادات ۱۹۵۳ء اور الفضل کا کردار

۱۹۵۲ء میں احرار کی باسی کڑی میں پھر ابال آیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کو اس دور کے فتنوں اور قومی مسائل پر زیادہ لکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایڈیٹر الفضل کو یہ ہدایت فرمائی کہ مختصر ایڈیٹوریل کے بعد مولوی دوست محمد شاہد صاحب کے لکھے ہوئے شذرات شائع کریں۔ یہ دراصل احرار کی سازش کے لیے دفاعی کارروائی تھی۔ پھر اسی دوران الفضل میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے افاضات اور خطبات جمعہ شائع ہوتے رہے جن سے جماعت کو آنے والے ابتلا کے لیے روحانی و جسمانی ہر دو لحاظ سے تیار کرنا مقصود تھا

اور جن کا آغاز ۱۹۵۲ء سے ہی ہو گیا تھا۔جن میں جماعت کو سالانہ پروگرام بنا کر کام کرنے، محاسبہ نفس، اخلاق فاضلہ کے قیام کے لیے جدو جہد، خدا سے زندہ تعلق کے لیے دعاؤں کی پر زور تحریکات اور مسئلہ اقلیت سے متعلق ایک خطبہ قابل ذکر ہے۔ ۱۹۵۳ء کے آغاز میں جہاں دشمن کی تحریک مخالفت میں شدت آئی۔ الفضل نے اس کا پوری قوت کے ساتھ دفاع کرنے میں بھر پور کردار ادا کیا۔ چنانچہ اس سال کے آغاز میں ہی پیش آمدہ ابتلا اور مخالفت کی مناسبت سے سیدنا مصلح موعودؓ نے (۱) نفلی روزے رکھنے (۲) اشاعت دین (۳) اور دعاؤں کے علاوہ (۴) دشمن کے جھوٹے پراپیگنڈا کے مقابل پر سچ بولنے کی تحریک فرمائی۔

۱۳؍ فروری ۱۹۵۳ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے پر جلال خطبہ میں اپنی مظلوم جماعت کو قیام امن کی احتیاطی اور حفاظتی تدابیر بتائیں اور حضور کے منشا کے مطابق ۱۵؍ فروری کو یہ خطبہ الفضل میں شائع ہو گیا جس میں مقامی جماعتوں کا اجلاس بلا کر ممکنہ خطرات کے علاج تجویز کرنے کے لیے ہدایت تھی۔

الفضل کی ایک سالہ بندش

جہاں الفضل کی یہ مساعی احمدیوں کے لیے انتہائی قابل ستائش تھی وہاں فسادات کی سر پرست صوبائی حکومت کو جماعت احمدیہ کے امام کا اپنی جماعت سے رابطے کا یہ اہم واسطہ الفضل ایک خار کی طرح کھٹک رہا تھا۔ چنانچہ صوبہ پنجاب کی مسلم لیگی حکومت نے ۲۷؍ فروری ۱۹۵۳ء کو جماعت احمدیہ پاکستان کے واحد روزنامہ الفضل کی اشاعت پر ایک سال کے لیے پابندی لگا دی۔ اس ظالمانہ اقدام کا مقصد احمدی جماعتوں کا رابطہ اپنے مرکز اور امام سے کاٹنے کے علاوہ یہ بھی تھا کہ مظلوم احمدیوں کی چیخ و پکار بھی سنائی نہ دے اور ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا جائے خیر دشمن کی یہ سازش تو پوری نہ ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کی بندش پر جو تاریخی پیغام دیا اس سے بھی الفضل کی اہمیت کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی پیاری جماعت کے نام تحریر فرمایا: ”الفضل کو ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے۔ پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اس میں سب طاقت ہے۔ ہم مختلف اخباروں میں یو خطوں کے ذریعہ سے آپ تک سلسلہ کے حالات پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ آپ کو اندھیرے میں نہیں رہنے دیں گے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشا اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا نے کبھی مجھے چھوڑ دیا ہو؟ تو کیا وہ اب مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشا اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لیے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں۔ مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو سلسلہ کا کام خدا سنبھالے گا۔“ (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲، ۴۹۳)

الفضل کے بغیر جماعت کی زندگی مفلوج ہو کر رہ جانے کا خطرہ تھا اور جماعت ایک سال تک کے لیے انتظار نہیں کر سکتی تھی اس لیے فوری متبادل کے طور پر بانی الفضل حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر یہ راہ نکالی گئی کہ کراچی سے جاری ہفت روزہ المصلح کا روزنامہ کے لیے ڈیکلیریشن لے کر ۳۰؍ مارچ ۱۹۵۳ء سے اس اخبار کو باقاعدہ روزانہ اشاعت کے لیے الفضل کے عملہ نے سنبھال لیا۔ ۱۹۵۳ء کے پر آشوب فسادات کے دور میں الفضل نے المصلح کے روپ میں کردار ادا کر کے احباب جماعت کا اس مشکل وقت میں ساتھ دیا۔

۱۹۷۴ء کا ابتلا اور الفضل کا کردار

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں محب وطن احمدیوں نے متشدد دینی جماعتوں کے متبادل پیپلز پارٹی کے حق میں حق رائے دہی استعمال کرنے کو ترجیح دی۔ اس کے سربراہ بھٹو نے برسر اقتدار آکر اپنے محسنوں کو زیر کرنے کے مختلف ہتھکنڈے آزمائے۔ سب سے پہلے تو پاکستان کے آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامہ میں پہلی دفعہ ختم نبوت پر ایمان لانے کی شق کو شامل کر کے احمدیوں کو ایسے عہدوں سے محروم رکھنے کی سازش کی گئی۔ اگلا اقدام احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا تھا جس کی راہ ہموار کرنے کے لیے پہلے ربوہ ریلوے سٹیشن کا واقعہ کروایا گیا۔ جس کے بعد ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ملک بھر کے اخبارات میں احمدیوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع ہو گیا جس کے نتیجہ میں احمدیوں کے جان و مال، ان کے گھر، دکانیں، املاک اور جائیدادیں غیر محفوظ ہو کر رہ گئیں۔ حکومت اور پولیس کی سر پرستی میں ملکی سطح پر لوٹ کھسوٹ کا ایسا بازار گرم ہوا کہ احمدیوں کو بے تحاشا جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

الفضل نے ۲۹؍ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کی طرف سے کی جانے والی ہنگامہ کی خبر اپنے ۳۱؍ مئی کے شمارہ میں شائع کی اور روزنامہ مساوات لاہور ۳۱؍ مئی کے حوالہ سے تحریر کیا کہ ۲۲؍ مئی کو ملتان سے چناب ایکسپریس کے ذریعہ تفریحی دورہ پر جاتے وقت ربوہ ریلوے سٹیشن پر ان طلبہ نے اخلاق سوز حرکات کیں اور خواتین پر فحش آوازے کسے۔ ۲۹؍ مئی کو واپسی پر انہوں نے ربوہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی فساد شروع کر دیا اور باہمی لڑائی کے نتیجہ میں ۱۰ افراد معمولی زخمی ہوئے۔

یکم جون کے الفضل میں ۲۹؍ مئی کے واقعہ کے بعد پنجاب کے متعدد شہروں فیصل آباد، سرگودھا، چنیوٹ، گوجرہ، ملتان، بہاولپور، چک جھمرہ، راولپنڈی وغیرہ میں احمدیوں کے خلاف پر تشدد مظاہروں اور جلسوں کی رپورٹ شائع ہوئی۔ پھر ۲؍ جون کے الفضل کے اداریہ میں ربوہ واقعہ کی حقیقت بیان کی گئی اور بعض دیگر شہروں سیالکوٹ، منٹگمری، عارف والا وغیرہ میں احمدیوں کے مکانوں کی لوٹ مار کی رپورٹ بھی شائع ہوئی۔ ۸؍ جون ۱۹۷۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اہم دعائیہ پیغام شائع ہوا جس میں صبر دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اپنے رب سے مدد مانگنے کی طرف توجہ دلائی۔ حالات کی نزاکت کے باعث حضور کا دوسرا پیغام ۹؍ جون ۱۹۷۴ء کے الفضل میں شائع ہوا۔

اسی دوران الفضل میں وقت کی ضرورت کے مطابق صبر واستقامت اور دعا کے موضوع پر مضامین بھی شائع کیے جاتے رہے۔ ۱۳؍ جون ۱۹۷۴ء کے الفضل میں احمدیوں کے خلاف رونما ہونے والے مخالفانہ حالات اور بعض جماعتی عہدیداروں کی گرفتاری کے بعد الفضل میں احتجاج کے طور پر ملکی مفاد سے کھیلنے کی انتہائی مذموم روش کی رپورٹ بھی شائع ہوئی۔ اس دوران حضور کے تازہ خطبات کا خلاصہ بھی الفضل احباب جماعت تک پہنچاتا رہا۔ جیسا کہ ۱۴؍ جون ۱۹۷۴ء کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ ۱۵؍ جون ۱۹۷۴ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ ۱۵؍ جون کو ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام دوبارہ شائع ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس زمانہ میں جو اعتراضات اٹھ رہے تھے مثلاً وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا اپنی ریڈیو تقریر میں اعلان کہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والا مسلمان نہیں ہے شائع کرنے کے بعد الفضل کے پہلے صفحہ پر حضرت بانی جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ شائع کیا گیا کہ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اس عرصہ میں الفضل مسلسل دیگر اخبارات میں مذکور فتنہ انگیز خبروں پر احتجاج بھی کرتا رہا اور اپنے عقائد کی وضاحت بھی کرتا رہا اور جھوٹی اور بے بنیاد خبروں کی تردید بھی کرتا رہا۔ ہفت روزہ لاہور کے حوالہ سے نومبر ۱۹۷۰ء کی بھٹو کی تقریر کا حوالہ ۱۹؍ جون کو شائع کیا جس میں مذہب کے نام پر مسلمانوں کو باہم لڑانے کا ذکر تھا۔ الفضل ۲۳؍ جون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ۱۱؍ جون کا تفصیلی خطبہ شائع ہوا جس میں حضورؒ نے مذہبی آزادی کے حق کے ساتھ احمدیوں کو اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے پر امن رہنے کی تلقین کی۔ ۲۶؍ جون کے الفضل کے پہلے صفحہ پر نمائندہ خصوصی کے قلم سے فسادات ۱۹۷۴ء کے بارے میں سرکاری ترجمان کے حوالہ سے بے لاگ تبصرہ شامل اشاعت کیا گیا۔ مختلف اخبارات یعنی مشرق، مساوات وغیرہ میں شائع ہونے والے مضامین کے جوابات یکم جولائی کے پرچہ میں اور دیگر حالات حاضرہ کے حوالہ سے ضروری تبصرے اور جواب شائع کیے گئے۔

فسادات ۱۹۷۴ء کی دوسری لہر

۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد احمدیوں کے خلاف تشدد اور فسادات کی ایک نئی لہر اٹھی۔ الفضل ایسے موقع پر ایک مرتبہ پھر میدان میں آ گیا اور اپنے اداریوں کے ذریعہ ابتلاؤں میں مومنوں کے ردعمل کے حوالہ سے جماعت کو صبر واستقامت اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی جیسا کہ ۳؍ اکتوبر کے الفضل کے اداریہ سے ظاہر ہے۔ اس زمانہ میں پریس کی طرف سے جماعت مخالف مہم کا مقابلہ کرنے میں بھی الفضل نے موثر کردار ادا کیا اور معاند معاصرین نوائے وقت وغیرہ میں جماعت کے خلاف شائع ہونے والی خبروں کی پرزور تردید کرتے ہوئے صحیح صورتحال سے احباب جماعت اور دنیا کو آگاہ کیا۔ چنانچہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطبہ جمعہ ۲۰؍ ستمبر کا غلط خلاصہ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے پر اس کی پرزور تردید کی۔

الفضل نے احمدیوں پر ہونے والے مظالم، مکانوں اور دکانوں پر حملے، لوٹ مار اور آتش زنی کی تفاصیل شائع کر کے احباب جماعت اور دنیا کو اس سے آگاہ کیا۔ چنانچہ ۶؍ اکتوبر کے الفضل میں سرگودھا میں احمدیوں کے مکانوں اور دکانوں پر حملوں اور کنری ضلع تھرپارکر میں احمدیوں کے خلاف لوٹ مار کے افسوس ناک احوال شائع کیے گئے۔ جس کا ایک مثبت نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب محمد حنیف رامے نے ۶؍ اکتوبر کو سرگودھا آکر پریس کانفرنس کی اور ایک روز قبل ہونے والے فسادات کی بنا پر کمشنر اور ڈی آئی جی پولیس کو برطرف اور ۱۷ پولیس افسروں کو معطل کرنے کا اعلان کیا۔ اس کانفرنس کی مکمل رپورٹ ۸؍ اکتوبر کے الفضل میں شائع ہوئی۔ آئندہ اشاعت میں ۵؍ اکتوبر کے سانحہ سرگودھا کی مزید تفصیلات سے بھی آگاہی دی گئی۔

پاکستان سے ہجرت خلافت پر الفضل کا کردار

۱۹۸۴ء کا ابتلا بھی جماعت کے لیے ایک ہولناک امتحان تھا جس میں حملہ کا نشانہ بیک وقت خلافت اور جماعت کو بنایا گیا۔ اسلم قریشی کے جھوٹے مقدمہ اغوا وقتل کے نام پر ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح پر ہاتھ ڈال کر خلافت احمدیہ کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری طرف صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی طرف سے ۲۶؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو آرڈیننس نمبر ۲۰ جاری کر کے احمدیوں کے تمام مذہبی حقوق سلب کر لیے گئے۔

الفضل نے اس دور ابتلا میں بھی احباب جماعت کے حوصلے قائم رکھنے اور بڑھانے میں شاندار کردار ادا کیا۔ ۲۸؍ اپریل ۱۹۸۴ء کے الفضل کا اداریہ ”مامورین الٰہی کا عظیم الشان معجزہ“ کے عنوان پر شائع ہوا جس میں الٰہی جماعتوں کی قبولیت دعا کا ذکر کر کے جماعت کو دعا کی تحریک کی گئی۔ ۲۹؍ اپریل ۱۹۸۴ء کے الفضل میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا جو ابتلاؤں میں استقامت سے تعلق رکھتا تھا جو صفحہ اول پر شائع ہونے لگا۔

اس نازک دور میں جماعت اور خلیفۃ المسیح کے درمیان رابطہ کی خدمت الفضل ہی نے احسن رنگ میں انجام دی۔ خصوصاً ان حالات میں جب جماعت کو اپنے امام سے جدا کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ احمدی اپنے پیارے امام کے لیے بہت متفکر تھے اور خلیفۃ المسیح کا پاکستان میں رہ کر دینی خدمات بجالانا ناممکن ہو گیا تھا۔ چنانچہ مجبوراً حضور کو بیرون ملک ہجرت کرنا پڑی اور یہ کام نہایت رازداری اور خوش اسلوبی سے ہونے کے بعد ۲؍ مئی ۱۹۸۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح کے بیرون ملک دورہ کے سلسلہ میں لندن میں قیام پذیر ہونے کی اطلاع دی گئی۔

۴؍ مئی کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بیرون ملک روانگی سے ایک دن قبل ۲۸؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو بعد نماز عشاء ہونے والا مختصر الوداعی خطاب صفحہ اول پر شائع ہوا جس میں صبر اور کثرت سے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اگر آپ ایسا کریں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکیں گی۔ ۴؍ مئی ۱۹۸۴ء کو حضور کے بیرون ملک روانگی کے بعد جو پہلا خطبہ حضور نے ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ۶؍ مئی ۱۹۸۴ء کے الفضل میں شائع ہوا۔

۸؍ مئی کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا تازہ پیغام احباب کے نام الفضل کے صفحہ اول پر شائع ہوا جس میں آپ نے جماعت کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ اپنی قربانیوں سے ثابت کر دکھائیں کہ آپ صف اول کے محب وطن ہیں۔

اس دور میں جماعت کے بارے میں شائع ہونے والی

من گھڑت خبروں کی تردید کا سلسلہ بھی الفضل میں جاری رہا۔مثلاً لندن یا ربوہ میں خصوصی اجلاسات کے انعقاد بہشتی مقبرہ میں آمدورفت پر پابندی اور احمدیوں کے ارتداد جیسی افواہوں کا ردّ۔مئی ۱۹۸۴ء کے دوران یوم القدس کے موقع پر عربوں پر بہیمانہ مظالم سے متعلق لندن سے موصولہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام ۱۹؍مئی کے الفضل میں شائع ہوا۔

۷؍جون ۱۹۸۴ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک مکتوب مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے نام الفضل نے صفحہ اول پر شائع کیا۔جس میں احباب جماعت کو دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا سلام پہنچانے کے علاوہ یہ پیغام بھی تھا کہ ”میری آپ سب کے حق میں دردناک دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔اللہ کے کچھ فضلوں کو تو آپ نازل ہوتا دیکھ رہے ہیں لیکن جو ابھی پردہ اخفاء میں ہیں ان کا آپ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔“

۲۷؍جون کے الفضل نے روزنامہ امن کراچی کے ۲۰؍جون کے شمارہ کا جمعہ خان کے قلم سے لکھا ہوا یہ مضمون بلا تبصرہ شائع کیا کہ فرقہ وارانہ اختلاف قومی اتحاد کا سب سے برا دشمن ہے۔بذریعہ ٹیلی گرام ۵؍جولائی کے الفضل میں عید الفطر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام عید ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ کے نام شائع ہوا جس میں حضور نے جماعت کو یہ نوید دی کہ ”اللہ آپ کو اس سے بھی بڑی عید سے نوازے گا۔اس دور ابتلاء میں دنیا بھر کے احمدیوں نے جو استقامت کا مظاہرہ کیا ہے اللہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔آخر کار حقیقی عید آپ کو ہی عطا ہوگی۔“

لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مصروفیات کی رپورٹس

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن میں دینی و تربیتی مصروفیات بھی گاہے بگاہے الفضل کی زینت بنتی رہیں جیسے ۵؍اگست ۱۹۸۴ء کے الفضل میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ انگلستان میں حضور کی موجودگی سے یورپین ممالک میں جو انقلاب انگیز تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی ہے چند ماہ میں ہی اس کا اندازہ ہوگیا۔چنانچہ حضور کی ہجرت کے صرف تین ماہ بعد لندن میں مجالس ہائے خدام الاحمدیہ یورپ کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں ۱۱ ممالک سے ۸۰۰ کے قریب خدام شامل ہوئے،جس میں حضور نے بنفس نفیس شامل ہوکر ولولہ انگیز تاریخی خطاب ارشاد فرمائے۔

لندن میں حضور کے قیام کی دوسری اہم برکت انگلستان اور خصوصاً لندن کی نواحی جماعتوں کی تعلیم و تربیت تھی۔حضور نے مجالس عرفان کا معلوماتی سلسلہ الگ شروع فرمایا۔۲۸؍اگست ۱۹۸۴ء کے الفضل میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے چھپنے والی رپورٹس سے بھی اس بات کا اندازہ ہوتا ہے۔۹؍ستمبر ۱۹۸۴ء کے الفضل میں عید الاضحیہ کے موقع پر حضور کا محبت بھرا پیغام اور عید کا تحفہ شائع ہوا۔جس میں یہ حوصلہ افزا الفاظ شامل تھے:”وہ حقیقی عید جو بالآخر قربانیوں کے نتیجہ میں ملتی ہے وہ تمہارے لیے ہی مقدر ہے، اس ایمان اور یقین پر قائم رہو اور ثبات قدم اور استقامت کا ثبوت دیتے چلو۔“

پاکستان میں الفضل پر پابندی اور الفضل انٹرنیشنل کا اجرا

اس کے بعد ۱۲؍دسمبر ۱۹۸۴ء کو الفضل پر پھر پابندی لگا دی گئی۔جو ۲۸؍نومبر ۱۹۸۸ء کو ختم ہوئی۔یوں الفضل تقریباً چار سال پابندی کا شکار رہا۔اس دوران الفضل کے پیدا ہونے والے خلا کو پورا کرنے کے لیے چاروں تنظیموں کے ماہنامہ کے ہفتہ وار ضمیمے شائع ہوتے رہے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات اور دیگر ارشادات شائع ہوتے رہے۔اور تربیتی امور کے حوالہ سے امام اور جماعت کا رابطہ منقطع ہونے نہیں دیا گیا۔تاہم اس دوران شدت سے محسوس ہوا کہ الفضل کا کوئی بہتر متبادل عالمی سطح پر ہونا چاہیے۔چنانچہ ۳۰؍جولائی ۱۹۹۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر الفضل انٹرنیشنل کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔ پھر ۷؍جنوری ۱۹۹۴ء کو لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی جو خلافت رابعہ کا ایک عظیم کارنامہ شمار ہوتا رہے گا۔

خلافت خامسہ میں خدمات

الفضل کے ذریعہ احباب جماعت میں وحدت اور امام وقت کے ساتھ رابطہ کی یہ مساعی حضرت خلیفہ رابعؒ کے انتقال پر ملال اور خلافت خامسہ کے انتخاب پر بھی بڑی شان سے ظاہر ہوئی۔

خلافت خامسہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل خدمات سلسلہ کا یہ سفر کر رہا ہے۔جس کی ایک عظیم برکت خدا کے فضل سے الفضل کا بیرون ملک سے پھر روزنامہ بن کر سامنے آنا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات،خطابات،مجالس عرفان،دوروں کی رپورٹس،پیغامات اور ہدایات کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس سے الفضل کا دامن لبریز ہے ایک طرف جماعتی تربیت کا کام ہو رہا ہے۔دعوت الی اللہ ہو رہی ہے اور ہرقسم کے فتنوں کا پیشگی قلع قمع ہو رہا ہے۔

انتخاب خلافت خامسہ

اپریل ۲۰۰۳ء میں ہمارے پیارے امام و راہنما حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور غلبۂ اسلام کا ایک نیا بابرکت دور شروع ہوا۔خلافت خامسہ کے انتخاب کے موقع پر الفضل نے اپنا نمایاں کردار ادا کیا اور حضور انور کے پہلے خطاب کو اپنے شمارہ میں فوری شائع کرکے احباب جماعت تک پہنچایا جس میں حضور انور نے فرمایا کہ ”احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں،دعاؤں پہ زور دیں،دعاؤں پہ زور دیں۔بہت دعائیں کریں،بہت دعائیں کریں،بہت دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔آمین“

(الفضل انٹرنیشنل ۲۵؍اپریل ۲۰۰۳ء تا یکم مئی ۲۰۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بصیرت افروز قیادت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی جماعت احمدیہ کی ترقی اور احباب جماعت کی تربیت کے معاملات میں خصوصی راہنمائی فرمائی۔آپ نے دعاؤں کی تحریکات کے بعد تربیتی،روحانی،مالی،خدمت انسانیہ کی تحریکات فرمائیں جن کو الفضل نے اپنی زینت بنایا۔

خصوصاً جب ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسوۂ رسولؐ کے مطابق مذہبی راہنماؤں اور سربراہان مملکت کو خطوط لکھے جن میں انہیں اشاعت توحید و اسلام اور امن عالم کے قیام کی دعوت دی اور الفضل میں ان کو شائع کیا۔

بین المذاہب کانفرنسز،امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز کا انعقاد

خلافت خامسہ میں بین المذاہب کانفرنسز،امن کانفرنسز اور امن سمپوزیمز وغیرہ کا انعقاد ہوا۔بالخصوص خلافت خامسہ کے عہد میں ۲۰۰۴ء سے امن کانفرنس (Peace Symposium) کا آغاز ہوا جس میں دنیا بھر سے مختلف نمائندے شامل ہوتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطاب میں حالات حاضرہ کے پیش نظر دنیا کو امن کا پیغام دیتے ہیں جو اسلام اور جماعت احمدیہ کے تعارف کے علاوہ عالمی امن کے قیام کے لیے نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے چنانچہ حضور کے بابرکت عہد میں سولہ امن کانفرنسز کا انعقاد کیا جاچکا ہے۔امن کانفرنسز میں ہر سال دنیا بھر میں قیام امن کے لیے نمایاں کام کرنے والوں کو احمدیہ امن پرائز سے بھی نوازا جاتا ہے۔احمدیہ امن انعام کا آغاز ۲۰۰۹ء سے ہوا اور اب تک دس منتخب افراد کو جماعت احمدیہ کی طرف سے عالمی سطح پر یہ انعام دیا جاچکا ہے۔ ان کانفرنسز کے ذریعہ ساری دنیا میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف ”سفیرِامن“ کے طور پر ہوا،اب دنیا کی بڑی بڑی پارلیمنٹس آپ کو اپنے خطاب کی دعوت دینے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ان تمام پروگراموں کی تفصیلی رپورٹس الفضل میں شائع ہوتی رہیں۔جن کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

عالمی ایوانوں میں پیغام امن و اسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو جو ایک اور نیا،اہم،مفید اور مؤثر تاریخی کام کرنے کی توفیق بخشی وہ آپ کے خطابات ہیں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بڑے اور طاقتور ملکوں کے ایوانوں میں امن کے موضوع پر ارشاد فرمائے جن کے ذریعہ جماعت کا مثبت تعارف اور پیغام بھی پہلی دفعہ دنیا کے بااثر طبقہ میں پہنچا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو برطانوی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں،۳۰؍مئی ۲۰۱۲ء کو ملٹری ہیڈ کوارٹرز کو بلنز جرمنی میں،۲۷؍جون ۲۰۱۲ء کو کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی امریکہ میں امن عالم کے حوالے سے خطاب فرمایا۔۴؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا جس کا موضوع ”امن کی کنجی۔ بین الاقوامی اتحاد“ تھا۔۱۱؍جون ۲۰۱۳ء کو برطانوی پارلیمنٹ سے دوسرا خطاب بعنوان ”اسلام۔امن اور محبت کا مذہب“ فرمایا۔نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ سے ۴؍نومبر ۲۰۱۳ء کو ”امن عالم۔وقت کی ضرورت“ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

۶؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ڈچ نیشنل پارلیمنٹ سے حضور انور کے خطاب کا موضوع ”حالات حاضرہ اور اسلام کی پُرامن تعلیم“ تھا۔۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۶ء کو پارلیمنٹ آف کینیڈا میں حضور انور نے خطاب فرمایا جس کا موضوع ”دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے اسلامی تعلیم“ تھا۔۸؍اکتوبر ۲۰۱۹ء کو عالمی تنظیم یونیسکو میں خطاب فرمایا۔

جلسہ مذاہب عالم ۱۸۹۶ء کے بعد خلافت ثانیہ میں ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس اور خلافت ثالثہ میں ۱۹۷۷ء میں کسرصلیب کانفرنس یورپ کے بعد الٰہی تقدیر کے موافق عہد خلافت خامسہ میں ۱۱؍فروری ۲۰۱۴ء کو منعقد ہونے والی گلڈ ہال کانفرنس کو عالمی سطح پر غیرمعمولی وسعت،ہمہ گیری،پذیرائی اور اثر انگیزی کے نتیجے میں حضرت مسیح موعودؑ کی دیرینہ خواہش پوری ہونے کے سامان ہوگئے۔

چنانچہ برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے قیام کے سو سال پورا ہونے پر اظہار تشکر کے لیے منعقد ہونے والی یہ عظیم الشان تقریب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق لندن میں ایک عالمی نوعیت کے ”جلسہ مذاہب“ کی صورت میں منعقد ہوئی جس میں ۱۱؍فروری ۲۰۱۴ء کو گلڈ ہال میں ۲۶ ممالک سے مختلف نو مذاہب (مسلمان،یہودی،عیسائی، بدھ مت،دروزی،ہندومت،زرتشتی،سکھ دوسواسّی نمائندگان کے علاوہ سیاسی لیڈرز، حکومتی و سفارتی اہلکاروں،علمی و ادبی حلقوں کے افراد،میڈیا نیز مذہبی آزادی کے لیے کام کرنے والے اداروں سے تعلق رکھنے والے چارسو پچاسی افراد نے شرکت کی۔کانفرنس کا عنوان ”اکیسویں صدی میں خدا کا تصور“ تھا۔اس کانفرنس میں حضور انور نے اپنے عظیم الشان پُرمعارف خطاب سے نوازا۔

ان تمام خطابات کو ساتھ ساتھ الفضل نے افادۂ عام کے لیے شائع کیا اور لاکھوں لوگوں تک اس کی رسائی ہوئی۔

حضور انور کی مصروفیات،ملاقاتیں اور خطبات و دورہ جات

حضور انور کی مصروفیات کی جھلکیاں بھی الفضل میں شائع ہوتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ کے حقیقی جانشین کا سارا وقت خدمت اسلام میں مصروف گزرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں آن لائن ورچوئل ملاقاتوں کا ایک مفید سلسلہ شروع ہوا۔الفضل میں ان کی رپورٹس شائع ہوتی ہیں جن میں حضور انور کی مفید ہدایات اور پرمعارف نکات سے احباب جماعت مستفیض ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ،خطبات عید، خطبات نکاح اور جلسہ ہائے سالانہ پر فرمودہ خطابات الفضل کی زینت بنتے ہیں جو احباب براہ راست ان سے مستفید نہ ہو سکے ہوں وہ بذریعہ الفضل اس سے استفادہ کرتے ہیں اور یہ ایک ریکارڈ جمع ہوتا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اشاعت اسلام کی غرض سے جو دورہ جات فرماتے ہیں ان کی رپورٹس کا ذکر بھی الفضل میں شائع ہوتا ہے جن سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات کا اندازہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ الفضل کو ترقی دے کہ مستقبل میں بھی خلافت کا دست و بازو بنا رہے اور اس کا شمار اس کے ادنیٰ غلاموں میں ہو۔

☆...☆...☆

الفضل اور حالاتِ حاضرہ

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

ضروری مفید اخبار کی واقفیت بہم پہنچانا جن سے عموماً خبروں کے لئے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہے خصوصاً عالم اسلام کی خبروں سے آگاہ کرنا

آج سے ۱۱۰؍ برس قبل جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبار ”فضل کا پراسپکٹس“ شائع فرمایا تو الفضل کے جاری کرنے کی اغراض بیان کرتے ہوئے حالات حاضرہ کی خبروں سے آگاہی کو آٹھویں نمبر پر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا: ”ضروری مفید اخبار کی واقفیت بہم پہنچانا جن سے عموماً خبروں کے لئے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہے خصوصاً عالم اسلام کی خبروں سے آگاہ کرنا“۔ (انوار العلوم جلد ۱ صفحہ ۴۴۱)

چنانچہ جب الفضل کا پہلا پرچہ ۱۸؍ جون ۱۹۱۳ء کو شائع ہوا تو اس کے صفحہ ۲ پر ”مختلف خبریں“ کے زیر عنوان جنگ بلقان سے متعلق ۱۰؍ جون تا ۱۶ جون ۱۹۱۳ء کی اہم خبروں کا خلاصہ کالم نمبر ایک اور ۲ پر شامل اشاعت کیا گیا۔ واضح رہے کہ یہ جنگ بلقان لیگ میں شامل ممالک بلغاریہ۔ سربیا، یونان، اور مونٹینیگرو نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف شروع کی تھی۔ چنانچہ ان ممالک سے متعلق خبریں شامل اشاعت ہیں نیز ان حالات میں روس اور برطانیہ کے کردار سے متعلق خبریں بھی شامل کی گئی ہیں۔

اسی صفحہ پر مزید جن ممالک کے بارے میں اہم خبروں کا خلاصہ شائع کیا گیا ان میں انگلستان، فرانس، جرمنی، مراکش، ہسپانیہ، ہندوستان، ترکیہ، ارجنٹینا اور آرمینیا شامل ہیں۔

الفضل کے اسی پہلے شمارہ کے صفحہ ۴ اور ۵ پر مزید حالاتِ حاضرہ بمع تبصرہ شائع ہوئے۔ ان میں پنجاب گورنمنٹ کا خرچ پادریوں پر، ماورائے ایران ریلوے، آرمینیا کے مسیحی، ترکوں میں فساد، آزادی کی مخالفت، مراکش میں ہسپانیوں کا حشر، افریقہ میں دو بیوی والوں کا حشر، مسلمانوں کی تعلیم کی طرف گورنمنٹ کی توجہ، حاجیوں کے لیے نیا انتظام، گورنمنٹ کا انصاف، پارلیمنٹ میں آٹے کی بارش، ٹرکی کا مستقبل، ہندو مسلمانوں کا اتحاد اور نئے مجوزہ قوانین کے عناوین شامل ہیں۔

یہی نہیں بلکہ صفحہ ۶ پر سید ادریسی امیر عسیر کا ایک خط بنام امام یحیٰ امیر یمن (حصہ اول) بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے جس کا مقصد قارئین کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ ”اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترک افسران انتظام مملکت سے کیسے غافل ہیں اور کس طرح مختلف اقوام کے امراء کو اپنی غفلتوں کی وجہ سے ناراض کر رہے ہیں“۔

اس صفحہ کے بالائی حاشیہ ”ہیڈر“ (Header) پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ یہ صفحہ ۱۹؍ جون ۱۹۱۳ء کو مرتب کیا گیا، گو جلد نمبر ا شمارہ نمبر ا کا ہی حصہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اخبار الفضل شروع میں ہفت روزہ تھا اور روزانہ کی بنیاد پر اس کے لیے حالات حاضرہ میں سے انتخاب شامل کیا جاتا تھا۔ چنانچہ آخری صفحہ (۱۶) کے کالم ۲ کے آخر میں ”تازہ برقی خبریں“ کے عنوان سے چھ عدد مزید تازہ خبروں کا خلاصہ بھی قارئین کے لیے پیش کیا ہوا دیکھنے کو ملے گا۔

بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حالات حاضرہ سے آگاہی کے لیے الفضل کے قاری کو عموماً خبروں کے لیے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہی ہوگی۔ چنانچہ آج الفضل کے گذشتہ شمارے جہاں تاریخ احمدیت کے ماخذ کے طور پر کام میں آرہے ہیں، وہاں تاریخ اقوام عالم کے انسائیکلوپیڈیا کے طور پر بھی مفید ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ فی زمانہ انٹرنیٹ پر محفوظ کردہ ان شماروں تک ہر خاص و عام کے لیے رسائی نہایت آسان ہو چکی ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اخبار الفضل گذشتہ ایک سو دس برسوں سے، ماسوا تعطل کے بعض عارضی ادوار کے، حالاتِ حاضرہ اور اہم عالمی خبروں کے خلاصہ کو اپنے بانی ایڈیٹر حضرت مرزا محمود احمد صاحب المصلح الموعود کے دیے ہوئے ”پراسپکٹس“ کے عین مطابق اپنے صفحات کی زینت بناتا چلا آرہا ہے اور اب تو اس میں شائع شدہ دیگر مضامین کی طرح اس کے ”خبرنامہ“، اہم عالمی خبروں کے خلاصہ کا صوتی قالب یعنی آڈیو ریکارڈنگ بھی روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کے یوٹیوب چینل پر باقاعدگی سے دستیاب کر دی جاتی ہے۔

حالات حاضرہ سے باخبر رہنے کی ضرورت اور اہمیت

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍ جنوری ۱۹۳۷ء میں اس وقت کے حساس اور خطرناک رخ کے حامل عالمی منظر نامہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک کی اور اس ضمن میں فرمایا: ”ایک دوست کو شکایت ہے کہ جاپان کے حالات اخبار الفضل میں کیوں درج ہوتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جن کو میں کنویں کے مینڈک کہتا ہوں۔ فکر تو یہ ہونی چاہئے کہ جاپان کے حالات تو شائع ہوتے ہیں فلپائن کے کیوں نہیں ہوتے؟ روس کے کیوں نہیں ہوتے؟ یہ غم تمہیں کھائے جانا چاہئے کہ کیا یہی ہماری پہنچ ہے کہ ہمارے اخبار میں صرف جاپان کے حالات ہی شائع ہوتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو اِس پر گلہ ہونا چاہئے کہ جو نہیں چھپا نہ کہ اُس پر جو چھپ رہا ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا جاپان کی اصلاح ہمارا فرض نہیں؟ اگر ہے تو اس کے حالات کا علم نہ ہوگا تو ہمارے دل میں اس کے لئے درد کس طرح پیدا ہوگا اور ہم اس کی اصلاح کس طرح کر سکتے ہیں۔

پس ہماری جماعت کو اپنے فرائض کو سمجھنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی اصلاح کے لئے پیدا کیا ہے۔ خاص کر ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں اِس قدر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کیا ایک طبیب کہہ سکتا ہے کہ لوگ آ کر مجھے تنگ کرتے ہیں جو اپنی بیماریاں مجھے بتاتے ہیں؟ اگر وہ ان بیماریوں سے آگاہ نہ ہو تو علاج کس طرح کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب تک تم دنیا کے حالات سے واقف نہ ہو اُس کی اصلاح کیسے کر سکتے ہو۔ ہم نے اپنے زور سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑا کام کیا ہے۔ حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو بدل دیا ہے، قرآن کریم کے نسخ کے خیالات کو بدل دیا ہے۔ عیسائی ممالک میں بائبل کے متعلق عیسائیوں کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر دی ہے مگر ابھی یہ کام ایسا ہی ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں کنواں۔ ہمارا تعلق ساری دنیا سے ہے اس لیے ہمیں سوچنا چاہئے کہ دنیا کو ان مختلف بلاؤں سے کس طرح نجات دلائی جا سکتی ہے جو اس پر نازل ہو رہی ہیں۔ اگر اس خیال سے کہ ہمارے پاس طاقت نہیں بیٹھ جائیں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے“۔ (خطبات محمود، جلد ۱۸، صفحہ ۱۱ و ۱۲) مزید فرمایا: ”پس یہ بالکل غلط ہے کہ دنیا سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہمارا ہی تو واسطہ دنیا سے ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے دنیا ہمیں دے دی ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ میں دنیا دوسروں سے چھین کر تمہارے حوالے کر دوں گا تو پھر اگرچہ اِس وقت وہ ہمارے قبضہ میں نہیں ہم اس سے کس طرح غافل رہ سکتے ہیں“۔ (خطبات محمود، جلد ۱۸، صفحہ ۱۷)

حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنے سے متعلق سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

پیارے آقا پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فداہ امی وابی، کی حیات مبارکہ پہ نظر دوڑائیں تو جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کو وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ آیت ۶۸) یعنی ”اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا“ کی یقین دہانی کروائی وہیں آپ اور آپ کے صحابہ کو وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ (الانفال:۶۱) یعنی گھوڑوں کو سرحدوں پر مستعد باندھ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ اس کا مقصد نہ صرف دشمنوں پر اپنا رعب قائم و دائم رکھنا اور مومنوں کی جماعت کے دفاع کے لیے ہر دم تیار رہنا تھا بلکہ سرحدوں اور آس پاس کے حالات سے باخبر رہنا بھی تھا۔ کیونکہ مومنوں کی جماعت کو ہر وقت چاروں طرف سے دشمنوں کی طرف سے خطرہ لاحق رہتا تھا، جو اپنے تئیں اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے مصمم ارادے رکھتے اور اس نیت سے سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔

زمانہ نبوی ﷺ میں آج کل کے دور کی طرح کے اخبارات یا رابطوں کے جدید ذرائع تو میسر نہ تھے لیکن خبر رسانی کے دیگر پر حکمت اور کامیاب طریق ضرور رائج تھے۔ ”خبر“ کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عینی مشاہدہ اور ذاتی شہادت کو ترجیح دیتے نہ کہ سنی سنائی بات کو۔ چنانچہ فرمایا: ”لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ“ (سنن احمد) یعنی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کی طرح نہیں ہو سکتی۔

اس حوالے سے یہاں سیرت نبوی ﷺ سے ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍ اپریل ۲۰۰۵ء میں حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا: ”ایک واقعہ کا روایت میں ذکر ملتا ہے، حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب انسانوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا۔ کسی طرف سے کوئی آواز آئی اور لوگ آواز کی طرف دوڑے۔ تو سامنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہوئے ملے۔ آپؐ بات کی چھان بین کر کے واپس آرہے تھے۔ اور حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپؐ نے اپنی گردن میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ آپؐ نے ان لوگوں کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ڈرو نہیں، ڈرو نہیں میں دیکھ کر آیا ہوں کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے ابوطلحہ کے گھوڑے کے متعلق فرمایا کہ ہم نے اس کو تیز رفتاری میں سمندر جیسا پایا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الحمائل وتعلیق السیف بالعنق)“۔ (بحوالہ خطبات مسرور جلد سوم، صفحہ ۲۶۴)

مذکورہ بالا حدیث سے پتا چلتا ہے کہ نہ صرف یہ آنحضور ﷺ نے بذات خود حالات کا جائزہ لینے کے بعد لوگوں کو یہ خبر دی، بلکہ خبر کے حصول کے لیے تیز ترین ذریعہ اپنانے کو بھی ترجیح دی، جو کہ ایک تیز رفتار گھوڑا تھا، جسے آپ علیہ السلام نے بالخصوص پسند فرمایا اور اس کی تعریف بھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ مقامی گرد و پیش بلکہ بین الاقوامی حالات سے بھی باخبر رہتے تھے۔ چنانچہ

تکلیف کے دور میں مسلمانوں کو حبشہ کے لیے ہجرت کرنے کی اجازت دینا، علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز واقع ملک چین کی مثال دینا، اور اسی طرح قیصر وکسریٰ سمیت بہت سے ممالک کے سلاطین اور بادشاہوں کے نام لکھے گئے آپ کے خطوط اس بات پر گواہ ہیں کہ آپ اس وقت کے عالمی اور جیو پولیٹیکل، یعنی سیاسی و جغرافیائی منظر نامہ سے بخوبی آگاہ رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اخبار بینی کا معمول

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا خطبہ میں بتایا کہ نہ صرف وہ خود بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ رکھتے تھے، اس ضمن میں مزید دو روایات قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب بیان فرماتے ہیں: ’’حضرت مسیح موعودؑ کو اخبار پڑھنے کی بھی عادت تھی۔ اپنی بعثت سے پہلے اخبار وکیل ہندوستان، سفیر ہند امرتسر، نور افشاں لدھیانہ، برادر ہند لاہور، وزیر ہند سیالکوٹ، منشور محمدی بنگلور، ودیا پرکاش امرتسر، آفتاب پنجاب لاہور، ریاض ہند امرتسر اور اشاعۃ السنہ بٹالہ خرید کر پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض اخبارات میں خود بھی مضامین لکھتے تھے۔ اخبار بینی کا مذاق آپ کو دائمی تھا۔ بعثت کے بعد مختلف زبانوں کے اخبارات قادیان میں آنے لگے۔ جو براہ راست غیر زبانوں کے اخبارات آپ کے پاس آتے تھے آپ ان کا ترجمہ کرا کر سنتے اور اگر ان میں کوئی مضمون اسلام کے خلاف ہوتا تو اس کا جواب لکھوا کر شائع کرتے تھے اور جو خود پڑھ سکتے تھے وہ ضرور پڑھتے اور اخبار کے پڑھنے کے متعلق آپ کا معمول یہ تھا کہ تمام اخبار پڑھتے اور معمولی سے معمولی خبر بھی زیر نظر رہتی۔ آخری زمانہ میں اخبار عام کو یہ عزت حاصل تھی کہ آپ روزانہ اخبار عام کو خریدتے تھے اور جب تک اسے پڑھ نہ لیتے رومال میں باندھ رکھتے تھے اور بعض اوقات اخبار عام میں اپنا کوئی مضمون بھی بھیج دیتے تھے اخبار عام کی بےتعصبی اور معتدل پالیسی کو پسند فرماتے تھے‘‘۔ (سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی۔ صفحہ ۶۹ ایڈیشن ۲۰۱۶ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور خوش قسمت رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب ذکر حبیب فرماتے ہیں: ’’ایک دن میں قرآن شریف لے کر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا درس سننے کے واسطے اپنے کمرے کے دروازے سے نکل رہا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے بلایا اور فرمایا میری آنکھوں کو تکلیف ہے، آپ مجھے آج اخبار سنا دیں۔ حضور اخبار عام روزانہ باقاعدہ روزانہ منگوایا کرتے تھے اور پڑھتے تھے‘‘۔ (ذکرِ حبیب، ایڈیشن مع انڈیکس صفحہ ۶۸)

جامعہ کے طلبہ کو اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ جامعہ کے طلبہ اور مبلغین خود کو دنیا کے حالاتِ حاضرہ سے واقف رکھنے کے لیے اخبارات کا باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کیا کریں۔

چنانچہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ جنوری ۱۹۳۵ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ کے طلبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’میں نے عام طور پر (ان) لڑکوں سے سوال کرکے دیکھا اور مجھے معلوم ہوا کہ کثرت سے طالب علم ایسے ہیں جنہوں نے کبھی اخبار کو پڑھا ہی نہیں۔ کیا دنیا میں کبھی کوئی ڈاکٹر کام کرسکتا ہے جسے معلوم ہی نہیں کہ مرضیں کون کون سی ہوتی ہیں۔ میں نے تو حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے آپ راتوں کو بھی کام کرتے اور دن کو بھی کام کرتے اور اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ رکھتے۔ اسی تحریک (تحریک احرار ۱۹۳۴ء) کے دوران میں خود اکتوبر سے لے کر آج تک بارہ بجے سے پہلے کبھی نہیں سویا اور اخبار کا مطالعہ کرنا بھی نہیں چھوڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو میں نے اس طرح دیکھا ہے کہ جب ہم سوتے اس وقت بھی آپ جاگ رہے ہوتے اور جب ہم جاگتے تو اس وقت بھی آپ کام کر رہے ہوتے۔ جب انہیں پتہ ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے تو وہ دنیا میں کام کیا کرسکتے ہیں۔ میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا‘‘۔ (خطبات محمود جلد ۱۶ صفحہ ۳۶ و ۳۷) آپ نے مزید فرمایا: ’’تمہیں تو اپنے اندر ایک آگ پیدا کرنا چاہیے، ایمان پیدا کرنا چاہیے، اخلاق پیدا کرنے چاہئیں، امنگیں پیدا کرنی چاہئیں اور تمہیں سمجھنا چاہیے کہ تمہیں خدا نے کسی خاص کام کے لیے پیدا کیا ہے اور تم زمین میں اس کے خلیفہ ہو۔ پھر تم اخبار میں پڑھتے اور جہاں جہاں مسلمانوں کو تکالیف و مصائب میں گرفتار پاتے، تمہارے دلوں میں ٹیسیں اٹھتیں اور تم ان کی بہبودی کے لئے کوششیں کرتے، مگر تم دنیا کے حالات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہو‘‘۔ (خطبات محمود جلد ۱۶ صفحہ ۳۹، ۴۰)

زرد صحافت سے پاک: اخبار الفضل

’’زرد صحافت‘‘ سے مراد ایسی صحافت ہے جس میں جھوٹ کی حد تک مبالغہ آرائی کی مدد سے گمراہ کن سنسنی خیزی پھیلائی جائے۔ زرد صحافت کی اصطلاح کا آغاز امریکہ (اور پھر دنیا بھر میں) ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ ہوا جب دو معروف و مقبول ترین لیکن ایک دوسرے کے حریف امریکی اخبارات نے زرد رنگ کا لبادہ پہنے ایک کارٹون (Yellow kid) کو سنسنی خیز خبروں کی ترویج کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر استعمال کرنا شروع کیا۔

ابتدا میں یہ اخبارات زرد کارٹون کے لبادے میں صرف امریکہ، خصوصاً نیویارک سے متعلق خبروں کے حوالہ سے سنسنی خیزی پھیلایا کرتے لیکن بعد میں انہوں نے عالمی حالاتِ حاضرہ اور واقعات کو بھی تختۂ مشق بنانا شروع کر دیا حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ کیوبا اور فلپائن میں سپین امریکہ جنگ شروع کروانے میں اس زرد کارٹون کا بھی بہت اہم کردار تھا۔ تب ہی سے اس قسم کی دروغ آمیز اور سنسنی خیز صحافت کو ’’زرد صحافت‘‘ کا نام دے دیا گیا، جو کہ بدقسمتی سے اب بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان سمیت دنیا کے بہت سے خطوں میں نہ صرف رائج بلکہ مقبول بھی چلی آرہی ہے۔

چنانچہ ’’پاکستان میں زرد صحافت یا جرنلزم عروج پر‘‘ کے زیرعنوان کالم نگار اجمل شبیر صاحب لکھتے ہیں: ’’اب صحافت کو جو پاکستان اور دنیا بھر میں سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے وہ ہے جعلی یا فیک خبروں کا۔ پاکستان میں تو مسخ شدہ خبروں کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ جھوٹی خبر کو ایسے بھیانک انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ پاکستان میں صحافت کا دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میڈیا ہاؤسز کے مالکان اب ایڈیٹر بن گئے ہیں...وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، کسی کو برباد کر دیتے ہیں اور کسی کی تسبیح کی جاتی ہے۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانا ان کا کام ہے۔ دوسری طرف صحافیوں کی اپنی ایک الگ دنیا ہے۔ صحافی اب صحافی نہیں ہیں بلکہ میڈیا ہاؤسز مالکان کے ملازم ہیں... یہ صحافی زیادہ تر اینکر پرسنز کہلاتے ہیں، یعنی دوسروں کو ننگا کرنے والے، ان کے خلاف نفرت اور تعصب پھیلانے والے۔‘‘ (https://www.punjnud.com/pakistan-mein-zard-sahafat-ya-journalism-arooj-par-)

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اخبار الفضل کو اپنی اشاعت کے پہلے دن سے آج تک یہ اعزاز حاصل رہا ہے، اور انشاء اللہ آئندہ بھی حاصل رہے گا کہ کوئی بھی سچ کے علمبردار اس اخبار پر زرد صحافت کا حامل ہونے کا الزام نہیں لگا سکتا۔

اس ضمن میں یہ تاریخی امر بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ الفضل کے پہلے شمارہ میں خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ’’اسلامی اخبارات کے لئے دستور العمل‘‘ کے عنوان سے جو مضمون خاص الفضل کے لیے تحریر فرمایا اس میں خصوصی طور پر ان اخبارات کے حوالے سے جو سیاسیات ہی کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں اور کسی ضابطہ اخلاق سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا فرمایا: ’’یہ اخبار اپنے مصالح اور اغراض سے بندھے ہوئے ہیں اور جب مصالح اور اغراض اصل ہوئے تو کذب، غِشّ، خیانت، اور عذر تو ان کے لئے ضروری اور لازمی ہوتا ہے‘‘۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۶ کالم ۱)

مضمون کے آخر میں، جو کہ انتہائی بیش قیمت نصائح پر مشتمل ہے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’پس برادران و عزیزان و بزرگان۔ اخبار میں وہ مضمون دو جس میں نفسانیہ خواہشات۔ سوءظن، تفرقہ و امراء پر اعتراض اور اس میں ناعاقبت اندیشی، خودغرضی، طمع، دین الٰہی سے بےخبری، نفاق جو بدعہدیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور احکام کی نااہلی۔ ترک افشاء سلام (خصوصاً ہندوستان میں تو یہ مبارک دعا معیوب یقین کی گئی) ترک جمعہ و جماعات امراء میں تعلی۔ عادات بدنی نے کہاں نوبت پہنچائی ہے کا علاج ہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے‘‘۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۶ کالم ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا مضمون میں جس ’’دین الٰہی سے بےخبری‘‘ کا ذکر فرمایا، حقیقت یہی ہے کہ آج سے چودہ صدیاں قبل اس دین اسلام نے خاص طور پر ’’خبر‘‘ کے حوالہ سے ایسی واضح اور روشن تعلیم مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دے دی تھی جو ہر قسم کے جھوٹ، افواہوں، من گھڑت نیز فتنہ و فساد کی باتوں کا قلع قمع کرتی اور مومنین کو ان سے احتراز برتنے کی تاکید کرتی ہے، چنانچہ اخبار ’’الفضل‘‘ انہی سنہرے اسلامی اصولوں کی بنیاد پر شائع کیا جاتا ہے، جو کسی بھی صحافت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان اصولوں کے حوالہ سے قرآن کریم، جو خود بھی ماضی، حال اور مستقبل کی بہت ساری خبروں کا حامل ہے۔ اور ایک سورہ مبارکہ کا تو نام ہی ایک بڑی خبر (النبا) کے حوالہ اور ذکر سے متعلق ہے، کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

☆...وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرۃ:۴۳) ترجمہ: اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔

☆...يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات:۷) ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

☆... إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ (النور:۱۶تا ۱۸)۔ ترجمہ: جب تم اُس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں پر لیتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تو تم کہہ دیتے ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اس معاملے میں زبان کھولیں۔ پاک ہے تُو (اے اللہ!)۔ یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے مبادا تم آئندہ کبھی ایسی بات کا اعادہ کرو، اگر تم مومن ہو۔

اسی طرح غیر مصدقہ اور بے بنیاد ’’خبروں‘‘ کی ترویج و تشہیر میں ملوث افراد کے بارہ میں پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قطعی فرمان ہے کہ كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ) یعنی کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

افسوس کہ آج سے ایک سو دس برس قبل امام آخرالزمانؑ کے رفیق اور پہلے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے سیاسیات میں الجھے مروجہ اخبارات کے بارہ میں اپنے مشاہدات کا خلاصہ ان الفاظ میں فرمایا تھا کہ ’’یہ اخبار اپنے مصالح اور اغراض سے بندھے ہوئے ہیں اور جب مصالح اور اغراض اصل ہوئے تو کذب۔ غِشّ۔ خیانت۔ اور عذر تو ان کے لئے

ضروری اور لازمی ہوتا ہے''۔ (الفضل قادیان دارالامان نمبر ا جلد ا صفحہ ۱۶)۔

توکلمہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والے ملک پاکستان کا ایک صحافی آج بھی نوحہ خواں ہے کہ اس قوم نے اپنی حالت ہنوز نہیں بدلی یہاں تک کہ ''پاکستان میں تومسخ شدہ خبروں کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔جھوٹی خبر کو ایسے بھیانک انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ انسانیت کانپ اٹھتی ہے!۔''

https://www.punjnud.com/pakistan-mein-zard-sahafat-ya-journalism-arooj-par-

فاعتبروا یا اولالباب اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اخبار الفضل اس قسم کے گند سے پاک ہے۔اس میں قاری کو سچ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

جہاں تک فی زمانہ رواج پانے والے ''میڈیا ہاؤسز'' کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ اخبار الفضل سمیت جماعت احمدیہ کے جملہ جرائد و رسائل اور ملٹی میڈیا آوٹ لیٹس (Multi media outlets) خواہ پرنٹ میڈیا ہو، سوشل میڈیا ہو یا الیکٹرانک و ڈیجیٹل میڈیا (بشمول ریڈیو اور ٹی وی چینلز) کا تعلق بھی ایک ''میڈیا ہاؤس'' سے ہے اور وہ ''ہاؤس'' (House) یعنی گھر ہے اس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح آخرالزماں کے بابرکت ہاتھوں کے ذریعہ بنوایا ہوا ''الدار''، جس کی چاردیواری کے اندر جھوٹ کسی بھی رنگ میں داخل نہیں ہوسکتا۔جس کی حصار اندر حصار چاردیواری کے اندر سچائی کے گھنے درختوں تلے امن و حفاظت، سکون وراحت، علم ومعرفت اور محبت وابلاغ کی گہری چھاؤں سے لطف اندوز ہونے کے کھلے مواقع دستیاب ہیں۔

ع اَمْن اَسْت دَرْمَکَانِ مَحَبَّتْ سَرَائے مَا

ترجمہ: ہمارا مکان جو ہماری محبتِ سرائے ہے اس میں ہرطرح سے امن ہے۔(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

☆...☆...☆

الفضل انٹرنیشنل میں مضامین / رپورٹس اور اعلاناتِ دعا بھجوانے کے لیے:
(احباب اطلاعات و اعلانات صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں)
Whatsapp/Telegram: +44 7566 234466
email: info@alfazl.com

الفضل منادی ہے دنیا میں محبت کا

الفضل منادی ہے دنیا میں محبت کا
بے مثل حوالہ ہے آدابِ صحافت کا

اُسلوبِ بیاں دل کش، انداز نرالا ہے
ہے ایک کرشمہ سا لفظوں کی کرامت کا

بھر پور معانی ہیں ہر لفظ کے پیکر میں
گویا کہ سمندر ہے افکار کی نُدرت کا

الفاظ کے پردے میں تصویر سی بنتی ہے
کیا خوب دکھاتا ہے یہ عکس حقیقت کا

روداد نویسی میں تفصیل قرینہ ہے
اجمال میں کھلتا ہے ہر بھید علامت کا

تحقیق بھی ہے اس میں تخلیق کا جوہر بھی
تدوین سے ہے شستہ ہر متن عبارت کا

تاریخ کے خوابیدہ گوشے بھی نمایاں ہیں
اک شاہدِ ناطق ہے ہر دور کی عظمت کا

اذکارِ نبوت سے ہر سطر فروزاں ہے
تائید کنندہ ہے انوارِ خلافت کا

اس کے ہی وسیلے سے مضبوط تعلق ہے
دربارِ خلافت سے افرادِ جماعت کا

سو سال سے ہے جاری اِک خاص تواتر سے
ارقام ہوا اس میں ہر حرف صداقت کا

جنبش میں قلم اس کا حکمت سے ذہانت سے
رُخ پھیر کے رکھتا ہے جذبات کی شدت کا

تحریر ہے تابندہ مضمون ہے رخشندہ
ہر سطر میں ہے زندہ عرفان حقیقت کا

ہر روز درِ دل پر دستک سی یہ دیتا ہے
اک جوش دلاتا ہے پیغام امامت کا

خطبات بھی دیتا ہے، عرفاں کی مجالس بھی
محفوظ ہوا اس میں ہر لفظ خلافت کا

(ڈاکٹر ع۔ک۔ خالد)

الفضل خلفائے احمدیت کا دست و بازو

(ذیشان محمود۔مربی سلسلہ)

وہ آدمی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تھا کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ان کو تو علم مل رہا ہے الفضل سے اور بعض جو نام نہاد ہوتے ہیں اپنے آپ کو صرف ظاہر کرنے والے ہم بہت علمی آدمی ہو گئے ہیں، ان کو نہیں ملتا تو نہ ملے۔ اس لئے ہر چیز جو یہاں سنو کسی نہ کسی میں کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ ہر لڑ کا جو کہتا ہے کچھ نہ کچھ بات، کام کی بات کر جاتا ہے

الفضل تاریخ احمدیت کے وسیع سمندر کی وہ کشتی ہے جو اس سمندر کی گہرائیوں، وسعتوں، کناروں اور جزائر سے خوب واقف ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو اس کشتی کا ماہر ملاح ہر دور میں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ وجود یعنی خلیفۃ المسیح رہے ہیں۔ ویسے تو الفضل کا ۱۹۱۳ء میں آغاز ہوا لیکن اس نے گذشتہ پندرہ سو سال کی تاریخ کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے لیے اشاعت ہدایتِ اسلام کے جو ذرائع مسخر کیے ان میں سے ایک بڑا ذریعہ کتب و رسائل اور اخبار و جرائد کی اشاعت ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسے آخری زمانہ کی نشانیوں میں سے ایک قرار دیتے ہوئے کہا کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جماعت کے دو اخبار الحکم اور البدر (بدر) جاری ہوئے۔ جنہوں نے اشاعت ہدایت کے لیے غیر معمولی کردار ادا کیا۔ حتی کے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی انہیں سلسلہ کے دست و بازو قرار دیا۔

۱۹۱۳ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے خلافت اولیٰ کے بابرکت عہد میں الفضل کو جاری فرمایا۔ آپؓ نے استخارہ کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں اخبار الفضل کے اجرا کی اجازت کے لیے عرض کیا تو آپؓ نے فرمایا: ''جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی، حسن نیت، اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے۔ زمیندار، ہندوستان، پیسہ میں اور کیا اعجاز ہے وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا نصرت الٰہیہ کی امید بلکہ یقین''۔

پھر الفضل کا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے عطا فرمایا اور الفضل ۱۹۱۴ء کے ایک اداریہ میں درج ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا: ''مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو''۔ (الفضل ۱۹؍نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ''الفضل'' فضل ہی ثابت ہوا۔ (یاد ایام، انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۷۱)

الفضل کی مثال کشتی نوح سی

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کو جاری فرماتے ہوئے اس کی مثال کشتی نوح سے دی کہ ''میں الفضل جاری کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جس طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگ ان کے کشتی بنانے پر ہنستے تھے اور اُسے غیر ضروری قرار دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ خشک میدانوں اور ریت کے ٹیلوں پر کشتی کیونکر چلے گی۔ اسی طرح بہت سے لوگوں کو الفضل کی ضرورت میں شبہ ہے۔ اور ایسی قوم جس کا خون بڑھتی ہوئی ضروریات پہلے ہی چوس چکی ہیں۔ اس کا چلنا مضحکہ انگیز معلوم ہوتا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ جس طرح حضرت نوحؑ کی کشتی کے چلنے کے وقت اٹھتی ہوئی موجیں اور بڑھتی ہوئی لہریں اور جہازوں کو تباہ کر دینے والی آندھیاں اور راستہ بھلا دینے والی ظلمتیں ایک خطرناک نظارہ دکھا رہی تھیں اور ظاہری نظر سے دیکھنے والا انسان سمجھتا تھا کہ یہ کشتی اب گئی اور اب گئی۔ وہی حال اس اخبار کا ہے۔ اس لیے میں بھی اپنے ایک مقتداء اور رہنما اپنے مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحرِ ناپائیدار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰٮهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔... اے میرے مولا اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔'' (الفضل ۱۹؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

خلافت ثانیہ کے دست و بازو کا کردار

تاریخ احمدیت اس بات کی شاہد ہے کہ الفضل کے آغاز کے کچھ عرصہ بعد جب جماعت پر ایک نہایت نازک دور کا آغاز ہوا تو اس دور میں الفضل نے ہی خلافت احمدیہ اور احبابِ جماعت کے درمیان رابطے کے پل کا کام کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا مرض الموت تھا۔ آپ طویل تقاریر نہیں فرما سکتے تھے۔ الفضل کے سرورق کے ذریعہ مختصر پر اثر پیغامات نے فدائیانِ خلافت کے قلوب کو خلافت کے حصار میں باندھے رکھا۔ ان خوف کے منڈلاتے بادلوں میں جبکہ طوفان کے سایے طویل ہوتے جا رہے تھے، امن کا چراغ جلائے رکھنا ایک بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ خلافت احمدیہ کا یہ نوزائیدہ پیارا الفضل ایک مضبوط ستون کی طرح ایستادہ خلیفۂ وقت کے ارشادات کی امانت پہنچانے کا حق ادا کر رہا تھا۔

پھر یکدم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات سے جب خوف کے بادل گھرے ہوئے اور طوفان سر پر آن پہنچا۔ جہاں پیغامِ صلح ''ہائے نور الدین چل بسا'' کی صدائیں دے کر مایوسی کے سایے پھیلا رہا تھا۔ وہیں الفضل خلافت کی ٹمٹماتی شمع کی لو کی روشنی کو چہار دانگِ عالم میں وسیع کرتے ہوئے پروانوں کو جمع کرنے میں مصروف عمل تھا۔ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی راہنمائی سے بیعت کنندگان کی فہرستوں، اعلانات اور احبابِ جماعت کے اخلاص و وفا کی اشاعت سے ایک تحریک پیدا کی۔ جہاں مخلصین کو نظامِ خلافت سے دور لے جانے اور غلط فہمیاں اور افواہیں پھیلائی جا رہی تھیں۔ الفضل نے اس موقع پر قادیان میں رہنے والے اور قادیان سے دور بسنے والے احمدیوں کو پل پل کی خبریں پہنچائیں کہ کس طرح خوف کے سایے چھٹ گئے ہیں اور مصائب کے طوفان کے مقابل امن کی چھتری قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کی صورت میں مسیح پاک کی جماعت پر سایہ فگن ہوئی ہے۔ الفضل نے خلافت سے وابستہ برکات کی طرف توجہ دلائی۔ خلیفۂ وقت کی آواز کو دنیا میں پھیلایا اور دنوں نہیں، مہینوں نہیں بلکہ کئی سالوں کی مساعئ جلیلہ کے بعد سعید روحوں پر خلافت کی اہمیت، ضرورت اور برکات کو واضح کیا اور الفضل نے خلافت احمدیہ کا حقیقی دست و بازو اور سلطان نصیر کا تمغہ اپنے نام سجایا۔

الفضل نے خلافت احمدیہ کی آواز دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کے کانوں اور دلوں تک پہنچانے کے لیے دن رات محنت کی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی جانب سے کوئی تحریک ہوتی یا نصیحت یا مصائب و مشکلات میں راہنمائی سب احمدی قادیان سے آنے والے اس آرگن کی راہ تکتے رہتے۔ حضرت مصلح موعودؓ خطبات میں خود فرما دیتے کہ الفضل یہ پیغام احتیاط سے بغیر نظر ثانی کے عمل کے جلد احباب تک پہنچائے اور الفضل فوری اس ارشاد کی تعمیل میں کمربستہ ہو جاتا۔ آن کی آن میں وہ پیغام چھپ کر احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جاتا۔ ایک بار فرمایا: ''جو کچھ میں آج جمعہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں شاید وہ اس اجتماع کے مناسبِ حال نہیں اور وہ وقت جو اِس وقت میرے پاس ہے وہ بھی اِس مضمون کے لئے کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم میں سے بعضوں نے ریل کے ذریعہ واپس جانا ہے۔ مگر چونکہ سفر میں میرے پاس اِتنا وقت نہیں ہے کہ مضمون کے ذریعہ قادیان کی جماعت اور بیرونی جماعتوں کو توجہ دلاؤں اِس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خطبہ کے ذریعہ بیان کر دوں اور زود نویس جہاں تک اِن سے ہو سکے خطبہ لکھ کر الفضل کو بھجوا دیں تا کہ قادیان اور بیرونی جماعتوں کو اطلاع ہو جائے''۔ (فرمودہ ۷؍مئی ۱۹۳۷ء)

اس وقت الفضل ہی وہ اہم ذریعہ تھا جو قادیان سے اٹھنے والی آواز ہر فرد جماعت تک پہنچا رہا تھا۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام ہو یا مستورات کی مجلس مشاورت میں نمائندگی، نظام سلسلہ سے آگاہی ہو یا ناظران و امراء کا تقرر، تحریک جدید کے وعدہ جات کی یاد دہانی ہو یا ستائیس مطالبات کی جگالی، وقفِ جدید کا قیام۔ جماعت کی شاہراہ ترقی کے ایک ایک سنگ میل عبور کرنے کی خبر۔ افریقہ کے ایک مجمع میں دس ہزار قدوسیوں کا یک دم اطاعت خلافت کا دم بھرنے کا اقرار۔ ولایت، امریکہ، افریقہ، یورپ، ایشیا، خلیجی ممالک میں دار التبلیغ کا قیام ہو یا دنیاوی سیاسی جنگی حالات۔ الفضل نے اس چھوٹے سے قریہ قادیان سے احباب جماعت کو خلافت کی لڑی میں پروئے رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

پھر ملکانہ کے فتنے، مستریوں اور مصری صاحب کی ریشہ دوانی، ہمعصر اخبار و جرائد کی غلط فہمیاں پھیلانے کی سازشیں، رنگیلا رسول کے مقدمہ اور اس سے متعلقہ معاملات، احرار کے قادیان پر حملے کے ناپاک عزائم، قادیان کے ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں اور اخبارات میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفۂ وقت کی ذات بابرکات پر مذموم حملے۔ الفضل نے تمام مواقع پر خلافت احمدیہ کی ہدایات کے تحت قلمی جہاد سے ان باطل وساوس کو رفع کیا۔

انہی ایام میں الفضل کا سب سے بڑا کارنامہ خاتم النبیین نمبر کی اشاعت تھا۔ جس کو اپنوں اور غیروں کے نثری اور منظوم کلام کے گلدستہ کے سبب نہایت سراہا گیا۔

اصلاح و ستائش

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر لکھتے ہیں کہ ''اس اخبار کو حضرت مسیح موعود بغور پڑھا کرتے تھے اور اگر کچھ غلطی ہوتی تھی تو اصلاح کرا دیا کرتے تھے''۔ (الفضل ۲۱؍جولائی ۱۹۳۸ء صفحہ ۴)

اسی طرح الفضل کو یہ سعادت رہی ہے کہ تمام خلفاء کرام اس کے محترم قاری رہے۔ اور ماں باپ کی طرح الفضل کی پیار اور سختی دونوں طرح اصلاح کرواتے رہے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ یہ بالکل نہیں ہوا کہ الفضل کو کسی قسم کی چھوٹ مل گئی ہو۔ ایک بار پیغام صلح کے کسی مضمون پر مدیر صاحب کو اداریہ میں جواب دینے کا ارشاد ہوا۔ مدیر صاحب کی سخت زبان پر حضرت مصلح موعودؓ نے آئندہ شمارہ میں اس امر کی حوصلہ شکنی فرمائی کہ ایسی درشتی سے جواب دیا جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ بعض امور کی جن سے آئندہ کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہوتا اس کی تفصیلی اصلاح اپنے قلم سے شائع کرواتے۔ کسی نکتہ کی خطبات میں اصلاح فرماتے۔ اور اگر مضامین پسند آتے تو اس کی بھی کھلے لفظوں میں ستائش فرماتے۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاقؓ کے مابین الفضل میں ہونے والی ماٹو کی دلچسپ علمی بحث پر محاکمہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ ماٹو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ موجود ہے۔ (الفضل ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

پھر آپ الفضل کا روزانہ مطالعہ بھی فرماتے۔ ایک بار

خطبہ میں فرمایا کہ آج ہی کے الفضل میں وہ حوالہ چھپا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تحریر فرمایا ہے۔(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

۱۹۳۵ء میں الفضل سہ روزہ سے روزنامہ ہوگیا۔حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار پھر بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا کی دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اس کشتی کو دعاؤں کے جلو میں جاری فرمایا۔

۱۹۵۰ء کی دہائی میں ہندوستان کی سیاست میں ہلچل دنیائے اسلام کی تاریخ میں ایک بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ جب مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے تقسیم ہند کے وقت بھارت سے پاکستان ہجرت کی۔ بادل ناخواستہ احمدی بھی اپنے دائمی مرکز کو چھوڑ کر پاکستان ہجرت کر آئے اور ہجرت کے اس پرآشوب دور میں بظاہر موتیوں کی طرح بکھر گئے۔ اس وقت جہاں ملک بھر میں پھیلے احمدیوں کو فوری طور پر راہنمائی کی ضرورت تھی وہیں ان کو منظم کر کے دوبارہ لڑی میں پرونے کی ضرورت بھی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دور اندیش نگاہ نے الفضل کو قادیان سے لاہور منتقل کرتے ہوئے نامساعد حالت کے باوجود فوری طور پر جاری کیا۔ ایک بار پھر بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا کی دعا کے ساتھ الفضل لاہور سے اپنے پہلے شمارے میں رقم طراز ہے کہ ''روزنامہ الفضل کا کیا مقصد ہے اور وہ کن عزائم کا علم بردار ہے؟ اس کا جواب الفضل کی پینتیس سالہ تاریخ کا ایک ایک ورق دے رہا ہے... الفضل لاہور جماعت احمدیہ اور اس کے اندرونی نظام کو حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایات کی روشنی میں مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کرے گا۔ اور احباب جماعت کو سلسلہ کی اہم ضروریات سے آگاہ کرے گا، کیونکہ یہی نظام دنیا میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد بننے والا ہے۔ اس وقت مسلمان جس نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں مسلمانوں کے لیے جو اہم اور پیچیدہ مسائل پیدا ہورہے ہیں ان کے سلسلے میں الفضل حضرت امام جماعت احمدیہ کے اہم اور گرانقدر ارشادات اور ہدایت کو جلد سے جلد اپنے قارئین تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرے گا۔'' (الفضل لاہور ۱۵ر ستمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۳)

تاریخ اگر اس امر کو فراموش بھی کر دے تو بھی الفضل کے پرچے اس بات کے شاہد ہیں کہ اس مشکل گھڑی سے بھی خلافت احمدیہ کی رہبری میں الفضل نے کیسے حقیقی دست و بازو بنتے ہوئے اندرونی و بیرونی طور پر احباب جماعت کو خلافت احمدیہ کی گود میں جمع رکھا۔

مخالفین احمدیت نے پاکستان آ کر بھی دم نہ لیا اور ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۶ء میں افواہوں کا بازار گرم رکھا۔ ان وساوس کے مقابلے کے لیے الفضل نے تن تنہا دندان شکن جوابات اور سلسلہ مضامین سے دشمن کے دانت کھٹے کر دیے۔ اور دشمن انگلیاں دانتوں میں دبائے ماتم کرتا رہ گیا۔

ہندوستان میں ایک بار حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی جھوٹی افواہ اڑائی گئی تو احمدی دیوانہ وار قادیان پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ اس وقت الفضل نے فوری طور پر جہاں اصل حقیقت کو شائع کیا وہیں احباب کی خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت کے اظہار کو بھی بیان کیا جس سے دشمن اس ناکام چال پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۵۴ء کو ایک نادان دشمن نے چاقو کے ذریعہ حضور پر حملہ کیا جس سے حضور شدید زخمی ہوگئے۔ اس حملہ کے پانچ روز بعد ۱۵ر مارچ کو الفضل ایک سال کی جبری بندش کے بعد جاری ہوا اور جاری ہوتے ہی ایک بار پھر خوف کی اس حالت میں جماعت کو خلافت احمدیہ سے محبت اور عقیدت میں مضبوط کرنے میں جت گیا۔

حکومت پنجاب کی جانب سے اس ایک سالہ جبری بندش کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ بیرونی احمدی جماعتوں کا رابطہ اپنے مرکز سے معطل بلکہ مفلوج کر دے۔ اس خوف کے زمانہ میں بھی جب کوئی احمدی بھی دشمن کی اذیتوں سے محفوظ نہ تھا کراچی سے المصلح نے الفضل کی قائم مقامی کا حق ادا کیا اور احمدیوں کا اپنے آقا سے رابطہ قائم رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

کل من علیھا فان کی خدائی تقدیر غالب آئی اور مسیح محمدی کا یہ عظیم سپوت مسیح پاک کی جماعت کو ایک مضبوط لڑی میں پرو کر اس وقت جہانِ فانی سے راہی ملک عدم ہوا جب یہ خدائی جماعت اپنی بلوغت کو پہنچ چکی تھی۔ خلافت اولیٰ کے عہد کے اختتام کی طرح اس بار بھی الفضل نے اس پیاری جماعت کو خلافت ثالثہ کے دامن میں لائے جانے کا احوال قلم بند کیا اور خوف کو امن میں بدلنے میں اپنے حصہ کا کام باحسن انجام دیا۔

الفضل توخیر ہے ہی اشاعت وتبلیغ کا اخبار!

اشاعت میں اضافہ کی تحریک فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ سے 'اشاعت و تبلیغ کا اخبار' کی سند حاصل کرنا الفضل کے لیے باعث اعزاز ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''پچھلے دنوں الفضل اور سن رائز کی تعدادِ اشاعت بڑھ گئی تھی لیکن اب اس میں کمی واقعہ ہوگئی ہے۔ دوستوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے ہاں ایسے ایجنٹ مقرر کریں جو سلسلہ کی کتب اور اخبارات فروخت کریں اور خود بھی فائدہ اُٹھائیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہمت کر کے الفضل اور سن رائز کی اشاعت کم از کم تین ہزار تک پہنچا دیں۔ ان اخبارات سے سلسلہ کی تبلیغ میں بھی مدد ملتی ہے اور جماعت کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ بعض اوقات کوئی غیر احمدی مجھ سے فتویٰ پوچھتے ہیں تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ انہیں مجھ سے پوچھنے کا کس طرح خیال آیا۔ بعد میں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے اور وہ لکھتے ہیں ہم الفضل یا سن رائز پڑھا کرتے تھے اس سے ہم نے سمجھا کہ ہر معاملہ میں صحیح جواب قادیان سے ہی مل سکتا ہے اس لئے آپ سے پوچھتے ہیں۔ تو یہ چیز جو ہم دنیا کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی حقیقی اسلام وہ اخباروں کے ذریعہ سے پیدا ہوسکتا ہے۔ الفضل تو خیر ہے ہی اشاعت و تبلیغ کا اخبار!'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء۔ الفضل ۲۹ر مارچ ۱۹۲۹ء)

خلافت ثالثہ کے دست و بازو کا کردار

۷۰ء کی دہائی جماعتی ترقی کا ایک سنگ میل بھی ہے۔ خلافت ثالثہ کے آغاز سے ہی نئی سے نئی تحریکات پیش کی جاتی رہیں اور الفضل نے ہر احمدی کو ان تحاریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر آمادہ کیا۔ خلیفہ وقت کا منشا لوگوں تک پہنچایا۔ خلافت ثالثہ کی سب سے بڑی تحریک ''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم'' کو کہا جاسکتا ہے۔ الفضل کے ذریعہ ہی احباب کو مکرر تحریک ہوئی اور انہوں نے افریقہ کے دور دراز مقامات میں جا کر بطور مشنری ڈاکٹرز اور اساتذہ خدمات بجالائیں۔ پھر الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ افریقہ اور دورہ یورپ کی تفصیلی رپورٹس احمدیوں تک پہنچاتا رہا۔ اور احمدی اپنے آقا کی خیریت اور ترقی احمدیت سے آگاہ ہوتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جہاں الفضل کی اہمیت کو اجاگر فرمایا وہیں الفضل کو خلیفۂ وقت کا نمائندہ اور مرکز کی آواز قرار دیا۔ فرماتے ہیں: ''سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ ابھی جماعت کے حالات ایسے ہیں کہ شاید ہر گھر میں الفضل نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جماعت کے حالات ایسے نہیں کہ ہر گھر اس سے فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔ اگر ہر جماعت میں الفضل پہنچ جائے اور الفضل کے مضامین وغیرہ دوستوں کو سنائے جائیں تو ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھاسکتی ہے۔ خصوصاً خلیفہ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔ خصوصاً میں نے اس لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے... ہر جماعت میں کم از کم ایک پرچہ الفضل کا جانا چاہئے اور اس کی ذمہ داری امراء اضلاع اور ضلع کے مربیان پر ہے اور اس کی تعمیل دو مہینے کے اندر اندر ہو جانی چاہئے۔ ورنہ بعض دفعہ تو میں یہ سوچتا ہوں کہ ایسے مربیوں کو جو ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کام سے فارغ کر دیا جائے اگر ان لوگوں نے خلیفہ وقت کی آواز جماعت کے ہر فرد کے کان تک نہیں پہنچائی تو اور کون پہنچائے گا اس آواز کو اور اگر وہ آواز جماعت کے کانوں تک نہیں پہنچے گی تو جماعت بحیثیت جماعت متحد ہو کر غلبہ اسلام کے لئے وہ کوشش کیسے کرے گی جس کی طرف اسے بلایا جارہا ہے۔ پس الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو الفضل خریدنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہئے جو مرکز کی طرف سے اٹھتی ہے۔'' (روزنامہ الفضل ۲۸ر مارچ ۱۹۶۷ء)

۱۹۷۴ء عالم احمدیت کا وہ تاریک سال ہے جب عالم اسلام کے جھوٹے علمبرداروں نے 'غیر مسلم' کی سیاسی قدغن سے جماعت کی ترقی میں روڑے اٹکانے کی مذموم چال چلی۔ مخالفین اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ الفضل جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ کا حقیقی نمائندہ ہے۔ الفضل سے بغض کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کی کارروائی میں الفضل کے حوالہ جات بڑھا چڑھا کر پیش کیے جاتے رہے حالانکہ ان میں سے بعض حوالہ جات کا وجود ہی نہ تھا۔

اس دور میں مظالم کی ایک تاریخ رقم کی گئی اور مسلمان کہلانے والے ان نام نہاد لوگوں نے ایسے مظالم روا رکھے کہ مکہ کے کفار بھی شرما جائیں۔ لوٹ کھسوٹ، قتل عام، جلاؤ گھیراؤ، گھر بار، زمینوں اور مساجد پر قبضہ کیا گیا۔ ان تمام مظالم کو جہاں الفضل نے اپنے صفحہ قرطاس پر سمو لیا۔ وہیں الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت راہنمائی اور ارشادات احمدیوں کو پہنچاتا رہا۔ دور خلافت ثالثہ میں الفضل نے ہر خوشی و غمی میں احمدیوں کو خلافت کے نظام سے باندھے رکھنے میں سعی بلیغ کی۔

خلافت رابعہ کے دست و بازو کا کردار

خلافت رابعہ کے آغاز سے ہی خلافت احمدیہ کا یہ نمائندہ اخبار دشمن کی آنکھ میں رڑکنے لگا اور اس پر ایک بار پھر قدغن لگائی گئی اور الفضل کو چار سال تک جبری بندش کا سامنا کرنا پڑا۔ الفضل کے بہن بھائی خالد، تشحیذ الاذہان، مصباح، انصار اللہ، تحریک جدید اور المصلح خلیفۂ وقت کے خطبات اور پیغامات کو احمدیوں تک پہنچانے پر کمربستہ ہو گئے۔ قید و بند کی صعوبتوں کے ساتھ مختلف پابندیوں میں جکڑنے کے لیے طرح طرح کی کوشش کی جاتی رہیں۔ حکومت پاکستان نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ پر اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی قدغن لگادی۔ الفضل تیس سال سے زائد عرصے تک دل پر پتھر رکھ کر متبادل الفاظ سے خلیفہ وقت کی ہدایات پہنچانے کی کوشش کرتا رہا۔

خلافت رابعہ میں الفضل کی گود سے الفضل انٹرنیشنل نے جنم لیا اور الفضل انٹرنیشنل نے برطانیہ کی آزاد فضا میں اپنے قیام کی اغراض کو حقیقی رنگ میں پورا کرنا شروع کیا۔

الفضل ربوہ اور الفضل انٹرنیشنل نے دو قالب یک جان ہوتے ہوئے خلافت احمدیہ کے دو بازو بن کر احباب جماعت کی خلافت سے محبت و عقیدت کو اجاگر کیا۔ اور دوسری طرف علمی تسکین کے سفر کو جاری کیے رکھا۔

خلافت رابعہ کے بابرکت عہد کے اختتام پر الفضل ربوہ اور الفضل انٹرنیشنل نے احباب جماعت کو پھر خوف کی حالت سے امن میں بدلنے کے لیے بھرپور مساعی کی۔ جانے والے وجود اور نئے آنے والے وجود سے قلبی تعلق استوار کرنے میں دونوں الفضل ممد ثابت ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایڈیٹر الفضل کے نام خط میں تحریر فرمایا: ''بڑی توجہ سے الفضل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہا ہے... میں دعا میں اس نکتے کو یاد رکھتا ہوں کہ الفضل کی زبان محض بتیس دانتوں میں نہیں بلکہ بتیس دشمن دانتوں میں گھری ہوئی عمدگی سے مافی الضمیر ادا کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے۔ چشم بد دور۔ اپنے ساتھیوں کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام کہیں... قارئین الفضل تک میرا محبت بھرا سلام اور سال نو کی مبارک بھی پہنچا دیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔'' (الفضل ۱۸ر جنوری ۱۹۸۹ء صفحہ ۱)

خلافت خامسہ کے دست و بازو کا کردار

خلافت خامسہ کے آغاز میں پاکستان میں ایک بار پھر ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوا۔ کئی احمدی شہید کیے گئے۔ سینکڑوں احمدی خاندان ایک بار پھر ہجرت کر کے کل عالم میں پھیل گئے۔ اس وقت الفضل نے جدید ذرائع اختیار کرتے ہوئے خلافت احمدیہ کی آواز کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا بیڑا ایک بار پھر اٹھالیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح جس ملک میں بھی تشریف لے جاتے الفضل وہاں کے حالات و واقعات پہلے سے بڑھ کر نت نئے طریق پر احباب کو پیش کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

لیکن الٰہی سلسلوں کی ترقی ہمیشہ مخالفین کو ناخوش کرتی ہے۔ پاکستان کی فسطائی حکومتوں نے پہلے الفضل انٹرنیشنل پر پابندی لگائی۔ پھر الفضل ربوہ پر بھی مختلف جبری قدغنیں لگائی جاتی رہیں۔ بالآخر الفضل ربوہ ۲۰۱۶ء سے اب تک جبری بندش کا شکار ہے۔ لیکن الفضل تو خدا کا فضل تھا۔ جاری چشمہ کو کون روک سکا ہے۔ اس جبری روک کے بعد الفضل انٹرنیشنل

سہ روزہ ہوا اور پھر امسال روزنامہ ہوگیا۔ اس دوران الفضل آن لائن لندن نے بھی پیاسی روحوں کی سیرابی کی۔

امسال الفضل نے ایک اور سنگ میل عبور کیا کہ احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ”بچوں کا الفضل“ جاری کیا۔ جس کا ایک بڑا مقصد اردو زبان سے آگاہی اور احمدی بچوں کو خلافت احمدیہ سے جوڑتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت ہے۔

الفضل کی اپنی ویب سائٹ ہے۔جس کے ذریعہ پل بھر میں خلیفہ وقت کے منہ سے نکلی ہوئی بات، تحریک، پیغام کو فوری دنیا میں پہنچاتا ہے۔صرف گذشتہ سال ہی الفضل انٹرنیشنل کو سوشل میڈیا کے ذریعہ تین کروڑ اکہتر ہزار لوگوں تک پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ کا یہ فضل خلافت احمدیہ کا حقیقی دست و بازو بنا ہوا ہے۔

اس کی تازہ مثال کورونا کے وبائی ایام ہیں۔ جب دنیا طرح طرح کے پراگندہ خیالات سے متاثر تھی۔سوشل میڈیا، ٹی وی پر افراتفری کا عالم تھا۔تو الفضل خلیفۂ وقت کی آواز کو ہر احمدی تک پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرتا رہا۔خلیفۂ وقت کی کوئی راہنمائی، کوئی تحریک کوئی پیغام ملتا ہے تو اسے فوری لمحہ بھر میں دنیا کے کونے کونے میں موجود احمدیوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی الفضل کی ہر قدم پر راہنمائی فرماتے ہیں۔

اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ کورونا کے وبائی ایام میں الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ میں خبرنامہ کے صفحہ پر برطانیہ کی اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کے تعلق میں یہ خبر شائع کی گئی تھی کہ رمضان المبارک میں روزے کے دوران کورونا ویکسین لگوانے سے روزہ برقرار رہتا ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ مسلمہ کا مسلک اس کے برعکس ہے۔مبادا اس خبر سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فوری اصل جماعتی موقف شائع کروا کر اس کی اصلاح کروائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاہے گاہے الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرماتے رہتے ہیں۔ ۲؍ جولائی ۲۰۰۵ء کو حضور نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: ”الفضل پڑھنے کی عادت ڈالیں۔“ (الفضل ۱۸؍ جولائی ۲۰۰۵ء)

پھر حضور انور نے واقفین نو کلاس مورخہ ۱۲؍ دسمبر ۲۰۱۰ء میں فرمایا: ”الفضل اخبار جو ہے اس میں مختلف مضمون لوگ لکھتے ہیں۔ تو اس کی اشاعت بہت کم تھی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ میں کہا کہ لوگ الفضل نہیں پڑھتے کہ اس میں تو بہت سے مضمون آتے ہیں، ہم نے پڑھے ہوئے ہیں، ہمارا اتنا علم ہے۔ جیسے لوگ مضمون لکھتے ہیں اتنا ہمیں علم ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس پر لکھا کہ شاید لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ الفضل کوئی ایسی کام کی چیز نہیں ہے، ہمارا علم اس سے زیادہ ہے۔ ان کا شاید علم زیادہ ہوتا ہو لیکن میرا علم تو اتنا زیادہ نہیں میں تو الفضل روزانہ پڑھتا ہوں اور کوئی نہ کوئی نئی بات مجھے پتہ لگ جاتی ہے۔

اور وہ آدمی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تھا کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان کو تو علم مل رہا ہے الفضل سے اور بعض جو نام نہاد ہوتے ہیں اپنے آپ کو صرف ظاہر کرنے والے ہم بہت علمی آدمی ہو گئے ہیں، ان کو نہیں ملتا تو نہ ملے۔ اس لئے ہر چیز جو یہاں سنو کسی نہ کسی میں کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ ہر لڑکا جو کہتا ہے کچھ نہ کچھ بات، کام کی بات کر جاتا ہے۔“ (الفضل ۱۸؍ جون ۲۰۱۱ء)

۷؍ نومبر ۲۰۲۱ء کو نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ فن لینڈ کے ساتھ آن لائن ملاقات میں لوگوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق پیدا کرنے کے متعلق فرمایا: ”الفضل میں اقتباسات آتے ہیں جو روزنامہ الفضل میں اور جو انٹرنیشنل الفضل ہے اس میں پہلے صفحہ پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات آتے ہیں وہی نکال کے دے دیا کریں لوگوں کو تو کچھ نہ کچھ تو کم از کم پتہ لگ جائے گاناں۔ باقی آج کل رجحان ہی نہیں پڑھنے کا... پڑھنے کا رواج ویسے ہی کم ہو گیا ہے عموماً...“ (سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹؍ نومبر ۲۰۲۱ء)

الفضل انٹرنیشنل کے روزنامہ ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی پیغام میں انتظامیہ الفضل اور قارئین دونوں کے لیے ڈھیروں ڈھیر دعائیں فرمائیں۔فرمایا کہ ”اب یہ اللہ تعالیٰ کی مزید توفیق سے روزنامہ بن رہا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو بھی صحیح معنوں میں اس کو روزانہ جاری رکھنے کی ہمت اور صلاحیت عطا فرمائے اور الفضل کے قارئین کو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ توفیق بھی دے کہ وہ اس کے خریدار بن سکیں تا کہ اس سے وہ مقصد پورا ہو جس کی خواہش حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے اجراء کے وقت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہماری دینی اور اخلاقی اور روحانی اور علمی ترقی کا باعث بنائے۔ آمین“ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳؍ مارچ ۲۰۲۳ء)

دراصل الفضل حضرت مسیح موعودؑ کا بازو ہے

آخر میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ایک مضمون کا حوالہ پیش ہے جس میں آپ نے الفضل کو بدر کا جانشین ٹھہرا کر اسے حضرت مسیح موعودؑ کا ہی بازو متصور کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ”الحکم“ اور ”البدر“ ہمارے دو بازو ہیں۔ مگر افسوس کہ بدر فوت ہو چکا ہے۔ اور الحکم بیمار اور بوڑھا ہو گیا ہے لیکن جس طرح نبی فوت ہو جائے تو اس کا خلیفہ مقرر ہوتا ہے۔ اسی طرح ”بدر“ کا خلیفہ اور جانشین ”الفضل“ ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ بوڑھے اور بیمار ”الحکم“ کو تندرست اور جوان بنانے کی کوشش کریں۔ اور ”الفضل“ کو جو بدر کا جانشین ہے وہی پوزیشن دیں جو حضور نے ”بدر“ کے لئے تجویز فرمائی تھی۔یعنی اسے حضرت مسیح موعودؑ کا بازو سمجھیں لیکن بازو میں اگر طاقت نہ ہو تو کیسی تکلیف دہ بات ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ الفضل حضور کا تندرست بازو ہو اور اس بازو کی تندرستی یہ ہے کہ ہم اسے اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین سے طاقت ور بنائیں اور وہ واقعہ میں ایسا ہو جائے کہ صحیح معنوں میں حضور کا بازو کہلا سکے اور ایسی اعلیٰ پوزیشن حاصل کر لے کہ اسے حضرت مسیح موعود کا بازو کہتے ہوئے ہم شرم محسوس نہ کریں....

الفضل کو حضرت مسیح موعودؑ کا بازو سمجھ کر اسے مضبوط کرو اور اگر وہ کمزور ہونے لگے تو اپنے خون سے اسے قوی اور طاقت ور بناؤ نیز اسے حضرت مسیح موعودؑ کا لہلہاتا چمن اور سرسبز باغ تصور کر کے اپنی قلموں کے پانی سے اس کی آب پاشی کرو کہ یہی مسیح موعود کی دینی لڑائی اور یہی مسیح موعود کی شیطان سے آخری جنگ اور یہی اس کا جہاد ہے اور اس کا نقش حضرت مسیح موعودؑ نے یوں کھینچا ہے۔

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

(الفضل ۱۲؍ مئی ۱۹۶۲ء بحوالہ الفضل جوبلی نمبر صفحہ ۶۷)

قادیان، لاہور، ربوہ اور کراچی سے ہوتا ہوا الفضل انٹرنیشنل لندن کے ہفت روزہ، سہ روزہ اور اب روزنامہ ہونے تک کے ایک سو دس سالہ سفر میں الفضل نے زمانہ کی سختیوں کو جھیلتے ہوئے خلافت احمدیہ کے حقیقی دست و بازو اور سلطان نصیر کا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور کے منشائے مبارک کے تحت ”دینی اور اخلاقی اور روحانی اور علمی ترقی“ کا جو موقع الفضل فراہم کر رہا ہے۔ ہم اس سے حقیقی استفادہ کرنے والے ہوں۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: الفضل کے لیے خلفائے سلسلہ کی محبت......از صفحہ نمبر ۳۵

اور رابعہ میں بھی الفضل کو خلفاء کی راہنمائی حاصل رہی اور اس کی اشاعت اور معیار بڑھانے کے لیے کوشاں رہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے دورہ یورپ ۱۹۸۰ء میں ایڈیٹر الفضل مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب کو قافلہ کا حصہ بنایا اور ان کی رپورٹس بعد میں دورہ مغرب کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوگئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں: ”سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ ابھی جماعت کے حالات ایسے ہیں کہ شاید ہر گھر میں الفضل نہیں پہنچ سکتا۔لیکن جماعت کے حالات ایسے نہیں کہ ہر گھر اس سے فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔ اگر ہر جماعت میں الفضل پہنچ جائے اور الفضل کے مضامین وغیرہ دوستوں کو سنائے جائیں تو ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔خصوصاً خلیفہ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔خصوصاً میں نے اس لیے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے۔...ہر جماعت میں کم از کم ایک پرچہ الفضل کا جانا چاہئے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے الفضل کی اشاعت ۱۰ ہزار تک بڑھانے کی تحریک فرمائی اور جب مارچ ۱۹۸۴ء میں مینیجر الفضل کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی گئی جس میں یہ ذکر تھا کہ ماہ فروری ۱۹۸۴ء میں الفضل کی اشاعت سات ہزار تھی (خطبہ نمبر کی اشاعت آٹھ ہزار تھی) اس پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا۔ ”ابھی تک اشاعت تھوڑی ہے۔ دس ہزار تو میں نے کم سے کم کہی تھی۔ پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے۔“

۱۹۸۴ء میں الفضل کو بند کر دیا گیا اور جب ۱۹۸۸ء میں جاری ہوا تو الفضل کے ایڈیٹر مکرم نسیم سیفی صاحب تھے ان پر اور دیگر انتظامیہ پر مقدمات کی بھرمار ہوگئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اس تمام عرصہ میں ان کی ڈھارس بندھاتے رہے اپنے ہاتھ سے خط لکھتے جن میں سے کئی خطوط سیفی صاحب نے الفضل یا اپنی کتب میں شائع کر دیے ہیں۔ ان کی گرفتاری ہوئی تو محبت سے یاد کرتے رہے حضور نے ایڈیٹر الفضل کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا: بڑی توجہ سے الفضل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ ... آپ کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں دعا میں اس نکتے کو یاد رکھتا ہوں کہ الفضل کی زبان محض ۳۲ دانتوں میں نہیں بلکہ ۳۲ دشمن دانتوں میں گھری ہوئی عمدگی سے مافی الضمیر ادا کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے۔ چشم بد دور۔ اپنے ساتھیوں کو میری طرف سے محبت بھرا سلام کہیں۔ آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔ قارئین الفضل تک میرا محبت بھرا سلام اور سال نو کی مبارک بھی پہنچا دیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ (الفضل ۱۸؍ جنوری ۱۹۸۹ء صفحہ ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۹۸ء میں مجھے الفضل کا ایڈیٹر مقرر فرمایا یہ ایک بہت مشکل ذمہ داری تھی جب پہلا پیغام ملا تو خاکسار نے گھر میں ہی مصلیٰ بچھایا اور خدا سے مدد مانگی حضور اقدس سے دعا کی درخواست کی اور حضور کی ہدایت پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی راہنمائی میں کچھ نمونے بنا کر حضورؒ سے منظوری حاصل کی اور الحمد للہ کہ ۱۱؍ مارچ ۱۹۹۸ء سے لے کر ۱۴؍ نومبر ۲۰۱۷ء تک اس کی خدمت کی توفیق پائی گو کہ اخبار ۵؍ دسمبر ۲۰۱۶ء کو حکومت کی طرف سے بند کر دیا گیا تھا۔

ایک بار ایک ربوہ کی لڑکی کی چھوٹی سی غزل صفحہ نمبر ۷ پر شائع کی تو چند دن بعد حضور کا خط آیا کہ اس کا تعارف بھجوائیں مجھے اس لڑکی کے محلہ کے علاوہ کچھ پتا نہیں تھا فوراً صدر محلہ سے رابطہ کر کے اس کا تعارف لیا اور حضور کو بھجوا دیا کچھ دن کے بعد حضور کا خط اس لڑکی کے نام خاکسار کے توسط سے آیا جس میں اس کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی تھی۔جس میں ہماری بھی حوصلہ افزائی تھی۔ یہ صرف ایک مثال ہے

خلافت خامسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مسلسل شفقت اور راہنمائی میں جماعت کے اس روزنامہ نے ترقی کے نئے سنگ میل قائم کیے۔جس کی تفصیل الگ ہے۔ آپ ہر سال سالانہ نمبر کے لیے پیغام اور تصاویر عنایت فرماتے ہیں۔ الفضل نے ۱۰۰ سال پورے کیے تو ایک ضخیم نمبر کے لیے خاص پیغام بھیجا۔ جب دشمنوں کی سازشیں بہت بڑھ گئیں تو ایڈیٹر اور مینیجر کو ملک سے باہر بھجوا دیا اور نئی خدمات سپرد کر دیں۔ ہفتہ وار الفضل روزنامہ ہوگیا۔ آڈیو میں سنائی دینے لگا بچوں کے لیے الگ شائع ہونے لگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ الفضل خلافت احمدیہ کی آواز ہے اور اسی حوالہ سے وہ خلفاء کی مسلسل راہنمائی اور شفقت کا مورد ہے کوئی غلطی ہو تو گرفت کرتے ہیں اور اچھی خدمت ہو تو حوصلہ افزائی کرتے ہیں اس کے لیے وہ بھی باریکی سے مطالعہ کرتے ہیں یہ سلسلہ پہلے بھی دعاؤں سے چلا تھا اور آئندہ بھی دعاؤں پر ہی مدار ہے۔

تاریخ احمدیت الفضل کے آئینے میں



الفضل

Digitized by Khilafat Library

مدینۃ المسیح

ضروری حالات

۱۹۱۸ء میں انفلوئنزا وبا کے دوران حالات کے متعلق ایک خبر



Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرکز پاکستان کا افتتاح

ایک غیر ذی زرع وادی میں روح پرور نظارے

دار الہجرت ربوہ کے افتتاح کی رپورٹ



الفضل

خطبہ جمعہ

میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا 'مصلح موعود' ہونے کے پُرشوکت اعلان کی اشاعت



الفضل

الفضل کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ

عدالت کی طرف سے مدعی کی عزت افزائی

مدعی ایک معمولی حیثیت کا دیہاتی آدمی ہے

۱۹۲۴ء میں الفضل کے خلاف کے مقدمہ کی تفصیل



THE ALFAZL QADIAN

الفضل

فہرست مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

مجلس شوریٰ احمدیہ کا انعقاد

۱۹۲۲ء میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی مجلس مشاورت کی رپورٹ



الفضل

کابل میں قابل فخر نعمت اللہ کی شہادت

کابل کی سنگلاخ زمین میں ایک بے گناہ کا خون

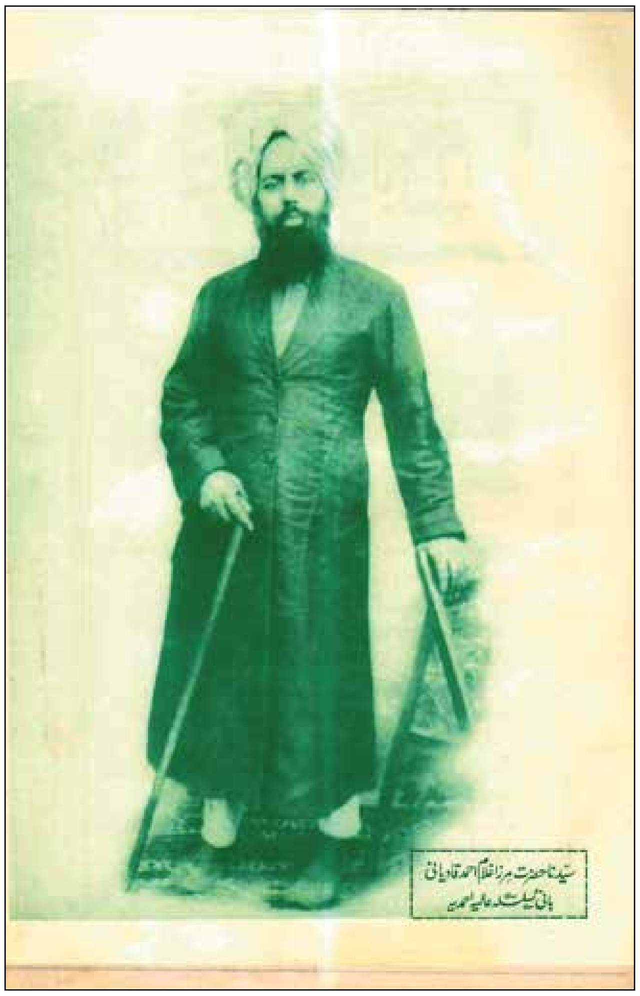
احمدیوں کے ساتھ کابل کا وحشیانہ سلوک

کابل میں مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت کی تفصیل

الفضل میں شائع ہونے والی نادر تصاویر اور ان کا مختصر تعارف

(’ابن بشیر‘)

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی تصویر پہلی مرتبہ الفضل میں شائع کی گئی جس میں حضور کھڑے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تصویر زیادہ معروف ہے اور اخبار الفضل کے مختلف شمارہ جات میں متعدد بار شائع ہوئی ہے



وَالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا (المرسلات:۴) اور قسم ہے (پیغام کو) اچھی طرح نشر کرنے والیوں کی۔

انسان کو فطرت سے لگاؤ ہے۔ قدرت نے اپنے اندر ایسی قوت محفوظ رکھی ہے کہ جو سکون اور خوشی انسان کو فطرت سے حاصل ہوتی ہے وہ دنیا کی کسی مادی شے میں نہیں۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ چیزوں میں دل کشی اور خوبصورتی پیدا ہوئی ہے اور اس بات کا ادراک وہ لوگ قدرے بہتر انداز میں کر سکتے ہیں جن کے پاس اس بدلتی خوبصورتی کو دیکھنے کے ذرائع ہوں۔ اسی حسن اور جمال کو انسان نے کیمرے کی آنکھ کے ذریعے صدیوں تک محفوظ رکھنے کا انتظام بھی کیا ہے۔ شروعات میں لوگوں نے تصویر کشی کے ذریعے قدرت کے حسین مناظر کو محفوظ کرنا شروع کیا جو وقت کے ساتھ ساتھ ارتقائی عوامل سے ہوتا ہوا افراد، گلیوں کوچوں، تاریخی عمارات اور وہاں گزارے ہوئے لمحات کی تصویر کشی میں تبدیل ہوتا گیا۔ انہی مناظر کشی کے ذریعے دنیا نے ان ممالک اور لوگوں کی زندگی اور صدیوں قدیم تہذیب و تمدن کا جائزہ بھی لیا جن کا ہونا ہمارے لیے حیرت کا باعث ہے۔

تاریخ کے اعتبار سے بھی تصویر نگاری نہایت ہی اعلیٰ مقام رکھتی ہے اسی لیے تصاویر ہر ایک دور میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ یہ نہ صرف ثقافتی، سماجی اور مذہبی حالات کی عکاسی کرتی ہیں بلکہ ان سے کسی بھی تنظیم یا نظام کے اتار چڑھاؤ کے اثرات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام کی تہذیب و تمدن پرکھنے میں قدیم اور نادر تصاویر اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ گویا یہ بڑے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ نادر تصاویر ایک تاریخی زبان ہے جو ہر دور میں بولی جاتی رہی ہے۔ یہ نہ صرف ہمارے ماضی سے جڑے رہنے کا ذریعہ ہیں بلکہ ہمیں افراد، مقامات، احساسات اور تاریخ کی یاد بھی دلاتی ہیں۔ آج ہم ایک ایسے دَور میں رہ رہے ہیں جہاں ہر ایک کو کیمرے تک بآسانی رسائی حاصل ہے، اور کسی بھی پروگرام، تقریب، اجلاسات یا دیگر مختلف مواقع پر تصاویر مسلسل لی جاتی ہیں۔ بلاشبہ، یہ تصاویر ہمیشہ کی طرح اہم رہتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس بات کی یقین دہانی بھی ضروری ہے کہ کیا ہم انہیں محفوظ اور یادگار بنا رہے ہیں؟ یہ سوچ اور اس نکتے کا منہ بولتا ثبوت اور مثال دینے کے لیے ہم اخبار الفضل کی کاوش کو دیکھتے ہیں۔ اخبار الفضل نے اپنے ایک سو دس سالہ دور میں نادر تصاویر کو وقت کے ساتھ ساتھ محفوظ اور آنے والی نسلوں کے لیے یادگار بنا دیا ہے جس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کو بار بار زندہ کیا جا سکتا ہے۔

اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو اخبار ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء میں قادیان سے جاری فرمایا تھا، وہ آج اسلام اور احمدیت کے نُور کو پرنٹ میڈیا کے علاوہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بھی دنیا بھر کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اخبار الفضل روحانی مائدوں کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی برکات آج کے اس جدید دور میں زمین کے کناروں تک پھیل چکی ہے۔ جہاں الفضل میں آغاز کے جماعتی حالات سے لے کر حال تک کی سرگرمیوں اور مختلف تعلیمی اور تربیتی موضوعات پر معلومات کا خزانہ موجود ہے، وہیں الفضل نے اپنے سو سال سے زائد سفر کے دوران بیش قیمت نادر تصاویر کو بھی منظر عام پر لا کر ماضی کی قیمتی یادداشتوں اور وقت کو منجمد کرنے کا کام کیا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، بہت سی نادر اور قیمتی تصاویر کو شائع کر کے گویا تاریخ میں محفوظ کر دیا ہے۔ لہٰذا اس کا تفصیلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کے شمارہ جات میں کئی ایک تصاویر پہلی بار شائع ہو کر منظر عام پر آئیں۔ اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ، خلفائے احمدیت رحمہ اللہ علیہم، صحابہ کرام و دیگر اہم شخصیات کی ایسی نادر تصاویر بھی متعارف کروائی گئیں جنہیں ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اخبار الفضل میں شائع ہونے والی ان قیمتی تصاویر کے علاوہ ان گنت دیگر مختلف مواقع، دورہ جات اور پروگرامز پر مشتمل تصاویر بھی موجود ہیں جو ہمارے ماضی اور جماعت احمدیہ کی تاریخ کی تشکیل میں نہ صرف اہم کردار ادا کرتی ہیں بلکہ ماضی کو بہتر طور پر سمجھنے میں بھی ہماری مدد کرتی ہیں۔

جیسے زمانہ قدیم میں غاروں کے دور میں مصور تصاویر کے ذریعہ اپنا مدعا بیان کرتے رہے ہیں، بالکل اسی طرح اخبار الفضل کے ذریعہ سو سال سے زائد عرصہ کے دور میں تصاویر کے فن پاروں کو عیاں کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قرآن مجید میں اس دور کے متعلق بیان کردہ پیشگوئی وَالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا (المرسلات:۴) من وعن پوری ہوئی۔ ایک سو دس سالہ دور پر پھیلے ہوئے اسی بیش قیمت خزانہ کے میسر شمارہ جات میں سے چند نادر (قدیم) تصاویر کا اس جگہ تعارف کروانا مقصود ہے۔

خلیفہ وقت کا خصوصی پیغام

اخبار الفضل کو یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ کسی بھی اہم موقع پر خاص نمبر یا سالانہ نمبر شائع کرنے کی صورت میں خلیفہ وقت کی خدمت میں قارئین الفضل کے لیے پیغام عنایت فرمانے کی درخواست کی جاتی ہے۔ خلیفہ وقت کا یہ خصوصی پیغام تصویری شکل میں شمارہ کے آغاز میں شائع کیا جاتا ہے۔ خلیفہ وقت کا یہ فرحت بخش خصوصی پیغام قارئین کے علم وعمل اور ایمان وایقان میں بڑھنے کا موجب ہوتا ہے۔

خلیفہ وقت کی عطا فرمودہ تصویر

اخبار الفضل کو وقتاً فوقتاً خلیفہ وقت کی دلوں کو موہ لینے والی تصاویر شائع کرنے کی توفیق بھی ملتی رہی ہے۔ خلیفہ وقت کی محبت بھری تحریر پر مشتمل یہ تصویر قارئین الفضل کے لیے انمول تحفہ ثابت ہوتی ہے۔ بالخصوص اس تصویر پر درج خلیفہ وقت کے یہ کلمات کہ ’’قارئین الفضل کے لیے محبت بھری دعاؤں کے ساتھ‘‘ پڑھ کر ہر قاری فخر اور احسان مندی کی ملی جلی کیفیت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ یہ تصاویر احمدی گھرانوں میں بالعموم فریم ہو کر گھر کی دیواروں پر مزین نظر آتی ہیں۔

نادر تصاویر حضرت مسیح موعودؑ

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی تصویر پہلی مرتبہ الفضل میں شائع کی گئی۔ جس میں حضور کھڑے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تصویر زیادہ معروف ہے اور اخبار الفضل کے مختلف شمارہ جات میں متعدد بار شائع ہوئی ہے۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۵۸ء: جلسہ سالانہ نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نایاب گروپ فوٹو شامل کیا گیا جو اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا تھا۔ یہ خطبہ الہامیہ کے موقع پر مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۰۰ء کو لیا جانے والا گروپ فوٹو تھا جو ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب (مالک کارخانہ ہمدم صحت) نے لیا تھا۔ اس گروپ فوٹو میں حضرت مسیح موعود کے ہمراہ غالباً اکثریت سیالکوٹ کے صحابہ





کرام کی ہے۔

۲۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء: حضرت مسیح موعودؑ کا ایک گروپ فوٹو شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ اپنے بعض ممتاز اور جلیل القدر صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ یہ گروپ فوٹو مدرسہ تعلیم الاسلام کے صحن میں کھینچا گیا تھا۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۱ء: جلسہ سالانہ نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کا بیش قیمت اور دلفریب فوٹو بڑے سائز کی شکل میں شائع کیا گیا۔

۲۴؍مارچ ۱۹۹۰ء: حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ گروپ فوٹو شائع کیا گیا۔

۳؍دسمبر ۲۰۰۸ء: خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے موقع پر حضرت مسیح موعودؑ کا صحابہ کرام کے ساتھ ایک یادگار فوٹو شائع کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی ساتھ کھڑے ہوئے ہیں اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی گود میں ہیں۔ یہ خطبہ الہامیہ کے موقع پر مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۰۰ء کو لیا جانے والا دوسرا گروپ فوٹو تھا جو ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب (مالک کارخانہ ہمدم صحت) نے لیا تھا۔

۲۱؍مارچ ۲۰۱۱ء: مسیح موعودؑ نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کی چار مختلف تصاویر ایک ساتھ دی گئی ہیں۔ ان میں ایک پورٹریٹ سٹائل تصویر ہے، ایک تصویر میں حضرت مسیح موعودؑ کرسی پر تشریف فرما ہیں جبکہ دو تصاویر میں حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھی ہے۔ ان میں سے ایک میں حضور کے ہمراہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی ساتھ ہیں۔ ان تصاویر میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاپوش کا نمونہ بھی واضح دکھائی دیتا ہے۔

۱۹ تا ۲۹؍مارچ ۲۰۲۱ء: خصوصی اشاعت برائے یوم مسیح موعود کے اس شمارہ میں بعنوان ''تذکرہ امام الزمانؑ کی تصاویر مبارکہ کا'' مضمون شائع کیا گیا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف فوٹوز کا تفصیلی تعارف کروایا گیا ہے۔ اس مضمون میں مذکورہ بالا فوٹوز کے علاوہ ۲ مزید گروپ فوٹوز بھی متعارف کروائے۔ اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے کُل ۶ مختلف گروپ فوٹوز الفضل کو شائع کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد

۱۹؍مارچ ۲۰۱۲ء: مسیح موعود نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد کی بچپن کی عمر کی تصویر دی گئی ہے جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ایک ساتھ کھڑے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تصویر پہلی بار اخبار الفضل میں شائع کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی چند تصاویر گروپ فوٹو کی شکل میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہمراہ بھی ہیں جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

اخبار الفضل کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بچپن، جوانی اور خلافت کے طویل اور بابرکت دور کی جو تصاویر شائع کرنے کی توفیق ملی ان میں سے چند نادر تصاویر کا تعارف درج ذیل ہے۔

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دسمبر ۱۹۳۹ء میں لی گئی تصویر شائع کی گئی جس میں آپ کھڑے ہوئے ہیں اور گلے میں پھولوں کے ہار بھی پہن رکھے ہیں۔

۳۱؍جولائی ۱۹۵۵ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ یورپ کے دوران سوئٹزرلینڈ میں قیام کی چند تصاویر دی گئی ہیں جن میں حضور کے قیام کی رہائش گاہ اور سوئٹزرلینڈ کے سب سے بااثر اخبار Neue Zuricher Zeitung کے ایڈیٹر کے ہمراہ گفتگو فرماتے ہوئے لی گئی تصویر بھی شائع کی گئی ہے۔

۲۶؍ستمبر ۱۹۵۵ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورۂ یورپ کے دوران لندن میں مبلغین اسلام کی تاریخی کانفرنس میں صدارت فرماتے ہوئے اور ہمبرگ ٹاؤن ہال میں حضور کے اعزاز میں دی گئی استقبالیہ دعوت میں مغربی جرمنی کے وزیر Fisenne کا حضور سے مصافحہ کرنے کی تصاویر شائع کی گئیں۔

۲۱؍مارچ ۲۰۱۵ء: حضرت مسیح موعودؑ کے الہام مَصَابِحُ الْعَرَبِ۔ مَسِیْرُ الْعَرَبِ (تذکرہ صفحہ ۴۷۷) کے مصداق ٹھہرتے ہوئے ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعودؓ لبنان تشریف لے گئے۔ چنانچہ آپ کی بعلبک لبنان کے آثار قدیمہ کی سیر کے دوران ایک یادگار تصویر مسیح موعود نمبر کے اس شمارہ میں شائع کی گئی۔ جس میں حضور کے ہمراہ سعید القبانی، محمد خیر الحصنی، سلیم الجابی، زکریا الشوا، نادر الحصنی، علاؤالدین النویلاتی، منیر الحصنی، محمد الشوا اور حمدی الزکی کھڑے ہیں۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۵۸ء: سالانہ نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دورِ خلافت کی ایک نایاب تصویر شائع کی گئی جس میں حضور کرسی پر تشریف فرما ہیں اور حضور نے ہاتھ میں چھڑی بھی پکڑ رکھی ہے۔ یہ تصویر مختلف سالوں میں اخبار الفضل کے شمارہ جات میں متعدد بار شائع ہوئی ہے۔

۲۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء: جلسہ سالانہ نمبر میں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پاکستان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خطاب فرماتے ہوئے تصویر دی گئی ہے۔ اس تصویر میں میز کے کونے پر حضرت چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب زمین پر تشریف فرما ہیں اور ساتھ ہی دوسری تصویر میں ربوہ کی زمین میں ہجوم خلق کا روح پرور نظارہ دکھایا گیا ہے۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۴ء: جلسہ سالانہ نمبر میں خلافت ثانیہ کے بابرکت اور تاریخی سلسلہ کے چند یادگار لمحات کی تصاویر دی گئی ہیں۔ ان میں ۱۹۳۹ء میں لوائے احمدیت لہرانے اور جلسہ سالانہ کے سٹیج کے مناظر شامل ہیں۔ اسی طرح جلسہ مصلح موعود کے موقع پر لی گئی ہوشیار پور کے تاریخی مکان کی تصویر بھی شائع کی گئی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کو مصلح موعود کی بشارت ملی۔ نیز احباب جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بھی شامل ہے۔

۱۹؍دسمبر ۱۹۶۵ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال کے موقع پر حضور کے چہرہ مبارک اور جنازہ کے مختلف مناظر کی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔

۳؍دسمبر ۲۰۰۸ء: خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپ کے دورِ خلافت کی درج ذیل مختلف نادر و نایاب تصاویر شائع کی گئیں۔

سفر یورپ ۱۹۲۴ء کے موقع پر اپنے رفقاء اور بعض غیر ملکی احباب کے ساتھ گروپ فوٹو۔

۱۳؍ستمبر ۱۹۳۱ء کے موقع پر سیالکوٹ میں لی گئی ایک خوبصورت تصویر جس میں حضورؓ کرسی پر تشریف فرما ہیں اور ہاتھ میں چھڑی پکڑ رکھی ہے۔

ربوہ کے ابتدائی ایام میں حضور کی تشریف آوری کی مختلف تصاویر۔

سفر یورپ ۱۹۵۵ء کے موقع پر مسجد فضل لندن میں خطاب فرماتے ہوئے، نماز باجماعت کی ادائیگی فرماتے ہوئے اور حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ یادگار تصاویر۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی شادی کی تقریب کے موقع پر لی گئی تصاویر۔

حضور کی گھڑسواری اور تانگے کی سواری کرتے ہوئے تصاویر۔

مختلف مواقع پر تقاریر فرماتے ہوئے لی گئیں یادگار اور نادر تصاویر۔

ٹی آئی کالج ربوہ میں ورودِ مسعود کی تصویر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی جوانی، بعد از خلافت اور آخری عمر کے بارے میں مختلف ادوار کی چھوٹی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستخط کے نمونہ کی تصویر۔

۱۷؍فروری ۲۰۱۲ء: مصلح موعود نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مختلف تصاویر دی گئی ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دعا فرماتے ہوئے، جلسہ مصلح موعود ۱۹۴۴ء ہوشیار پور اور چند رفقاء کے ساتھ لی گئی تصاویر شائع



کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک تصویر میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ خواجہ حسن نظامی صاحب بھی موجود ہیں۔

صد سالہ جوبلی نمبر ۲۰۱۳ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے جوانی کے دَور کی نہایت ہی خوبصورت تصویر شائع کی گئی جس میں حضور ایک کرسی پر بایاں ہاتھ رکھ کر کھڑے ہیں جبکہ دائیں ہاتھ کی کہنی غالباً کسی میز پر رکھی ہوئی ہے۔

۱۸؍فروری ۲۰۱۵ء: مصلح موعود نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نادر تصاویر شائع کی گئی ہیں جن میں حضور کی دو مختلف مواقع پر ٹرین میں سفر فرمانے کی تصاویر شامل ہیں۔ نیز ایک تصویر میں حضور اپنے موعود بیٹے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

۲۰؍فروری ۲۰۲۱ء: امریکی عیسائی مشنری سوئیل مارینس زویمر ۲۸؍مئی ۱۹۲۴ء کو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کی۔ اس موقع کی تاریخی تصویر الفضل نے شائع کی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دائیں طرف حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور بائیں طرف زویمر بیٹھے ہیں۔

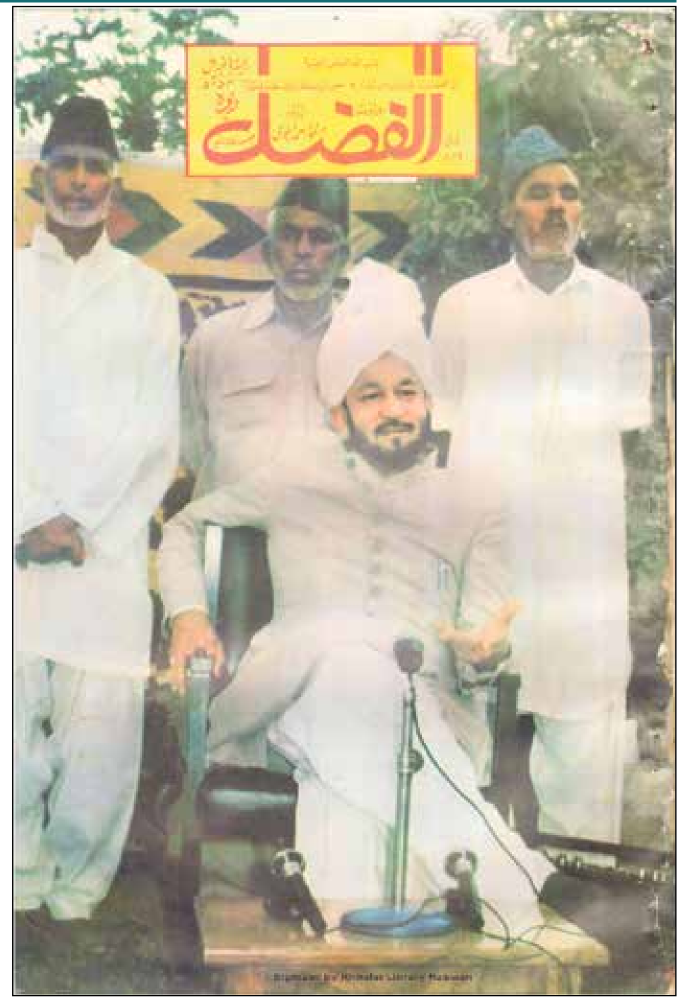
اخبار الفضل کو ہر سال یوم مصلح موعود کی مناسبت سے ماہ فروری میں خصوصی نمبر اور مضامین شائع کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ ان خصوصی نمبرز میں کثرت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصاویر شائع کی جاتی رہی ہیں جو قارئین کے لیے قیمتی خزانہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

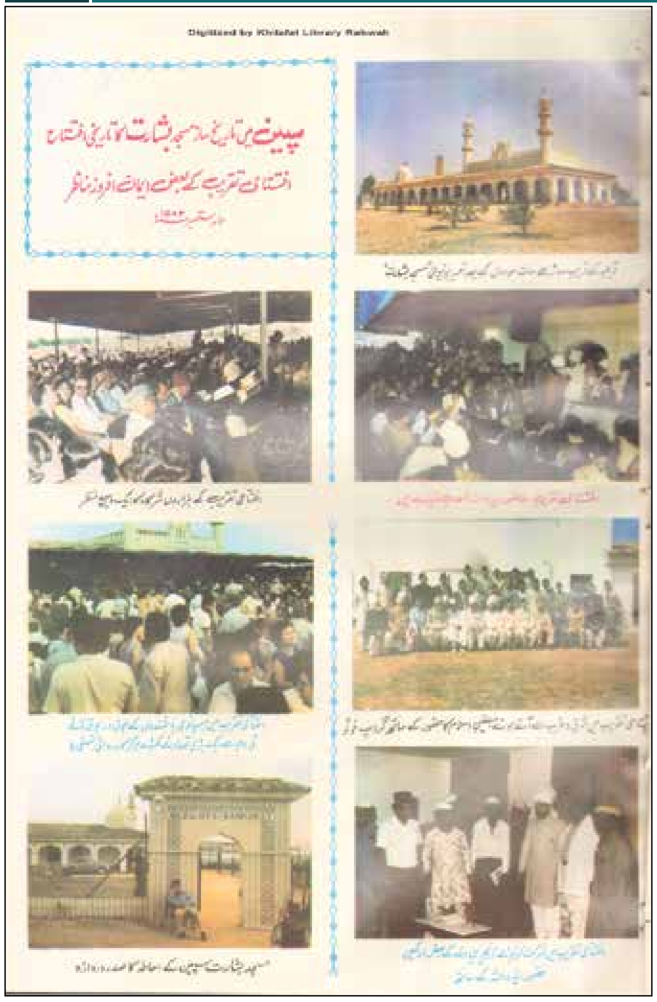
۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر اخبار الفضل کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کی خلافت سے قبل جوانی کی تصویر پہلی بار شائع کرنے کی توفیق ملی۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۵۸ء: سالانہ نمبر میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کی بطور افسر جلسہ سالانہ تعارفی تصویر شائع کی گئی۔

۱۹؍دسمبر ۱۹۶۵ء: قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد







اخبار الفضل کو ٹائٹل پیج پر پہلی بار تصویر شائع کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے جنازہ کے ہمراہ بھی حضورؒ کی تصویر اس شمارہ میں شامل کی گئی ہے۔

۲۶؍ جنوری ۱۹۶۷ء: جلسہ سالانہ نمبر میں خلافتِ ثالثہ کے مبارک دور کے پہلے جلسہ سالانہ اور مسجد اقصیٰ ربوہ کے سنگِ بنیاد (۲۸؍ اکتوبر ۱۹۶۶ء) کے مناظر پر مشتمل تصاویر شائع کی گئی ہیں۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۲ء: سالانہ نمبر میں فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام تعمیر شدہ خلافت لائبریری کی نئی عمارت کی افتتاحی تقریب منعقدہ ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۷۱ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تشریف آوری، افتتاح، جائزہ کتب اور تقریب سے خطاب فرمانے کی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۳ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے تاریخی دورہ مغربی افریقہ کی ایک یادگار تصویر ٹائٹل پیج پر مزین ہے جس میں حضورؒ ایک دعوتِ طعام کے موقع پر نائیجیریا میں سوڈان کے سفیر میجر جنرل حمید الشریف الحبیب سے گفتگو فرما رہے ہیں اور حضور کے ساتھ بائیں جانب جماعت ہائے نائیجیریا کے جنرل پریذیڈنٹ ایس او بکری بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس شمارہ میں حضورؒ کی انگلستان اور سوئٹزرلینڈ میں مصروفیات کے بعض مناظر بھی شامل کیے گئے ہیں۔

۲۴؍ دسمبر ۱۹۷۴ء: دورۂ افریقہ سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی جماعت احمدیہ ہالینڈ کے احباب کے ساتھ تصویر شائع کی گئی۔

۲۹؍ دسمبر ۱۹۸۱ء: جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر زمین کے کناروں سے تشریف لانے والے مہمانانِ کرام کے وفود کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کے مناظر پر مشتمل تصاویر شائع کی گئی ہیں جن میں غانا (مغربی افریقہ)، انڈونیشیا (مشرقِ بعید)، امریکہ، سنگاپور، تنزانیہ (مشرقی افریقہ)، جزیرہ ماریشس اور ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) کی تصاویر شامل ہیں۔

۱۲؍ مارچ ۱۹۸۳ء: اخبار الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نمبر شائع کیا جو حضور کی بچپن اور جوانی سے لے کر قبل از خلافت اور بعد از خلافت کی بے شمار نادر اور نایاب تصاویر کا خزانہ اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔ اس شمارہ میں حضور کی انگلستان میں زیرِ تعلیم رہنے کے دوران، تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور اندرونِ پاکستان مختلف شہروں کے اسفار کی تصاویر شامل کی گئیں اور بعد از خلافت حضور کی مصروفیات، تقاریر اور ملاقاتوں کی بھی بے شمار تصاویر شامل ہیں۔

۳؍ دسمبر ۲۰۰۸ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی جوانی، بعد از خلافت اور آخری عمر کے چھ مختلف ادوار کی چھوٹی تصاویر دی گئی ہیں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دستخط کے نمونہ کی تصویر۔

اس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت سے قبل ٹیبل ٹینس کھیلتے ہوئے، فرقان بٹالین کے ساتھیوں کے ہمراہ اور بعد از خلافت اجتماع انصار اللہ و دیگر پروگرامز میں تشریف آوری کی تصاویر شامل ہیں۔ نیز حضرت چودھری سر ظفراللہ خان صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے ساتھ تشریف فرما ہونے کی تصاویر شامل ہیں۔

۱۸؍ جون ۲۰۱۵ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورۂ جرمنی ۱۹۸۰ء کے موقع پر ایک جرمن شہری سے بات چیت فرما رہے ہیں جبکہ اس تصویر میں حضور کے ہمراہ محترم ہدایت اللہ ہبش صاحب، محترم چودھری انور حسین صاحب، محترم بہادر رشیر صاحب باڈی گارڈ اور محترم مسعود احمد دہلوی صاحب (ایڈیٹر الفضل) کھڑے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۰؍ دسمبر ۱۹۸۲ء: جلسہ سالانہ نمبر میں اخبار الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بے شمار نادر اور نایاب تصاویر شائع کیں۔ اس شمارہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حضور کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دورۂ یورپ کی مکمل روداد تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے جس میں حضور نے ۱۱ ممالک کا دورہ فرمایا تھا۔ نیز اس دورہ کی تصاویر بھی شامل ہیں جن میں زیورک میں حضور کے لیکچر، مجلس سوال و جواب، پریس کانفرنس اور دانشوروں سے خطاب، ناروے کی استقبالیہ تقریب، ناروے کے میئر سے گفتگو، برمنگھم میں حضور کے اعزاز میں دیے گئے استقبالیہ، بریڈفورڈ کی لارڈ ڈپٹی میئر سے ملاقات اور امریکی قونصل جنرل ڈاکٹر الفریڈ برینارڈ کے ساتھ ملاقات کی متعدد تصاویر شامل ہیں۔ اسی طرح مسجد بشارت سپین کی افتتاحی تقریب، افتتاحی تقریب میں شامل نامور شخصیات سے ملاقات و تبادلۂ خیال، فرینکفرٹ (جرمنی)، ہڈرزفیلڈ اور ہنسلو (برطانیہ) اور اوسلو (ناروے) کے میئر صاحبان کے ساتھ ملاقات اور استقبالیہ تقاریب کے مناظر بھی خوبصورت تصاویر کے ساتھ الفضل نے شائع کیے ہیں۔ اس کامیاب دورہ کے دوران ان تمام ممالک کی طرف سے حضور کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اخبار الفضل نے اوسلو (ناروے) کے میئر مسٹر البرٹ نور اینگن کو حضور سے قرآن مجید کا تحفہ لیتے ہوئے بھی دکھایا۔ نیز مختلف پریس کانفرنسز میں یورپی اخبار نویسوں کے سامنے اسلامی تعلیم کی فضیلت کا اظہار فرماتے ہوئے اور یورپ کے احمدی اطفال کی حضور سے ملاقات کی خوش نصیبی کے بعض پُرکیف مناظر بھی دیے گئے۔

۳۰؍ دسمبر ۱۹۸۳ء: اخبار الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کرۂ ارض کے ایک مسلمہ کنارہ پر ورودِ مسعود اور جزائر فجی میں تبلیغی مصروفیات کے مناظر اور دنیا کے نئے براعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کے سنگِ بنیاد کی بابرکت تقریب کے مناظر شائع کیے ہیں۔ نیز بعنوان ”مطلع الشمس کا سفر کرنے والے پہلے خلیفۃ المسیح“ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دلکش اور پُرنور تصویر شائع کی۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۹۳ء: سالانہ نمبر میں اخبار الفضل نے ٹائٹل پیج پر ایک بہت ہی خوبصورت منظر پر مشتمل تصویر شائع کی جس میں بوسنیا کے ستم رسیدہ والدین کا ایک بچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی گود میں نہایت خوش نظر آتا ہے۔

۲۷؍ دسمبر ۱۹۹۹ء: اخبار الفضل نے اپنے سالانہ نمبر میں لندن میں دوسری احمدیہ مسجد بیت الفتوح کی تقریبِ سنگ بنیاد منعقدہ ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۹۹ء کی تصاویر شائع کیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۹ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی تقریر کے دوران سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت گھڑی کی زیارت کروائی۔ اس یادگار تصویر کو اخبار الفضل نے شائع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔

۳۰؍ دسمبر ۲۰۰۰ء: جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۰ء کے موقع پر بینن کے دو بادشاہ Ajigla Toyi Kpodegbe اور Chaphapargui Adkou Bio Alldo نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضورؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا تبرک عطا کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۶۶) پوری شان سے وقوع پذیر ہوا۔ اس تاریخی منظر کی تصاویر اخبار الفضل نے قارئین کے لیے شائع کیں۔

۳؍ دسمبر ۲۰۰۸ء: خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جوانی، بعد از خلافت اور آخری عمر کے چوبیس مختلف ادوار کی چھوٹی تصاویر دی گئی ہیں نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دستخط کے نمونہ کی تصویر بھی دی ہے۔

اخبار الفضل نے اس نمبر میں حضور کی جوانی، قبل از خلافت اور بعد از خلافت کی بے شمار نادر اور نایاب تصاویر شائع کی ہیں جن میں خلافت پر متمکن ہونے پر پہلا بیان فرمودہ خطبہ جمعہ (مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)، جلسہ سالانہ ربوہ، صحابہ کرام

حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات، صدسالہ جشن تشکر، حضور کے دورِخلافت میں آنے والے بادشاہوں اور جرمنی، برکینافاسو، نائیجیریا اور لائبیریا کے صدر و نمائندگان کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ تصاویر شامل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۳؍دسمبر ۲۰۰۸ء: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بچپن، جوانی اور بعد از خلافت کی تئیس چھوٹی تصاویر دی گئی ہیں نیز حضور انور کے دستخط کے نمونہ کی تصویر دی گئی ہے۔

اخبار الفضل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دورِخلافت خامسہ کی پہلی بیعت کی تاریخ ساز تصویر کو شائع کر کے آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ کے لیے یادگار بنادیا ہے۔ نیز اس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جنازہ پڑھاتے ہوئے اور آپ کے جسدِمبارک کو کندھے پر اٹھائے ہوئے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصاویر شائع کی ہیں۔

اخبار الفضل نے اس خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی نمبر میں حضور انور کے بچپن، قبل از خلافت اور بعد از خلافت کی بھی بے شمار نادر اور نایاب تصاویر کا خزانہ شائع کیا ہے۔ اس میں حضور انور کی بعض غیر ملکی عمائدین اور اہم شخصیات سے ملاقات اور تقریبات کی تصاویر شامل ہیں جن میں آسٹریلیا، سنگاپور، فجی، جاپان، بھارت کے عمائدین شامل ہیں۔ اسی طرح خلافت سے قبل بطور ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ دفتر میں مصروفِ عمل اور مختلف مواقع کی یادگار تصاویر دی گئی ہیں۔

صدسالہ جوبلی نمبر کے اس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے قبل دورانِ اسیری (۱۹۹۹ء) اور جھنگ جیل کے گیٹ سے باہر تشریف لاتے ہوئے کی تصاویر بھی دی ہیں۔

۲۴؍مئی ۲۰۱۲ء: اخبار الفضل نے خلافت نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے پہلے غانا میں خدماتِ دینیہ بجالانے کی تصاویر شائع کی ہیں جن میں حضور انور بطور ہیڈ ماسٹر احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر (غانا) میں مختلف امور سرانجام فرما رہے ہیں۔

حضور انور کے بابرکت دور میں مختلف ممالک کی اعلیٰ اور مقتدر شخصیات نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام من وعن پورا ہوا کہ ’’خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۳) اخبار الفضل نے ان ملاقاتوں کی یہ تاریخی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

۲۳؍مئی ۲۰۱۴ء: حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کہ خدا تیری محبت دلوں میں ڈالے گا کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو دورۂ امریکہ ۲۰۱۳ء کے دوران لاس اینجلس سٹی کی چابی میئر کی طرف سے سپرد کی گئی۔ الفضل نے اس تاریخی لمحہ کی تصویر بھی قارئین کے لیے شائع کی۔

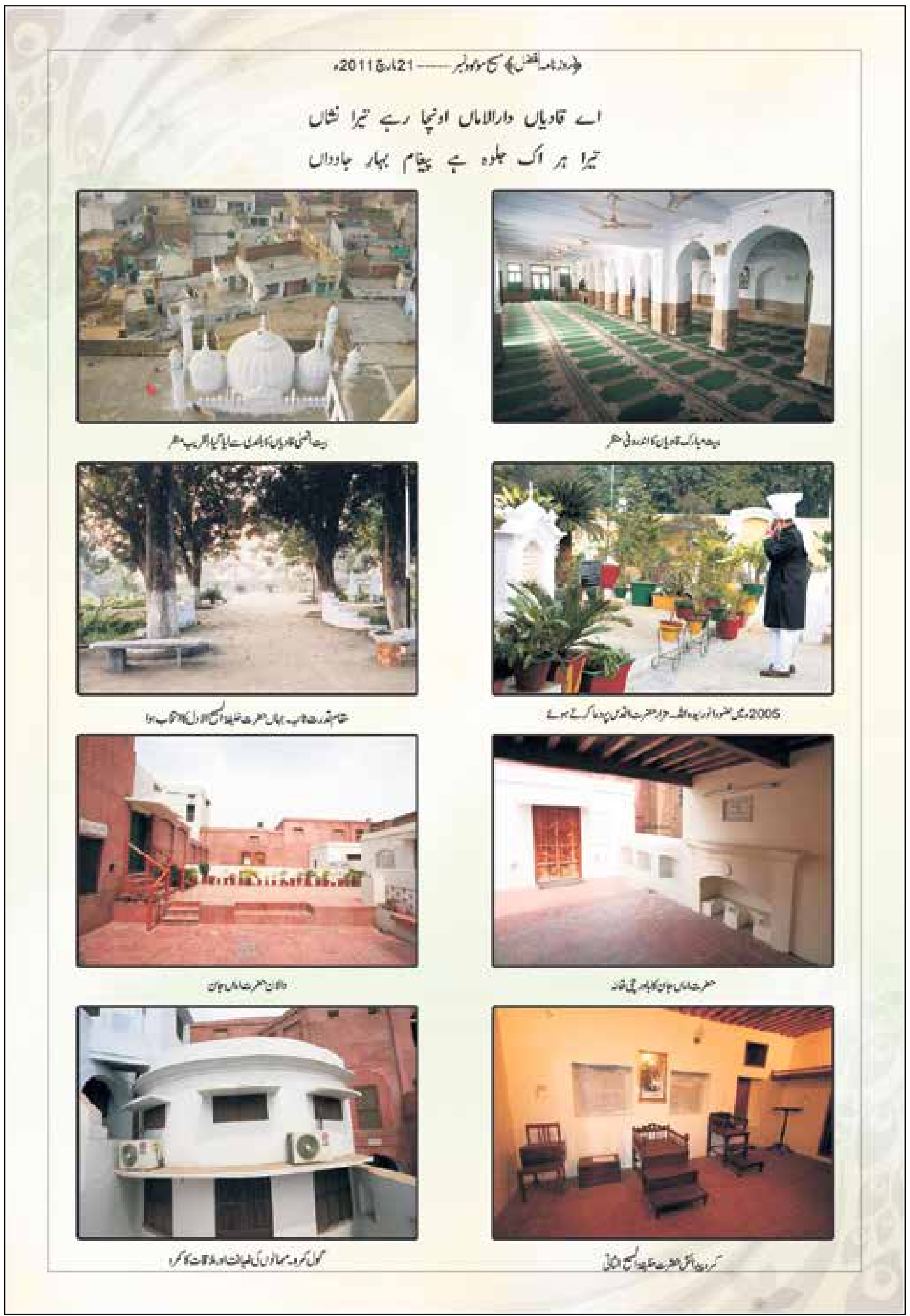
۲۸؍دسمبر ۲۰۱۰ء: اخبار الفضل نے سالانہ نمبر میں بعنوان ’’لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں‘‘ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصاویر شائع فرمائیں جس میں حضور انور مختلف مواقع پر اپنے ہاتھ سے پودا لگاتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان تصاویر میں خلافت جوبلی درخت مسجد فضل لندن، مسجد القمر جرمنی، مسجد مہدی بریڈ فورڈ، جامعہ احمدیہ یوکے، فجی اور ماریشس میں حضور انور پودا لگاتے اور اپنے دستِ مبارک سے پانی دیتے نظر آرہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورِخلافت میں جماعت احمدیہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات کی توفیق مل رہی ہے۔ ہم سب خلافتِ خامسہ کی برکات و فیوض سمیٹ رہے ہیں اور روحانی برکات سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اس جدید دَور میں میسر ٹیکنالوجی کی بدولت آج بھی بے شمار تاریخی اور نایاب تصاویر اخبار الفضل کو شائع کرنے کی مسلسل توفیق مل رہی ہے۔ خلافتِ خامسہ کے اس بابرکت دَور میں نئے مرکز احمدیت اسلام آباد کا قیام، خلافت جوبلی ۲۰۰۸ء کے موقع پر جماعت احمدیہ عالمگیر سے پہلی بار لیا گیا تاریخ ساز عہدِخلافت، سال ۲۰۰۵ء میں قریباً ۱۴سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی قادیان آمد، امریکہ، کینیڈا اور یورپین پارلیمنٹس میں حضور انور کے خطابات، مختلف ممالک کے کامیاب دورہ جات، زائن شہر کے میئر کی طرف سے خدمتِ اقدس میں پیش کی گئی زائن شہر کی چابیاں، بیت الفتوح کا افتتاح اور ازسرِنو تعمیر (renovation) اور مرکز احمدیت اسلام آباد سے دنیا بھر کے ممالک سے آن لائن ملاقاتوں اور مجالس سوال و جواب جیسی ترقیات جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی ہیں۔ حالیہ دور میں ان سب فضائل کی تفصیلی اور جامع رپورٹس الفضل کو مع تصاویر شائع کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اور اس طرح گویا آنے والی نسلوں کے لیے جماعت احمدیہ اسلام کی تبلیغ اور فتوحات میں وسعت کا یہ باب ساتھ ساتھ محفوظ کیا جارہا ہے۔

جماعتی عمارات

قادیان

۲۱؍مارچ ۲۰۱۱ء: اخبار الفضل نے اپنے مسیح موعود نمبر کی اشاعت میں مقاماتِ مقدسہ قادیان کی تفصیلی تصاویر شائع کیں جن میں بیت الدعا، بیت الفکر، منارۃ المسیح، مقام خطبہ الہامیہ، حجرہ، دارالمسیح، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، مقام قدرت ثانیہ، دالان و باورچی خانہ حضرت اماں جان، گول کمرہ، کمرہ پیدائش حضرت مصلح موعودؓ نیز حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ۲۰۰۵ء میں مزار حضرت اقدس پر دعا فرماتے ہوئے نادر تصویر بھی شامل تھی۔



ربوہ

۳۰؍دسمبر ۲۰۰۸ء: خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے تاریخی کارنامہ یعنی مرکز احمدیت ربوہ کے قیام، ابتدائی ایام اور اس کے دفاتر و امارات کی تصاویر الفضل میں دی گئیں۔

۱۷؍فروری ۲۰۱۲ء: مصلح موعود نمبر میں ربوہ کے ابتدائی ایام کی چند تصاویر دی گئی ہیں جن میں مسجد مبارک ربوہ، یادگار مسجد، احاطہ فضل عمر ہسپتال، گول بازار، دفاتر تحریک جدید کا قدیم منظر، دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور جلسہ سالانہ ربوہ کے ایام کی یادگار لنگرخانہ حضرت مسیح موعود شامل ہیں۔

۲۶؍ستمبر ۱۹۵۵ء: اخبار الفضل نے خیر مقدم نمبر کے نام سے خصوصی اشاعت کی جس میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ، ابتدائی دفاتر صدر انجمن احمدیہ کا بیرونی منظر اور دفاتر تحریک جدید کا اندرونی منظر شائع کیا۔

افریقہ

۲۴؍دسمبر ۱۹۷۴ء: مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں ’’نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام‘‘ کے تحت رونما ہونے والے انقلابِ عظیم کے حوالہ سے نصرت جہاں احمدیہ کلینک بواجے بو (سیرالیون)، احمدیہ کلینک اکارے (نائیجیریا)، مسجد احمدیہ اکرہ (گھانا) اور مسجد احمدیہ ایسوکورے (مغربی افریقہ) کی تعمیر کے ایمان افروز مناظر شائع کیے۔

مساجد

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: اخبار الفضل نے اپنے جوبلی نمبر کی اشاعت میں مسجد مبارک قادیان کا بیرونی منظر شائع کیا جو کہ اس کے ابتدائی نقشہ کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۶؍ستمبر ۱۹۵۵ء: اخبار الفضل نے خیر مقدم نمبر کے نام سے خصوصی اشاعت کی جس میں، مسجد احمدیہ سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ)، مسجد احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ)، مسجد مبارک ربوہ اور احمدیہ مشن ہاؤس لندن کی تصاویر شائع کیں۔

۲۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء: اس شمارہ میں مسجد مبارک قادیان اور مسجد مبارک ربوہ کی تصاویر ایک ساتھ شائع کی گئیں۔

۱۹؍مارچ ۲۰۱۲ء: اخبار الفضل نے مسیح موعود نمبر میں مسجد اقصیٰ قادیان کے قدیمی حصہ کی اہم اور نادر تصویر شائع کی جو قارئین الفضل کے لیے بالکل نئی تھی۔

شخصیات کی نادر تصاویر

۲۲؍مارچ ۱۹۲۷ء: عہد خلافت ثانیہ کے پہلے مبلغ حضرت صوفی حافظ غلام محمد صاحب کی تصویر دی گئی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد سے ۲۰؍فروری ۱۹۱۵ء کو ماریشس روانہ ہوئے اور ۱۶؍مارچ ۱۹۲۷ء کو واپس قادیان تشریف لائے۔

۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء: جماعت احمدیہ کے قیام پر ۵۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں گولڈن جوبلی کے موقع پر اخبار الفضل نے صحابہ کرام کی تصاویر پہلی مرتبہ شائع کیں۔ جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، حضرت چودھری نصراللہ خان صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ، حضرت مولوی عبدالکریم

صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ، اور آنریبل حضرت چودھری ڈاکٹر سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ شامل ہیں۔

۱۹؍فروری ۱۹۵۶ء: سرزمین فلسطین میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجالانے والے مبلغین اسلام کی تصاویر دی گئیں جن میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب، حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب، محترم مولوی محمد شریف صاحب، محترم مولوی محمد سلیم صاحب کی تصاویر شامل ہیں۔

۱۹؍مارچ ۲۰۱۲ء: اخبار الفضل نے مسیح موعود نمبر میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے چند ممتاز صحابہ کرام کی تصاویر شائع کیں۔جن میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ، حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ، حضرت مرزا بابا ہدایت اللہ صاحبؓ، حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر فیض علی صابر صاحبؓ اور حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ شامل ہیں۔

۲۱؍مارچ ۲۰۱۵ء: حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کی روشنی میں اہلِ عرب سے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے والے صحابہ کرام حضرت عبداللہ عرب صاحبؓ، حضرت عبدالمحی العرب صاحبؓ، حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحبؓ کی تصاویر شائع کی گئیں۔

۲۸؍دسمبر ۲۰۱۵ء: اخبار الفضل نے سالانہ نمبر میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ان صحابہ کرام کی تصاویر شائع کیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں سے عالمی شہرت بخش دی۔ ان میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب، حضرت سید حامد شاہ صاحب، حضرت مرزا برکت علی صاحب، حضرت چودھری حاکم علی صاحب، حضرت خانزادہ امیراللہ صاحب اسماعیلیہ، حضرت میاں اکبر علی صاحب، حضرت ڈاکٹر احمد الدین صاحب، حضرت سید ولایت شاہ صاحب، حضرت خواجہ عبیداللہ صاحب، حضرت حکیم نور احمد صاحب، حضرت امام دین صاحب، حضرت میاں شمس الدین صاحب، حضرت منشی سر بلند خان صاحب، حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب، حضرت سید حسن شاہ صاحب اور حضرت چودھری اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہم کی تصاویر شامل ہیں۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۱ء: سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگان حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب، حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب، حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی تصاویر شائع کی گئیں۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۳ء: اخبار الفضل نے سالانہ نمبر میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے خدماتِ دینیہ بجالانے والے بزرگان کی تصاویر شائع کیں۔جن میں (حضرت) صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان، مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد وکیل اعلیٰ تحریک جدید، ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ، (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تصاویر شامل تھیں۔

۲۱؍مارچ ۲۰۱۴ء: مسیح موعود نمبر کے اس شمارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی نادر تصاویر شامل کی گئی ہیں۔

۱۳؍اگست ۲۰۱۵ء: اخبار الفضل کو پاکستان نمبر شائع کرنے کی توفیق ملی جس میں حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کی قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ دو تصاویر شائع کی گئیں۔ ان میں سے ایک تصویر میں آپ دونوں کرسیوں پر تشریف فرما ہیں جبکہ دوسری تصویر میں ماڑی پور کراچی ایئرپورٹ پر موجود ہیں۔

اسی شمارہ میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۹ء سے خطاب فرمانے کی تصویر شائع کی گئی۔

۱۸؍فروری ۲۰۱۵ء: اخبار الفضل نے مصلح موعود نمبر کی اس خصوصی اشاعت میں خدا کی خاطر ملکوں ملکوں دعوت الی اللہ کرنے والے اور دکھ اٹھانے والے چند بزرگان کی تصاویر شائع کیں جن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب برطانیہ و امریکہ، حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحب برطانیہ، حضرت صوفی غلام محمد صاحب ماریشس، حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب بلادِ عرب و برطانیہ، حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب غانا و نائیجیریا، محترم مولوی ظہور حسین صاحب بخارا روس، محترم شیخ عمر عبیدی صاحب تنزانیہ، حضرت مولانا رحمت علی صاحب انڈونیشیا، محترم مولانا چودھری محمد شریف صاحب بلادِ عرب و گیمبیا، محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب۔ سنگاپور، محترم مولانا نذیر احمد علی صاحب افریقہ، محترم مولانا نسیم سیفی صاحب افریقہ شامل ہیں۔

۱۸؍فروری ۲۰۱۶ء: اخبار الفضل نے مصلح موعود نمبر میں خلافت ثانیہ کے دور میں اکنافِ عالم میں اسلام کا پیغام پہنچانے والے بزرگان و مربیان کی تصاویر شائع کیں جن میں حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؓ جالندھری، محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب، محترم مولانا محمد منور صاحب، محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری، محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب شامل ہیں۔

یکم ؍اکتوبر ۲۰۲۱ء: اخبار الفضل نے سرزمینِ امریکہ کے ابتدائی احمدی احباب کی تصاویر شائع کیں جن میں ایف، ایل اینڈرسن (بیعت ۲۶؍ستمبر ۱۹۰۴ء)، چارلس فرانسس سیورائٹ (بیعت ۱۹۰۳ء) اور ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر شامل ہیں۔

وفات یافتگان

اخبار الفضل نے بعض سالوں کے سالانہ نمبرز کے شمارہ جات و دیگر میں دوران سال وفات پانے والے صحابہ کرام اور بزرگان سلسلہ و مخلصین جماعت کی تصاویر شائع کیں جن کی ترتیب وار تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۵۸ء: محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مرحوم (وفات ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۷ء) اور حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا (وفات ۳۱؍اگست ۱۹۵۸ء)

۲۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء: دو ممتاز بزرگان حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال اور حضرت چودھری برکت علی خان صاحب

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۱ء: جماعت احمدیہ کے تین ممتاز خادمین دین ڈاکٹر حافظ بدرالدین صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب اور شیخ کریم بخش صاحب آف کوئٹہ۔

۲۶؍دسمبر ۱۹۶۳ء: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ، حضرت قاضی محمد یوسف صاحب، حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب آف آسنور کشمیر، حضرت خلیفہ عبدالرحیم صاحب آف جموں اور محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی۔

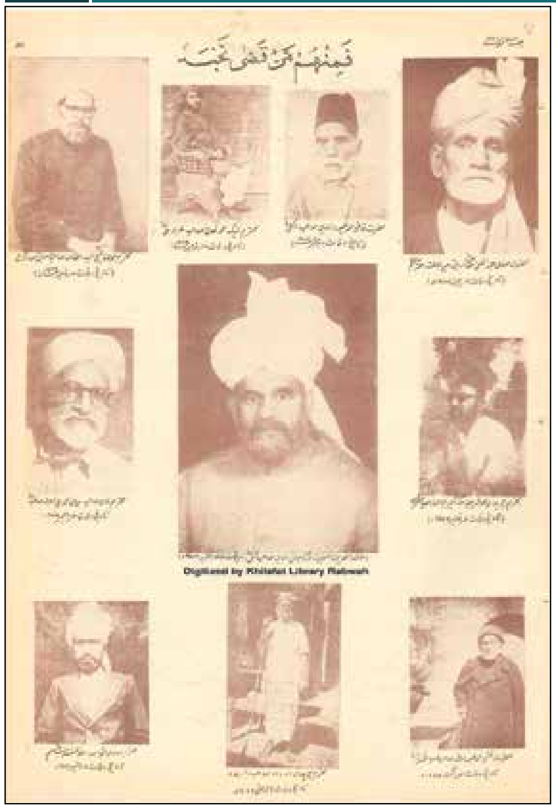
۲۶؍دسمبر ۱۹۶۴ء: حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب شرما، حضرت میاں غلام قادر صاحب، حضرت قریشی محمد اسماعیل صاحب معتبر، ملک عمر علی صاحب ملتان، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری، مولوی عبدالحق صاحب بدوملہی، امری عبیدی صاحب وزیر تعمیرات ٹانگانیکا، شیخ محمد شریف صاحب، کیپٹن عطاءاللہ ظہور، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا، مولوی محمد یعقوب صاحب زودنویس، قریشی افضال احمد صاحب مبلغ۔

۱۹؍دسمبر ۱۹۶۵ء: حضرت حاجی محمد دین صاحب آف تہال (وفات ۱۷؍جون ۱۹۶۵ء)، مکرم لطیف احمد طاہر صاحب مرحوم (۲۰؍مئی ۱۹۶۵ء کو قاہرہ کے ہوائی حادثہ میں فوت ہوئے)، مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل یادگیر (وفات ۱۹؍مئی ۱۹۶۵ء)۔

نیز تین شہداء کی تصاویر بھی دی گئیں جن میں میجر منیر احمد شہید (واہگہ کے محاذ پر جامِ شہادت نوش کیا)، مکرم میجر قاضی بشیر احمد صاحب شہید (جوڑیاں کے محاذ پر جامِ شہادت نوش کیا)، سکوارڈن لیڈر مکرم خلیفہ منیرالدین احمد شہید (۱۹۶۵ء کی جنگ کے محاذ پر جامِ شہادت نوش کیا) شامل ہیں۔

۲۶؍جنوری ۱۹۶۷ء: حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ جہلم، حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل، حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس خالد احمدیت، حضرت چودھری محمد شریف صاحب امیر جماعت احمدیہ منٹگمری، حضرت خان میاں محمد یوسف صاحب، حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی، محترم چودھری الٰہ داد صاحب ربوہ، محترم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل، محترم نیک محمد خان صاحب غزنوی، محترم مولوی محمد اسد اللہ ظفر صاحب جہلم۔

۱۱؍جنوری ۱۹۶۸ء: حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب، حضرت مولوی میر محمد جی ہزاروی صاحب، حضرت مہر قطب الدین صاحب، حضرت قاضی محمد رشید صاحب، حضرت میاں عبدالرشید صاحب، حضرت سید زین العابدین صاحب، حضرت میاں نور محمد صاحب، حضرت میاں خدا بخش صاحب پٹیالوی







المعروف مومن جی، حضرت ڈاکٹر عبدالحمید چغتائی صاحب، حضرت چودھری عبدالکریم صاحب آف ننگل باغباناں رضی اللہ عنہم۔

۳۱؍ دسمبر ۱۹۶۸ء: حضرت مولوی قدرت اللہ صاحبؓ سنوری، حضرت مولوی عبدالواحد صاحب میرٹھیؓ، حضرت مولوی عبدالمنان صاحب کاٹھ گڑھیؓ، حضرت حافظ ملک محمد صاحبؓ، حضرت علی گوہر صاحبؓ، محترم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل مربی سلسلہ، محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب مالاباری۔ مبلغ اسلام، محترم پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم اے، محترم حکیم مولوی نظام الدین صاحب، محترم سید محمد امین شاہ صاحب معلم اصلاح و ارشاد، محترم لیفٹیننٹ ملک مظفر احمد صاحب، محترم عبدالاحد صاحب درویش، محترم شیخ محمد دین صاحب ریٹائرڈ مختارِ عام۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۶۹ء: حضرت مرزا عبدالکریم صاحبؓ، حضرت منشی عبدالحق صاحب خوشنویسؓ، حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ، حضرت مرزا اسلام اللہ صاحب آف چنیوٹؓ، حضرت حافظ عبدالسمیع صاحب امروہیؓ، لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملکؓ، حضرت صوفی محمد یعقوب صاحبؓ، حضرت سردار شیخ عبدالحمید صاحبؓ ریلوے آڈٹ آفیسر، محترم چودھری علی محمد صاحب چک ۳۹ ڈی بی سرگودہا، حضرت ملک نبی محمد صاحبؓ آف گھوگھیاٹ۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۰ء: حضرت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کپورتھلویؓ، حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحبؓ کھارا، حضرت ملک شادی خاں صاحبؓ۔ سیالکوٹ، محترم ڈاکٹر جنود اللہ صاحب آف بخارا۔ ڈینٹل سرجن، محترم چودھری غلام احمد صاحب۔ کراچی، محترم گیانی واحد حسین صاحب مربی سلسلہ، محترم الحاج مرزا معظم بیگ صاحب، محترم شیخ عبدالغفور صاحب۔ گجرات، محترم خواجہ عبدالقیوم صاحب۔ ربوہ، حضرت مرزا اصالح علی صاحب آف قادیان، حضرت محمد صادق صاحب فاروقی ربوہؓ، محترم چودھری جان محمد صاحب

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۲ء: حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب قلعہ صوبا سنگھؓ محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر سابق ایڈیٹر الفضل، حضرت شیخ کظیم الرحمٰن صاحبؓ، حضرت ماسٹر محمد پریل صاحب نواب شاہؓ، محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری، محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب بنگالی مبلغ امریکہ، محترم مولوی ابوبکر ایوب صاحب مبلغ ہالینڈ، محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف کامٹی، محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی، محترم صوفی عطاء محمد صاحب۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۳ء: حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ، حضرت صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پیؓ، حضرت حاجی اللہ بخش صاحب منگولے ضلع سیالکوٹ، حضرت حکیم (محمد) زاہد حسین صاحب آف شورکوٹؓ، حضرت میاں نذیر محمد صاحب دہلی دروازہ لاہورؓ، محترم سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ، محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق جج لاہور ہائی کورٹ، محترم مولوی تاج دین صاحب ناظم دارالقضاء، محترم ڈاکٹر احمد دین صاحب آف کنری، محترم مرزا محمد حسین صاحب المعروف چھٹی مسیح، حضرت میاں پیر محمد صاحب آف پیر کورٹ، محترم امیر بخش صاحب آف بھینی۔

۲۴؍ دسمبر ۱۹۷۴ء: حضرت میاں جان محمد صاحب امرتسریؓ، حضرت حکیم عبیداللہ رانجھا صاحبؓ، محترم میاں محمد اقبال صاحب، محترم مولوی بدرالدین صاحب معلم وقف جدید، محترم شیخ محمد سعید صاحب ایمن آباد، حضرت راجہ علی محمد صاحبؓ سابق ناظر بیت المال آمد، محترم عزیز دین صاحب، محترم ماسٹر امام علی صاحب، محترم میر فضل الدین صاحب، محترم مرزا غلام حیدر صاحب، میاں فتح محمد صاحب، محترم میاں کریم بخش صاحب۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۵ء: حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ، حضرت قاضی عبدالحمید صاحبؓ، حضرت حاجی محمد فاضل صاحبؓ، حضرت میاں خدا بخش صاحب بھیرویؓ، حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ، حضرت بھائی شیر محمد صاحبؓ، حضرت حکیم سید پیر احمد صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحبؓ، حضرت قاضی محمد شریف صاحبؓ، مہاشہ فضل حسین صاحب، محترم عبدالسلام اختر صاحب، محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب، محترم میاں سراج الدین صاحب، محترم گل محمد صاحب، محترم محمد ابراہیم خلیل صاحب، محترم عبداللہ اعجاز صاحب، محترم خواجہ غلام نبی گلکار انور صاحب، محترم چودھری الیاس الدین صاحب۔

۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۷ء: حضرت محمد عبداللہ صاحب جلد سازؓ، محترم جناب صاحبزادہ ابوالحسن صاحب قدسی، محترم جناب مرزا رشید احمد صاحب، محترم جناب عبدالرحمٰن خاں صاحب نیازی، محترم جناب حافظ صاحبزادہ محمد طیب صاحب لطیف، محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل، محترم ملک غلام فرید صاحب ایم اے، محترم الحاج فاریمان محمد سنگھاٹے سابق گورنر جنرل گیمبیا، محترم شیخ محب الرحمٰن صاحب، محترم مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری، محترم پیر مظہر الحق صاحب، محترم میاں محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور، محترم نواب زادہ محمد امین خان صاحب آف بنوں، محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب آف دوالمیال، محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب۔

۳۰؍ دسمبر ۱۹۸۳ء: مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی سابق مربی فیصل آباد، مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد، مولانا چراغ دین صاحب مربی صوبہ سرحد، مولانا برکت اللہ محمود صاحب مربی لاہور، مولانا عبدالواحد صاحب سابق مبلغ فجی۔

تعارفی تصاویر صحابہ کرامؓ

الفضل آن لائن کے شمارہ جات میں صحابہ کرام کے تعارف کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ جس میں ان صحابہ کرام کی تعارفی تصاویر بھی شائع کی جاتی رہی ہیں۔ یہاں ان تمام صحابہ کرام کی فہرست بھی شامل کی جارہی ہے۔

۰۱؍ جولائی ۲۰۲۱ء: حضرت حافظ احمد دین صاحبؓ
۰۲؍ ستمبر ۲۰۲۱ء: حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ
۰۳؍ ستمبر ۲۰۲۰ء: حضرت بابو محمد علی خان صاحب شاہجہانپورؓ
۰۳؍ جون ۲۰۲۱ء: حضرت حکیم احمد دین صاحبؓ
۰۴؍ مارچ ۲۰۲۱ء: حضرت ملک عبدالعزیز صاحبؓ
۰۴؍ نومبر ۲۰۲۱ء: حضرت مستری جان محمد صاحب بھڈیارؓ
۰۵؍ ستمبر ۲۰۲۰ء: حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ
۰۶؍ مئی ۲۰۲۱ء: حضرت مولوی رحمت اللہ صاحبؓ
۰۸؍ اپریل ۲۰۲۱ء: حضرت خان محمد یحیٰ خان صاحبؓ
۰۸؍ جولائی ۲۰۲۱ء: حضرت منشی نور محمد صاحبؓ
۰۹؍ جولائی ۲۰۲۰ء: حضرت منشی عبدالعزیز صاحبؓ
۰۹؍ ستمبر ۲۰۲۱ء: حضرت مولوی محمد صادق صاحبؓ
۱۰؍ جون ۲۰۲۱ء: حضرت ذوالفقار علی خان گوہر رامپوریؓ
۱۱؍ فروری ۲۰۲۱ء: حضرت شیخ جان محمد صاحبؓ
۱۲؍ اگست ۲۰۲۱ء: حضرت مولوی فخرالدین صاحبؓ
۱۲؍ مارچ ۲۰۲۰ء: حضرت بابو عبدالرحمان صاحبؓ
۱۲؍ نومبر ۲۰۲۰ء: حضرت چودھری ولی داد صاحبؓ
۱۳؍ مئی ۲۰۲۰ء: حضرت مرزا کبیرالدین احمد صاحبؓ
۱۵؍ جولائی ۲۰۲۱ء: حضرت حاجی محمد صدیق صاحبؓ
۱۸؍ جولائی ۲۰۲۰ء: حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹیؓ
۱۸؍ مارچ ۲۰۲۱ء: حضرت ڈاکٹر اقبال علی غنی صاحبؓ
۱۸؍ نومبر ۲۰۲۱ء: حضرت سید دلاور شاہ بخاریؓ
۱۹؍ نومبر ۲۰۲۰ء: حضرت چودھری عبدالعزیز بھٹیؓ
۱۹؍ ستمبر ۲۰۲۰ء: حضرت مولوی مبارک علی صاحب بی۔اےؓ
۲۰؍ مئی ۲۰۲۱ء: حضرت شیخ منظور علی شاکر صاحبؓ
۲۱؍ جولائی ۲۰۲۰ء: حضرت مولوی محمد ابوالحمید آزادؓ
۲۲؍ جولائی ۲۰۲۱ء: حضرت مولوی دین محمد صاحب ایم۔اےؓ
۲۳؍ جولائی ۲۰۲۰ء: حضرت حامد حسین خان صاحب میرٹھیؓ
۲۳؍ ستمبر ۲۰۲۱ء: حضرت بابو محمد نواز خانؓ
۲۴؍ جون ۲۰۲۱ء: حضرت ملک عطاء اللہؓ
۲۶؍ اگست ۲۰۲۱ء: حضرت چودھری علی محمد گوندلؓ
۲۷؍ دسمبر ۲۰۱۹ء: حضرت حاجی میراں بخش صاحبؓ
۳۰؍ ستمبر ۲۰۲۱ء: حضرت میاں نظام الدین صاحبؓ
۳۱؍ دسمبر ۲۰۲۰ء: حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ
۲۵؍ مارچ ۲۰۲۰ء: حضرت بابو محمد عمر حیات صاحب سیالکوٹیؓ
۲۱؍ مارچ ۲۰۲۰ء: حضرت چودھری بدرالدین صاحبؓ
۱۳؍ فروری ۲۰۲۰ء: حضرت چودھری محمد حسین صاحبؓ
۸؍ اپریل ۲۰۲۰ء: حضرت شیخ احمد اللہ صاحبؓ
۲۸؍ اپریل ۲۰۲۰ء: حضرت میر محمد سعید صاحبؓ
۱۹؍ دسمبر ۲۰۱۹ء: حضرت قاضی حبیب اللہ صاحبؓ
۲۵؍ مارچ ۲۰۲۱ء: حضرت ڈاکٹر غلام دستگیر صاحبؓ
۲۶؍ نومبر ۲۰۲۰ء: حضرت سید محمد اشرف صاحبؓ
۰۲ جنوری ۲۰۲۰ء: حضرت چودھری حکم دین صاحب دیالگڑھیؓ

☆...☆...☆

ہر قدم آگے بڑھا الفضل کا

جب سے غنچہ ہے کھلا الفضل کا
تذکرہ ہے جا بہ جا الفضل کا

یہ مٹاتا ہے دلوں سے تیرگی
ایسا روشن ہے دیا الفضل کا

بن پڑھے تو چین ملتا ہی نہیں
جو بھی قاری ہو گیا الفضل کا

حضرت محمود کا احسان ہے
ہم کو تحفہ جو دیا الفضل کا

کوئی دنیاوی مقاصد ہی نہیں
راستہ ہے باخدا الفضل کا

تھی مصائب کی بڑی یلغار پر
تھا خدا مشکل کشا الفضل کا

ہے ترقی کے سفر پر گامزن
ہر قدم آگے بڑھا الفضل کا

ہم بھی زاہد ہیں اسی کے ہمسفر
جو چلا ہے قافلہ الفضل کا

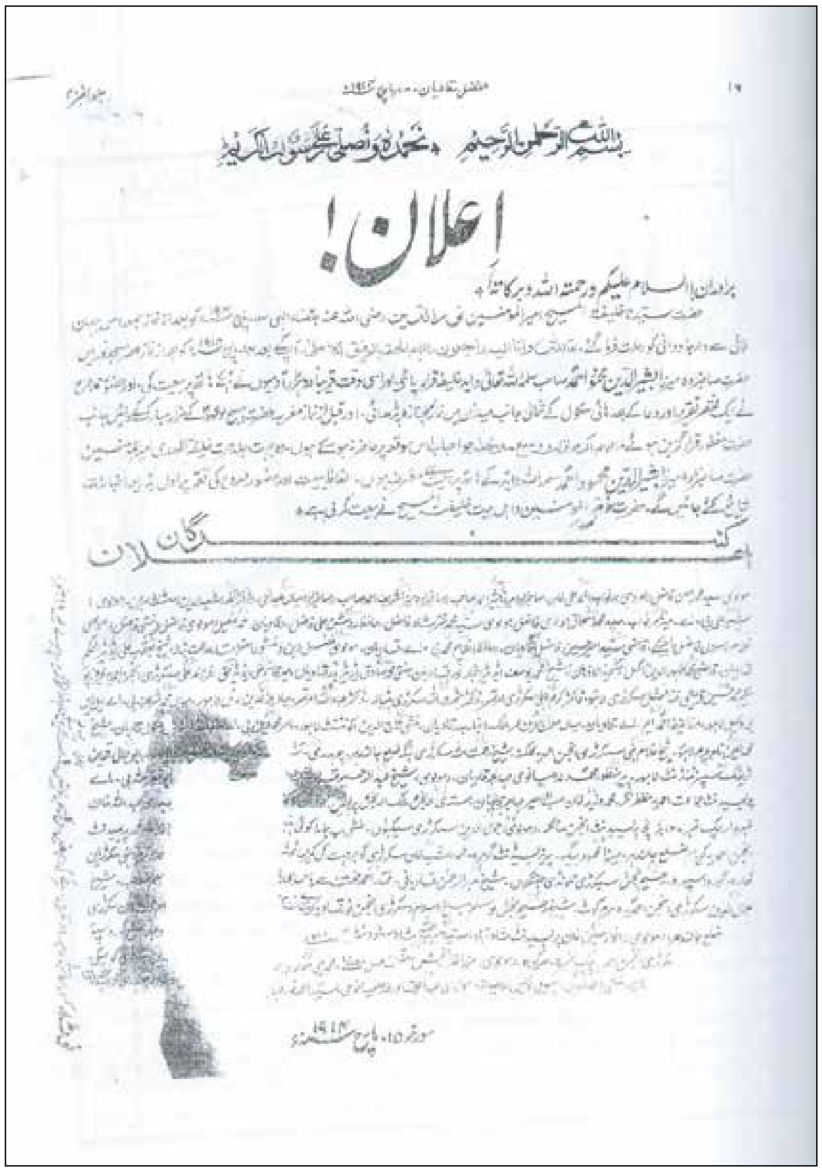
(سید طاہر احمد زاہدؔ)

چار خلافتوں کے آغاز پر الفضل کا کردار

(محمد داؤد مجوکہ۔ جرمنی)

انتخاب خلافت کا وقت جماعت کے لیے ایک نازک وقت ہوتا ہے...اس نازک وقت میں مسلسل احباب جماعت کی راہنمائی کرنے، انہیں دعاؤں کی طرف متوجہ کرنے، تسلی دینے اور الٰہی وعدے یاد دلانے، افواہوں کا توڑ کرنے اور ہر قسم کے پراگندہ کرنے والے خیالات سے بچانے کے لیے مسلسل رابطہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اہم فرائض سب سے بہتر طور پر میڈیا کے ذریعہ سرانجام دیے جا سکتے ہیں

انتخاب خلافت کا وقت جماعت کے لیے ایک نازک وقت ہوتا ہے۔ اس وقت سابق خلیفہ کی وفات کے بعد مومنین کی حالت ایک بے سر کے جسم جیسی ہوتی ہے اور ان کو بجا طور پر خوف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ اس وقت منافقین اور مخالفین کو ایک موقع میسر ہوتا ہے کہ مختلف قسم کی افواہیں پھیلائیں، اپنے نظریات اور اعتراضات کا پرچار کریں، جماعت میں مایوسی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور جماعت میں اختلاف و انتشار کی دراڑیں ڈالیں۔ چنانچہ اس نازک وقت میں مسلسل احباب جماعت کی راہنمائی کرنے، انہیں دعاؤں کی طرف متوجہ کرنے، تسلی دینے اور الٰہی وعدے یاد دلانے، افواہوں کا توڑ کرنے اور ہر قسم کے پراگندہ کرنے والے خیالات سے بچانے کے لیے مسلسل رابطہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہ اہم فرائض سب سے بہتر طور پر میڈیا کے ذریعہ سرانجام دیے جا سکتے ہیں۔ میڈیا میں ریڈیو اور ٹی وی کی فوری اور لحہ بہ لحہ نشریات سے قبل اخبار ہی اس کام کے لیے واحد میسر طریق تھا اور اخبار بھی ایسا جو مستند ہو اور احباب جماعت اس پر اعتبار کرتے ہوں۔ ورنہ میڈیا پر غلط خبروں کو سن کر بھی کئی فساد اٹھنے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔





ذیل کے مضمون میں ہر خلافت کے قیام پر الفضل کے کردار کو واضح کیا گیا ہے۔ گو خلافت اولیٰ کے وقت میں الفضل ابھی وجود میں نہ آیا تھا، تاہم بغرض برکت و تکمیل خلافت اولیٰ کے آغاز پر اس وقت کے اخبارات کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اس وقت جماعت میں دو بڑے اخبار تھے جو کہ جماعت کی ملکیت نہ ہونے کے باوجود قادیان سے نکلنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تازہ بتازہ ارشادات شائع کرنے کی بدولت کم و بیش جماعتی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔

خلافت اولیٰ

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہوئی۔ اگلے روز ۲۷؍ مئی کو قادیان میں حضورؑ کی تدفین کے وقت حاضرین نے متفقہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت کی۔ اس وقت تک جماعت میں خلافت کا نظام موجود نہ تھا۔ پس یہ ہماری تاریخ میں سب سے نازک اور تاریخی وقت تھا۔ اگر اس وقت جماعت میں کسی قسم کا اختلاف ہو جاتا تو آئندہ ہمیشہ کے لیے ایک مبحث بن جاتا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر نے اس وقت حیرت انگیز طور پر جماعت کو کسی بھی قسم کے اختلاف اور بحث میں پڑنے سے بچا لیا اور جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہؓ خلافت پر جمع ہو گئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تمام جماعت خلافت پر جمع ہو گئی۔

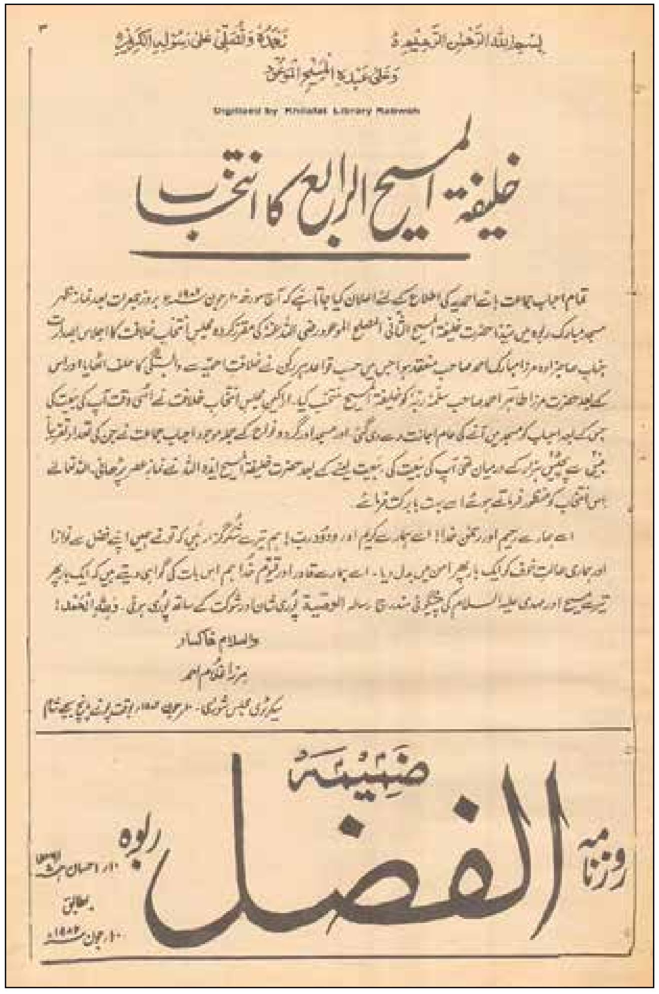
حضورؑ کی وفات کے بعد الحکم کا پہلا پرچہ ۳۰؍ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ اس میں خلافت اولیٰ کے قیام کے متعلق تفصیل درج نہیں بلکہ حضورؑ کے آخری الہامات اور ملفوظات بیان ہوئے ہیں۔ البتہ آخری صفحہ پر حضرت مولوی سید محمد احسن امروہیؓ کا مراسلہ درج ہے جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو مخاطب کر کے اپنی بیعت کا اقرار کیا ہے۔ یوں گویا سب قارئین کو انتخاب خلافت کی اطلاع مل گئی۔ اس وقت مزید کوئی بات نہ کرنے کی حکمت الحکم کے اگلے شمارہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ مخالفین کے بیانات سامنے آ جائیں تا کہ ان کا جواب دیا جا سکے۔ اگلے شمارے یعنی ۲؍ جون ۱۹۰۸ء میں صفحہ اول پر تفصیلی مضمون شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور بعض کاموں کے مکمل نہ ہونے اور بعض پیشگوئیوں کے آپؑ کی زندگی میں وقوع پذیر نہ ہونے پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی اور گذشتہ رسل خصوصاً آنحضورؐ کے حوالہ سے بیان کیا گیا کہ یہی اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ بعض کام اور پیشگوئیاں بعد میں پوری ہوتی ہیں۔ نیز حضورؑ کی وصیت کا ایک حصہ شائع کیا گیا۔ اس سے اگلے شمارہ یعنی ۶؍ جون ۱۹۰۸ء کو پھر تفصیلی مضامین دیے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پہلی تقریر شائع ہوئی۔

حضورؑ کی وفات کے بعد بدر کے پہلے شمارہ ۲؍ جون ۱۹۰۸ء میں سرورق پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت کرنے کا اعلان شائع کیا گیا اور حضورؓ کی پہلی تقریر پیش کی گئی۔ بدر نے بھی ان شماروں میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور آپؑ کے بعض کاموں کے مکمل نہ ہونے کے متعلق مضامین شائع کیے اور بتایا کہ انبیاء کے کام ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتے ہیں۔ یہ دونوں اخبار اس لحاظ سے بھی اہم ہیں کہ ان میں اس زمانہ میں وہ عقائد وضاحت کے ساتھ درج ہیں جن سے بعد میں لاہوری احباب نے انکار کیا۔ مثلاً بدر کے ۲؍ جون کے شمارہ میں جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر دی گئی ہے وہیں حضور کے متعلق ''رسول اور نبی'' کے الفاظ بھی درج ہیں۔

خلافت ثانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو قادیان میں ہوئی اور اسی روز بعد نماز عصر مسجد نور میں انتخاب خلافت ہوا۔ اس وقت تک بھی انتخاب خلافت کا باقاعدہ طریق کار وضع نہ ہوا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں ہی وہ فتنہ اٹھ چکا تھا جس نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر کھل کر سامنے آنا تھا۔ چنانچہ لاہور سے جاری اخبار ''پیغام صلح'' کے ذریعہ مخصوص خیالات کا پرچار جاری تھا جن کا آخری مقصد خلافت احمدیہ سے انکار تھا۔ حالانکہ یہ سب احباب بالاتفاق خلافت اولیٰ کی بیعت کر چکے تھے بلکہ بعض تو دو مرتبہ بیعت کر چکے تھے اور اس لحاظ سے خلافت







کی ضرورت تسلیم کر چکے تھے۔ چونکہ اس وقت کے سرکردہ احباب، خصوصاً صدر انجمن احمدیہ کے بعض معتمدین اور بعض دیگر معروف لوگ بھی ان لوگوں کے ہم خیال تھے، اس لیے اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی تھی کہ احباب جماعت کو انتخاب خلافت کے متعلق باخبر رکھا جائے۔ ”پیغام صلح“ کے ہم خیال لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے ساتھ ہی اپنے خیالات پر مشتمل اشتہار، جو کہ پہلے سے تیار کردہ تھے، تقسیم کرنا شروع کر دیے تھے۔ چنانچہ کئی سادہ احمدیوں کو یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ درست موقف کیا ہے۔ ان سب کی نظریں قادیان پر لگی تھیں کہ وہاں کی جماعت جو کہ سب سے زیادہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحبت سے مستفیض ہونے اور کبار صحابہ پر مشتمل ہونے اور جماعت کے دائمی مرکز ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے، کیا فیصلہ کرتی ہے۔ پس ان حالات میں قادیان سے باہر کی جماعتوں کو اطلاع دینا اور حقیقت کی طرف راہنمائی کرنا ایک اہم فریضہ تھا۔ اس خدمت کے لیے حضرت مصلح موعودؓ کے بڑے ممد و معاون الفضل اور الحکم ہی تھے۔ ان میں سے الفضل کو ۱۹۱۳ء میں خود حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھوں جاری ہونے، اور آپؓ کے اس اخبار کے مدیر ہونے کی وجہ سے خصوصی اہمیت حاصل تھی۔

چنانچہ الفضل کی ۱۸؍مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کی خبر دی گئی ہے اور حضور کی تکفین و تدفین اور جنازہ کا حال بیان کیا گیا ہے۔ پھر ۱۴؍مارچ کو نماز عصر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے انتخاب اور بیعت کے الفاظ درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح حضورؓ کی پہلی تقریر بھی درج کی گئی۔ اس کے بعد تو ایک سلسلہ ہے جو الفضل میں چلا اور جس میں مختلف اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا۔ چنانچہ اگلے شمارہ یعنی ۲۱؍مارچ ۱۹۱۴ء میں متعدد اعتراضات کا تفصیلی جواب دیا گیا مثلاً یہ کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی ہے ان کو دوبارہ خلیفۂ وقت کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ وہی پہلی بیعت ہی کافی ہے اور یہ اعتراض وہ لوگ کرتے تھے جنہوں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی! پھر حضرت مصلح موعودؓ کے کم عمر ہونے کے متعلق، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر سرے سے کوئی نیا خلیفہ منتخب ہی نہ ہونے کے متعلق، ایک کی بجائے متعدد خلفاء ہونے کے امکان کے متعلق، دستوری نظام ہونے کے متعلق بیانات کے جوابات دیے گئے۔ چونکہ یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا بلکہ کئی سال تک اعتراضات ہوتے اور ان کا جواب الفضل میں اور کتب سلسلہ میں دیا جاتا رہا، اس لیے مزید تفصیل طوالت کا موجب ہوگی۔ اس مضمون کی مناسبت سے اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اس فتنہ کے فرو کرنے اور اعتراضات کا مدلل جواب دینے کا نہایت اہم کام الفضل کے ذریعہ بھی سرانجام پایا۔ الفضل کی یہ تاریخی خدمت ہی اس کی قیامت تک اہمیت کو برقرار رکھنے کے لیے کافی ہے۔

ایک اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۰؍مارچ کے خطبہ جمعہ میں جو ۲۵؍مارچ کو شائع ہوا فرمایا: ”یہ ایک آخری ابتلاء ہے جیسا کہ احزاب کے موقع کے بعد پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا حملہ ہے“۔ چنانچہ اس کے بعد پھر کسی غیر از جماعت قوت کو یا خلافت کے نظام کے مخالف کو انتخاب خلافت کے موقع پر حملہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس کا دوسرا پہلو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیان فرمایا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

خلافت ثالثہ

حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ۸؍نومبر ۱۹۶۵ء کو صبح ۲ بج کر ۲۰ منٹ پر ہوئی۔ ریڈیو پاکستان نے اسی روز حضورؓ کی وفات کی خبر نشر کر دی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے طویل دور خلافت کے دوران جماعت نے جہاں عظیم الشان ترقیات کی منازل طے کیں وہاں اسے بہت سے مشکل ادوار سے بھی گزرنا پڑا۔ بے شمار ترقیات اور خدائی تائیدات کا نظارہ کر چکی تھی۔ حضورؓ کے مثل مسیح موعودؑ اوصاف کریمانہ کا مورد رہ چکی تھی۔ آپؓ کے اعلیٰ ترین روحانی اور علمی اور عملی مقام کی گواہ تھی۔ بے شمار احمدی خاندانوں کے خلیفہ وقت کے ساتھ گہرے ذاتی اور پرانے تعلقات تھے۔ چنانچہ جو صدمہ اس وقت جماعت کو تھا اس کا اندازہ لگانا بھی ہمارے لیے ممکن نہیں۔ اسی طرح خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت جو جماعت میں تفرقہ پڑا تھا، اس کے پس منظر میں بھی احباب جماعت کو تشویش ہونا قدرتی تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ مشکل درپیش تھی کہ کبار صحابہؓ کی تعداد کم ہو چکی تھی اور جماعت کے پھیل جانے اور تعداد میں بڑھ جانے کی وجہ سے ضروریات بڑھ چکی تھیں۔ چنانچہ جماعت کو سنبھالنا اور احباب جماعت کو جلد از جلد اور مستند اطلاعات دینا ضروری تھا۔ الفضل کو اس موقع پر ملک کے طول و عرض میں نیز بیرون از ملک بھی احباب جماعت کو اطلاع دینے اور صورتحال سے باخبر رکھنے کی ذمہ داری احسن طور پر ادا کرنے کی توفیق ملی۔

اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کا قائم کردہ مجلس انتخابِ خلافت کا نظام موجود تھا۔ چنانچہ اس طریق کے مطابق جو آپؓ ۱۹۵۷ء میں وضع فرما چکے تھے مسجد مبارک میں نماز عشاء کے بعد خلافت ثالثہ کا انتخاب ہوا۔ الفضل کی ۹؍نومبر کی اشاعت میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی خبر احباب جماعت کو پہنچائی گئی۔ اس شمارہ میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کا ۸؍نومبر کا اعلان بھی شائع ہوا جس میں مجلس انتخاب کے اجلاس کی اطلاع دی گئی۔ ۱۰؍نومبر ۱۹۶۵ء کے الفضل کے سرورق پر سیکریٹری مجلس مشاورت کی طرف سے ۸؍نومبر کی شام کا اعلان شائع ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے انتخاب کی اطلاع دی گئی ہے۔ اسی شمارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے جنازہ اور تدفین کے حالات بھی تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا وہ اہم ترین پیغام بھی شائع ہوا ہے جو کہ ۸؍نومبر کی رات کو نماز عشاء کے بعد مسجد مبارک میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ آپؓ نے اس میں دعاؤں کی طرف بہت ہی پر اثر انداز میں توجہ دلائی تھی۔ ۱۱؍نومبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں الفضل نے حضرت مصلح موعودؓ کے جنازہ کے مزید حالات بیان کیے ہیں۔

خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ۸ اور ۹؍جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی رات کو اسلام آباد پاکستان میں ہوئی۔ چنانچہ ۹؍جون کی اشاعت میں الفضل نے حضورؒ کی وفات کی خبر شائع کر دی نیز یہ بھی بتایا کہ حضورؒ کے جسد خاکی کو ربوہ لایا جا چکا ہے اور دس جون کی عصر کے بعد نماز جنازہ ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ناظر اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی جانب سے اطلاع شائع ہوئی کہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس دس جون کو نماز ظہر کے بعد مسجد مبارک میں منعقد ہوگا۔

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ بسا اوقات کچھ لوگوں کی جانب سے خلیفہ وقت کی وفات کے وقت مختلف سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ ایسے مواقع پر جماعت کی راہنمائی کرنا ضروری ہے جس کا ایک اہم طریق اخبار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر بھی بعض لوگوں نے سوالات اٹھائے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر ان لوگوں کی کوئی تجویز تھی تو اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زندگی میں آپؒ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن اس کی بجائے اس وقت سوال اٹھایا گیا جب خلیفہ وقت وفات پا چکے تھے اور حتمی فیصلہ کرنے والی کوئی شخصیت موجود نہ تھی۔ ایسے مواقع پر سوال اٹھانا بہت بڑی غلطی اور جماعت کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

الفضل نے اس موقع پر اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے دس جون کی اشاعت میں حضرت مصلح موعودؓ کے مندرجہ ذیل ارشادات شائع کیے۔ اول یہ کہ جماعت کی زندگی اور ترقی خلافت سے وابستہ ہے۔ دوم یہ کہ خلافت کا سلسلہ خلافت

ثالثہ، رابعہ، خامسہ، سادسہ وغیرہ کی صورت میں جاری رہے گا۔سوم یہ کہ جو طریق انتخاب خلافت حضرت مصلح موعودؓ نے وضع کیا ہے، اس طریق پر منتخب ہونے والا خلیفہ خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ ہو گا۔ چہارم یہ کہ جو طریق حضورؓ نے وضع کیا ہے یہ اسی طرح قائم رہے گا یہاں تک کہ خلیفہ وقت کی منظوری سے اس میں تبدیلی کی جائے۔ یوں تمام سوالات کا کافی وشافی جواب دے دیا گیا۔

انتخاب خلافت کے بعد دس جون ہی کو الفضل نے ایک ضمیمہ کے ذریعہ خلافت رابعہ کے قیام کی خوشخبری شائع کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تمام واقعات کے پس منظر میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ر جون ۱۹۸۲ء میں فرمایا: '' یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلاء ممکن ہوسکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے۔ اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا''۔(الفضل ۲۸ر جون ۱۹۸۲ء)

خلافت خامسہ

خلافت خامسہ کا آغاز پہلا موقع تھا جب جماعت کو اخبار کے علاوہ ایم ٹی اے کی لائیو نشریات کی صورت میں دنیا بھر میں احباب جماعت کو ہمہ وقت مستند اطلاعات فراہم کرنے کا ایک اعلیٰ ذریعہ مہیا ہوگیا تھا۔ چنانچہ سب دنیا میں موجود احباب جماعت نے براہ راست خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت اولیٰ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جنازہ اور تدفین کے مناظر دیکھے۔

اہم واقعات کو تاریخ میں محفوظ رکھنے کا ایک آسان طریق تاحال اخبار ہی ہے۔ ٹی وی کا ریکارڈ ہر شخص کی دسترس میں نہیں ہوتا۔ اسی طرح اخبار میں کسی بات کی تلاش اور اس کا حوالہ پیش کرنا کہیں آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ اخبار کی اہم واقعات کو تاریخ وار محفوظ کرنے کی صلاحیت آج بھی مستند مانی جاتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ۱۹ر اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن میں ہوئی۔ چونکہ خلیفہ وقت کی وفات اور انتخاب خلافت لندن میں ہوا اس لیے ان واقعات کا مستند ترین ماخذ الفضل انٹرنیشنل ہے جو لندن سے شائع ہوتا ہے اور اس وقت ہفت روزہ اخبار تھا۔حضورؒ کی وفات کے بعد الفضل کا پہلا شمارہ ۲۵ر اپریل ۲۰۰۳ء کو شائع ہوا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات، انتخاب خلاف خامسہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے پہلا مختصر خطاب شائع کیے گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا، خلافت احمدیہ اب بلوغت کو پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ قیام خلافت خامسہ کے وقت اللہ کے فضل سے کسی طرح کے بیرونی اور اندرونی خطرات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ الحمد للہ


جماعت احمدیہ میں خلافت کے انتخاب کا مستقل طریق

''مجلس انتخاب خلافت کا قیام حضرت مصلح موعود کا ایک اہم کارنامہ ہے:

مجلس انتخاب خلافت


الفضل

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر اور دین اسلام کی زمین کے کناروں تک اشاعت کرنے والے امام جماعت احمدیہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع انتقال فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطاب عام

www.alislam.org/alfazl

بقیہ: خلفائے کرام کے دورہ جات کی کوریج......از صفحہ نمبر ۶۹

مجالس میں رونق افروز ہوئے، اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیے۔ ۲۱ر جولائی ۱۹۶۷ء کو کوپن ہیگن میں ڈنمارک کی پہلی اور یورپ کی چھٹی مسجد نصرت جہاں کا افتتاح فرمایا۔ اس مبارک موقعہ پر افتتاحی تقریر میں فرمایا: '' قرآن کریم پر زور الفاظ میں اس بات کو پیش کرتا ہے کہ مسجد خانہ خدا ہے اس لئے یہ کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہوتی، اور کہ تمام عبادت گاہیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ انسان تو صرف ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کا فرض ادا کرتا ہے۔ لہٰذا تمام اسلامی مساجد کے دروازے ہر ایسے فرد اور ہر ایسی مذہبی جماعت کے لئے کھلے ہیں جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہے۔'' (الفضل ۱۱ر اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۔ جلد ۲۱ شمارہ ۱۷۹)

اس خالص للّٰہی سفر کے بعد آپ ۲۴ر اگست ۱۹۶۷ء کو واپس ربوہ پہنچے۔ روزنامہ الفضل کے جولائی، اگست اور ستمبر ۱۹۶۷ء کے شماروں اس سفر کی مفصّل ڈائری شائع شدہ ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ۱۹۷۰ء کا سال ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال جماعتی تاریخ میں پہلی بار مسیح محمدی کا نائب اس کا جانشین ارض بلال کے سفر پر گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مشہور عالم دورہ مغربی افریقہ کے ممالک کا تھا جن میں نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون شامل ہیں۔ الفضل کے ریکارڈ کے مطابق حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ۴ر اپریل ۱۹۷۰ء کو مرکز خلافت سے عازم سفر ہوئے۔ لاہور، کراچی، تہران، استنبول اور لندن سے ہوتے ہوئے زیورک کے راستے ۱۱ر اپریل ۱۹۷۰ء کو لیگوس نائیجیریا پہنچے۔ اس سفر کے دوران حضور نے متعدد سربراہان مملکت اور عمائدین سے ملاقات کی، کئی استقبالیہ دعوتوں میں شرکت فرمائی۔ اکرا غانا میں دس ہزار سے زائد افراد کی موجودگی میں عظیم الشان مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ صحافیوں سے گفتگو فرمائی۔ مجالس عاملہ اور عہدیداران سے میٹنگز کیں۔ مجالس عرفان منعقد ہوئیں۔ ۱۴ر مئی ۱۹۷۰ء کو خلیفۃ المسیح کا یہ تاریخ ساز دورہ انتہائی کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا، اور ہزاروں عشاق نے نمناک آنکھوں کے ساتھ سیرالیون سے اپنے روحانی آقا کو رخصت کیا۔ واپسی پر حضور کچھ وقت ایمسٹرڈیم میں رکے جہاں چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صدر عالمی عدالت انصاف نے قصر امن میں حضور کے اعزاز میں چائے کی دعوت کا اہتمام کیا، جس میں عالمی عدالت کے متعدد جج صاحبان شامل ہوئے۔ بعد ازاں حضور لندن تشریف لے گئے جہاں ۲۲ر مئی ۱۹۷۰ء کو خطبہ جمعہ میں ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کی آسمانی سکیم کا اعلان فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو، اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے، خیر میں بڑا خوش ہوا کہ پہلے اپنا پروگرام اور منصوبہ تھا، اب اللہ تعالیٰ نے منصوبہ بنا دیا... اس کا نام میں نے نصرت جہاں ریزروفنڈ رکھا ہے... یہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ ہم یہ رقم خرچ کریں اور ہسپتالوں اور سکولوں کے لئے جتنے ڈاکٹر اور ٹیچر چاہئیں وہاں مہیا کریں۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ مجھے یہ خوف نہیں کہ یہ رقم آئے گی یا نہیں، یا آئے گی تو کیسے آئے گی یہ مجھے یقین ہے کہ ضرور آئے گی اور نہ یہ خوف ہے کہ کام کرنے والے آدمی ملیں گے یا نہیں ملیں گے، یہ ضرور ملیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ کام کرو۔ خدا کہتا ہے تو یہ اس کا کام ہے۔'' (خطبہ جمعہ ۱۲ر جون ۱۹۷۰ء۔ روزنامہ الفضل ۱۵ر جولائی ۱۹۷۱ء)

سپین کی مردہ سر زمین نے صدیوں بعد ۲۵ر مئی ۱۹۷۰ء کو روحانی بہار کا منظر دیکھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے میڈرڈ میں ورود فرمایا، وہاں سے قرطبہ اور غرناطہ تشریف لے گئے۔ طویل سفر کے بعد حضور ۸ر جون ۱۹۷۰ء کو واپس ربوہ پہنچے۔ پروفیسر چودھری محمد علی صاحب کی قلم کی لکھی اس اہم سفر کی حقیقت افروز تفصیلی رپورٹس اور تصاویر خاص اہتمام اور باقاعدگی کے ساتھ الفضل نے آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کیں۔ اس کامیاب سفر کے نتیجہ میں احمدیت کی تاریخ کا ایک تابناک اور سنہری دور شروع ہوا۔

حرف آخر

ایک عام انگریزی محاورہ ہے: Nothing is older than yesterday's newspaper۔ یعنی 'گزشتہ کل کے اخبار سے زیادہ پرانی چیز اور کوئی نہیں۔' مگر ''الفضل'' پر یہ محاورہ صادق نہیں آتا۔ کیونکہ: ''سونا تو پرانا کبھی ہوتا ہی نہیں''۔ الفضل سچا اور سُچا اخبار ہے جو حکمت اور دانائی کے موتی قرطاس پر بکھیرتا ہے۔ خلیفہ وقت جو اپنے وقت میں حرف وحکمت کا بادشاہ ہوتا ہے الفضل اس کے ارشادات و فرمودات سے مزین اخبار ہے، جو عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے ہمیشہ ہر زمانے میں چراغ کی مانند روشن رہیں گے۔

نہایت باریک بینی، عرق ریزی، گہری تحقیق اور محنت شاقہ سے لکھے گئے علمی اور روحانی مضامین کا جامع اخبار ہے، جو مُرورِ ایّام سے پرانے نہیں ہوتے۔ سو سال پرانے شمارے بھی ایسے پاکیزہ اور پر حکمت مضامین سے مرصع ہیں جو آج بھی قاری کے لیے ازدیاد ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

مولا کریم اس اخبار کی رعنائیاں قائم ودائم رکھے اور انہیں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆

الفضل کا ارتقاء۔ قادیان سے لندن تک کا سفر

(درثمین احمد۔ جرمنی)

الفضل نے اپنے صد سالہ دور میں کئی رنگ بدلے۔ آغاز میں یہ ہفت روزہ تھا۔ ایک سال کے بعد ہفتہ میں تین بار ہو گیا۔ ۱۹۲۵ء میں ہفتہ میں دو بار ہوا۔ ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء وہ مبارک دن تھا جب یہ روزنامہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۵ء میں جبری بندش ہوئی ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تاریخ دیکھیں یا آج کی، جبر بڑھتا جا رہا ہے

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ (سورۃ التکویر: ۱۱) ’’اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی۔‘‘ یعنی پریس کثرت سے ہوں گے۔ (ترجمہ وتفسیر، بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:... قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہو گی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آج کل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲ ایڈیشن ۲۰۰۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ التکویر کی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’قرآن کریم کی اس سورۃ میں آخری زمانہ کے خدوخال کا نقشہ جس خوبصورت ترتیب اور منظم انداز میں کھینچا گیا ہے اس پر کسی ماہر مصور کی پینٹنگ کا گمان ہوتا ہے ... گیارہویں آیت میں بھی معاشی اور سیاسی ترقیات کے ذکر سے اسی موضوع کو طاقت ور ذرائع رسل و رسائل یعنی ادب، اخبارات اور رسائل کی وسیع تر اشاعت کے حوالہ سے دوبارہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا سب کے سب ذرائع نے بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے لیکن ان کو باہم ملانے میں پریس نے جو کردار ادا کیا ہے کوئی اور ذریعہ نہ تو اس کی اہمیت کو کم کرسکتا ہے اور نہ ہی اسکی جگہ لے سکتا ہے۔ اگر اس زمانہ سے مطبوعہ لٹریچر کے کردار کو نکال دیں تو فاصلوں کے سمٹ جانے کے باوجود بنی نوع انسان ایک دفعہ پھر منتشر اور بٹے ہوئے دکھائی دیں گے۔ زیر بحث آیت میں جدید دور کے انہی ذرائع ابلاغ اور وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی اشاعت کا ذکر ہے۔ (الہام عقل علم وسچائی صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵)

اسی تناظر میں دیکھا جائے تو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے دور میں الفضل ہندوستان کی اردو صحافت کا قدیم ترین اخبار ہے جو آج سے ۱۱۰ سال قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں سے ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء کو جاری فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں جماعت کے دو اخبار الحکم اور البدر تھے۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دو بازو قرار دیا۔ ایک موقع پر ان دونوں اخبارات کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں۔ الہامات وغیرہ جھٹ چھپ کر ان کے ذریعے شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جاوے تو ایک ایک کتاب کو چھپتے بھی کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی۔‘‘ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۰)

اس طرح خلافت احمدیہ کے آغاز میں الحکم اور بدر اخبارات کے ساتھ خلیفۂ وقت کی آواز بننے کا اعزاز الفضل کے حصہ میں آیا جس کے ذریعے خلافت کے استحکام کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور تربیت کی نئی راہیں بھی کھلیں۔ اس اخبار کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۱؍فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا فرمایا: ’’الہاماً میری زبان پر جاری ہوا دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہوگیا۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

اس وقت جماعت میں الحکم اور البدر جاری تھے۔ اس لیے اس سے مراد کسی آئندہ زمانہ میں شائع ہونے والا اخبار ہے۔ جس کا مصداق ’الفضل‘ بھی ہوسکتا ہے۔ ’’دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہوگیا‘‘ کے اعداد اپنے اندر عجیب حکمت رکھتے ہیں جس کا ایک تعلق الفضل انٹرنیشنل سے ہے۔‘‘ (روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی سوونیئر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۲ کالم ۴)

سلسلہ کو اخبار کی ضرورت

اس کا آغاز خلافتِ اولیٰ کے اُس دور میں ہوا جب بالخصوص دور افتادہ احبابِ جماعت کے لیے اخبارات اور رسائل رابطہ کا واحد ذریعہ تھے۔ خلافتِ اولیٰ کے دوران جماعت کے ایک حصہ پر نظامِ خلافت کی اہمیت پوری طرح واضح نہیں تھی اور نہ ہی ان میں خلافت کے احترام کی اعلیٰ روایات مستحکم ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے جماعت کے جرائد پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ خلیفہ وقت اور جماعت کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنیں اور اس حوالے سے جماعت کی مسلسل تربیت میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس نازک موڑ پر ذرا سی لغزش بھی خوفناک نتائج پیدا کرسکتی تھی۔ کیونکہ ایک طبقہ کی طرف سے جو رویہ ظاہر ہو رہا تھا وہ اپنے زیرِ اثر احباب کو نظام خلافت سے دور لے جانے والا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی باریک بین نگاہ نے اس دور کے حالات کو بروقت بھانپ لیا اور یہ اخبار جاری فرمایا۔ اسی حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سوانح فضل عمر میں تحریر فرماتے ہیں: ’’تشحیذ اگرچہ جماعت کی علمی ضروریات کو بہت حد تک بڑی عمدگی سے پوری کر رہا تھا، لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ ناقل) نے بجا طور پر یہ ضرورت محسوس کی کہ جب تک سلسلہ کا ایک باقاعدہ اخبار جاری نہ ہو صحیح معنوں میں مرکز اور جماعت کے مابین رابطہ قائم نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آپؓ نے جون ۱۹۱۳ء میں الفضل اخبار کا اجرا فرمایا۔ یہ اخبار آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آرہا ہے۔ اس بارے میں ’’اعلانِ فضل‘‘ کے عنوان کے تحت آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے اس فلسفہ پر روشنی ڈالی کہ بعض چھوٹے چھوٹے امور کس طرح بڑے ہو جاتے ہیں اور ایک چھوٹے سے بیج سے کس طرح بڑے بڑے عظیم القامت درخت بن جاتے ہیں۔ فرمایا: یہی مثال روحانی سلسلوں کی ہے گذشتہ الٰہی سلسلوں کی طرح جماعت احمدیہ کی ضروریات بھی بڑھتی چلی جاری ہیں۔ پھر فرمایا: ’’اس لیے بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح توکلاً علی اللہ اس اخبار کو شائع کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام کوشش ہے۔ برکت اور اتمام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن چونکہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس کی مدد کا یقین ہے۔ بے شک ہماری جماعت غریب ہے لیکن ہمارا خدا غریب نہیں ہے اور اس نے ہمیں غریب دل نہیں دیئے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنی بے نظیر ہمت اور استقلال سے کام لے کر، جو وہ اب تک ہر ایک کام میں دکھاتی رہی ہے اس کام کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرے گی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تحریر کو صرف ارادوں اور خواہشوں تک ہی نہ رہنے دے۔ اور سلسلہ کی ضروریات کے پورا کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائے۔‘‘ (سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

اجرا کا پس منظر

خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ الفضل کے اجرا کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’بدر‘‘ اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا ’’الحکم‘‘ اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا اور جب نکلتا بھی تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہو چکی تھیں۔ بہت گراں گزرتا تھا۔ ’’ریویو‘‘ ایک بالا ہستی تھی جس کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں بے مال وزر تھا۔ جان حاضر تھی مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو ابھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش، نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔‘‘ (انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۶۹)

اگرچہ کہ اخبار الحکم اور بدر نے بھی اس دور میں جماعتِ احمدیہ اور خلیفہ وقت میں رابطہ کا اہم کردار ادا کیا مگر الفضل نے اپنے آغاز ہی سے ایک ایسا انداز اختیار کیا جو ایک اعلیٰ روایت کے طور پر جماعت میں مستحکم ہوگیا اور اب دنیا بھر میں جماعتی اخبارات اور رسائل اسی طرز کو اپنائے ہوئے ہیں۔ الفضل کا شائع ہونے والا پہلا شمارہ ہی دیکھ لیں۔ پہلے صفحہ کے پہلے کالم کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوتا ہے جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ۱۳؍جون ۱۹۱۳ء کو ارشاد فرمایا تھا۔ اور اس کے بعد پہلے صفحہ پر مدینۃ المسیح کے عنوان سے جو خبریں ہیں اس میں پہلی خبر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مصروفیات کے بارے میں ہے۔ اور بعد کے شماروں میں بھی الفضل کی یہ روایت رہی کہ پہلے صفحہ پر پہلے کالم کا آغاز مدینۃ المسیح اور ایوانِ خلافت کے عنوان کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی صحت کی خبر، آپ کی مصروفیات اور آپ کے ارشادات سے ہوتا تھا۔

استخارہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت

اخبار کے اجرا سے قبل آپؓ نے استخارہ کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں اجازت کے لیے عرض کیا تو آپؓ نے فرمایا: ’’ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ہی ضروری ہے جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی حسن نیت اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے زمیندار، ہندوستان، پیسہ اخبار میں اور کیا اعجاز ہے؟ وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا، نصرت الٰہیہ کی امید بلکہ یقین تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہِ کام شروع کر دیں۔‘‘ (انوار العلوم جلد ۱ صفحہ ۴۴۱)

الفضل کا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے عطا فرمایا۔ الفضل ۱۹۱۴ء کے ایک اداریہ میں درج ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا: ’’مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو۔‘‘ (الفضل ۱۹؍نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ’’الفضل‘‘، فضل ہی ثابت ہوا۔ (یاد ایام، انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۷۱)

ڈیکلریشن کا حصول

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے الفضل کے ڈیکلریشن کے سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ کا یوں ذکر فرمایا ہے: ’’۱۹۱۳ء میں حضرت خلیفہ اولؓ کے عہد خلافت میں جب میں نے ’’الفضل‘‘ جاری کیا تو ڈیکلریشن کے لئے گورداسپور جانے لگا۔ ایک دوست نے دریافت کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ میں نے بتایا تو کہنے لگے کہ آج تو منگل ہے، آج نہ جائیں۔ میں نے کہا کہ منگل ہے تو کیا حرج ہے۔ کہنے لگے کہ یہ تو بڑا منحوس دن ہے۔ آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا میں نے تو اس کی نحوست کوئی نہیں دیکھی اور اگر اللہ تعالیٰ کی برکت ہو تو

منگل کی نحوست کیا کرسکتی ہے اور میں توضرور آج ہی جاؤں گا۔ کہنے لگے کہ آپ چلے جائیں لیکن یادرکھیں کہ اول توٹانگہ رستہ میں ہی ٹوٹے گا نہیں تو ڈپٹی کمشنر دورہ پر ہوگااور اگر وہ دورہ پر نہ ہوا تو بھی اسے کوئی ایسا کام درپیش ہوگا کہ مل نہیں سکے گا اور اگر ملنے کاموقع بھی مل جائے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ درخواست رد نہ کردے مگر میں نے کہا کہ چاہے کچھ ہو میں توضرور منگل کو ہی جاؤں گا۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ ہم گئے تو ڈپٹی کمشنروہیں تھا۔ ہم اس کے مکان پر گئے اور جاکر اطلاع کرائی کہ ڈیکلریشن داخل کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کچہری چلیں میں ابھی آتا ہوں۔ چنانچہ وہ فوراً کچہری آگیا اور چندمنٹ میں اس نے ڈیکلریشن منظور کرلیا اور ہم جلدی ہی فارغ ہوگئے۔ یہاں سے کوئی سات آٹھ بجے چلے تھے اور کوئی تین چار بجے واپس آگئے۔ چونکہ ان دنوں یکوں میں سفر ہوتا تھااور اس کے یکطرفہ سفر پر ہی کئی گھنٹے لگ جاتے تھے، جب اس دوست نےہمیں واپس آتے دیکھا تو یقین کرلیا کہ یہ اس قدر جلد جو واپس آئے ہیں توضرور ناکام آئے ہوں گے اس لئے دیکھتے ہی کہا کہ اچھا آپ واپس آگئے۔ ڈپٹی کمشنر غالباً وہاں نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ وہ وہیں تھا، مل بھی گیااور کام بھی ہوگیا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں مان ہی نہیں سکتا کہ اس نے اتنی جلدی آپ کو فارغ کردیا ہو۔ میں نے کہا منگل جو تھا۔“(الفضل ۲۲؍جون ۱۹۳۸ء صفحہ ۴)

الفضل کی اشاعت کا ایک خاص معاون

الفضل کی اشاعت کے ابتدائی مراحل میں جس شخصیت نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مدد کی ان کے بارے میں حضورؓ ہی کی زبان مبارک سے ملاحظہ کریں ”جب الفضل نکلا ہے اس وقت ایک شخص جس نے اس اخبار کی اشاعت میں شاید مجھ سے بھی بڑھ کر حصہ لیا وہ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ہیں۔ اصل میں سارے کام وہی کرتے تھے۔ اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو مجھ سے اس اخبار کا چلانا مشکل ہوتا۔ رات دن انہوں نے ایک کردیا تھا۔ اس کی ترقی کاان کو اس قدر خیال تھا کہ کئی دن انہوں نے مجھ سے اس امر میں بحث پر خرچ کئے کہ اس کے ڈیکلریشن کے لئے مجھے منگل کو نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ دن نامبارک ہوتا ہے۔ مگر مجھے یہ ضد کہ برکت اور نحوست خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ مجھے منگل کو ہی جانا چاہئے۔ تا یہ وہم ٹوٹے۔ میرا خیال ہے اس امر میں مجھے قاضی صاحب پر فتح ہوئی۔ کیونکہ میں منگل کو ہی گیااور خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیکلریشن بھی مل گیا۔ جس کی نسبت قاضی صاحب کو یقین تھا کہ اگر میں منگل کو گیا تو کبھی نہیں ملے گااور اخبار بھی مبارک ہوا۔ بعد میں گو ایک مینیجر رکھ لیا گیا مگر شروع میں قاضی صاحب ہی مینیجری کا بھی بیشتر کام کرتے تھے اور مضمون نویسی میں بھی میری مدد کرتے تھے۔“(روزنامہ صد سالہ جوبلی سووینئر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۹ کالم ۱، ۲)

پہلا پرچہ

۱۸؍جون کو ہفت روزہ الفضل کا پہلا پرچہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (رضی اللہ عنہ۔ناقل) کی ادارت میں شائع ہوا۔ آپؓ ہی اس کے پروپرائٹر، پرنٹر اور پبلشر تھے۔ پہلا پرچہ کے ۱۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ ۱۲؍رجب ۱۳۳۱ھ کا دن تھا۔ پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍جون ۱۹۱۳ء درج کیا گیا۔

الفضل کے مقاصد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس اخبار کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ ”اے میرے مولا ......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“(الفضل ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء صفحہ ۳)

الفضل پر خلیفۃ المسیح الاوّل کی شفقت

یوں تو یہ اخبار روز اول سے خلفائے سلسلہ کی خاص شفقتوں اور عنایتوں کا وارث رہا ہے اور ان کی سرپرستی اور راہنمائی میں پروان چڑھا ہے۔ جماعت احمدیہ کی مبارک تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے عظام جماعتی آرگن الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق الفضل میں شائع ہوا کہ ”حضور [خلیفۃ المسیح الاوّل] اخبار الفضل کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں۔“(الفضل ۸؍اکتوبر ۱۹۱۳ء)

الفضل کے لیے ابتدائی قربانیاں

الفضل کے لیے ابتدائی قربانیاں پیش کرنے والی باکباز اور عظیم شخصیات کے دلنشیں اور پُر اثر تذکرے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زبانی پڑھیے: ”خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کردوں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گااور میرے لئے تو اس کا ہراک پرچہ گوناگوں کیفیات کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ بارہا وہ مجھے جماعت کی وہ حالت یاد دلاتا ہے جس کے لئے اخبار کی ضرورت تھی بارہا وہ مجھے اپنی بیوی کی وہ قربانی یاد دلاتا ہے جس کا مستحق نہ میں اپنے پہلے سلوک کے سبب سے تھا نہ بعد کے سلوک نے مجھے اس کا مستحق ثابت کیا۔ وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنا کر نہ دی تھی اور جن کو بعد میں اس وقت تک میں نے صرف ایک انگوٹھی بنوا کر دی ہے ان کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے۔ اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کردوں تو ان کا یہ سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کردیا۔ کیا ہی یہ سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے۔ اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔ لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا۔ اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روزمرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جاسکتا۔“(یادایام، انوارالعلوم جلد ۸ صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سوانح فضل عمر میں مذکورہ زیور کے فروخت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”یہ زیور حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے خود لاہور جاکر پونے پانچ سو روپے میں فروخت کئے۔ یہ تھا الفضل کا ابتدائی سرمایہ جیسی قیمتی امداد تھی اس کا اندازہ حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔

”اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کردیا...“(الفضل قادیان ۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء، سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۲۴۰)

اولین مددگار

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار ”الفضل“ دراصل ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا تھا کہ وہ فضل خداوندی جو خلافت علی منہاج النبوۃ کی صورت میں ظاہر ہوا اب جاری و ساری ہے اور اس کا آغاز بھی خلافت کی بھرپور تائید سے ہوا ہے۔

تاریخ احمدیت سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کے لیے جن مبارک ہستیوں نے سرمایہ مہیا کیا ان میں دو اور وجود بھی تھے۔ ایک تو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ۔ آپؓ نے اپنی ایک زمین مالیتی ایک ہزار روپے الفضل کے لیے عنایت فرمائی۔ دوسرے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ جنہوں نے نقد رقم کے علاوہ زمین بھی دے دی جو ۱۳۰۰ سو روپیہ میں فروخت ہوئی۔(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۴۴۶)

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا احسان

حضرت اماں جانؓ کے عظیم احسان کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس طرح فرماتے ہیں: ”دوسری تحریک اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کے دل میں پیدا کی اور آپ نے اپنی ایک زمین جو قریباً ایک ہزار روپیہ میں بکی الفضل کے لئے دے دی۔ مائیں دنیا میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں مگر ہماری والدہ کو ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ احسان صرف ان کے حصہ میں آیا ہے اور احسان مندی صرف ہمارے حصہ میں آئی ہے۔“(یادایام، انوارالعلوم جلد ۸ صفحہ ۳۷۰ تا ۳۷۱)

خریداری میں مشکلات

الفضل کو آغاز میں نہایت مالی تنگی کا سامنا رہا۔ قدیم اخباروں اور پیغام صلح کی موجودگی میں خریداروں کی اس طرف توجہ مشکل تھی۔ جماعت کے مخصوص عنصر نے تو شروع ہی سے جو آپ کا مخالف تھا ڈٹ کر مقابلہ کرنا شروع کردیا۔ قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ خصوصاً ادارہ پیغام صلح نے تو حد ہی کردی مگر آپ نے اس کی چنداں پروا نہیں کی بلکہ اس مزاحمت کو نیک فال سمجھا اور خدائی بشارتوں کے ماتحت اپنا قدم اور آگے بڑھاتے چلے گئے۔(ماخوذ از الفضل ۱۹؍نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

مورخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد لکھتے ہیں: ”سیدنا مصلح موعودؓ نے جب اخبار الفضل جاری فرمایا تو منکرین خلافت کے زیر اثر احمدیوں تک نے اس کی زبردست مخالفت کی اور بعض جماعتوں نے اس کی خریداری سے بالکل انکار کردیا۔ ان ہی دنوں آپ کو خواب میں دیکھایا گیا کہ ایک ستارہ ٹوٹا ہے اور بجائے نیچے جانے کے اوپر کی طرف چلا گیا ہے۔(مکتوب مصلح موعود بنام شیخ فضل احمد بٹالوی)...چنانچہ وہ ستارہ اوپر ہی چلتا چلا گیا۔ ابتدائی مختصر سرمایہ بلکہ خلوص اور محبت کو خدا نے قبول فرمایا اور نہ صرف اس اخبار کو لمبی زندگی عطا فرمائی بلکہ اس معمولی رقم کو بھی لاکھوں میں تبدیل کردیا۔(روزنامہ الفضل صد سالہ سووینئر ۲۰۱۳ء صفحہ ۲۲ کالم ۴)

اخبار الفضل کا وقف ہونا

الفضل کی ارتقاء میں ۱۹۱۷ء کا سال بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے ابتدا میں یہ اخبار حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ذاتی روپیہ سے جاری فرمایا تھا۔ تاہم بعد ازاں ۱۹۱۷ء میں اسے یہ اعزاز حاصل ہوا حضورؓ نے اسے جماعت کی خدمت کے لیے وقف کردیا۔

لاہور سے الفضل کا اجرا

”...جون ۱۹۱۳ء سے لے کر اگست ۱۹۴۷ء تک روزنامہ الفضل متحدہ ہندوستان سے شائع ہوتا رہا۔“(روزنامہ صد سالہ جوبلی سووینئر ۲۰۱۳ء صفحہ ۳۷ اکالم ۱) تقسیم ملک کے بعد ہنگامی حالات اور مالی وسائل کی شدید کمی کے باعث الفضل کو فوری طور پر پاکستان سے جاری کرنا ایک نہایت مشکل کام نظر آرہا تھا۔ پھر اخبار جاری کرنے کے لیے قانونی اجازت لینے کے مرحلے سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان سب مشکلات کے باوجود حضور کی آمد کے صرف پندرہ روز کے بعد، یعنی ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور سے مکرم روشن دین تنویر کی ادارت میں الفضل کو جاری کردیا گیا۔ اب تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی۔ جس طرح ۱۹۱۳ء میں نہایت نازک حالات میں مالی وسائل کی شدید کمی کے باوجود قادیان سے حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل جاری فرمایا تھا۔ اب ۱۹۴۷ء میں نہایت خطرناک حالات میں مالی وسائل کی شدید کمی کے باوجود لاہور سے الفضل جاری کیا جارہا تھا۔ لاہور سے شائع ہونے والے پہلے شمارے کے صفحہ اوّل پر حضرت مصلح موعودؓ کا تحریر فرمودہ جو پیغام شائع ہوا، اس کا عنوان تھا۔ ”کیا آپ سچے احمدی ہیں؟“ اس پیغام کا ابتدائی حصہ درج کیا جاتا ہے، جس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے، کہ اس وقت حالات کتنے سنگین تھے۔ حضورؓ تحریر فرماتے ہیں: (۱) اگر آپ سچے احمدی ہیں تو آج ہی سے اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ نمازوں پر زور دیں۔ اگر آپ کی بیوی نماز میں کمزور ہے اسے سمجھائیں۔ باز نہ آئے طلاق دے دیں۔ اگر آپ کا خاوند نماز میں کمزور ہے اسے سمجھائیں۔ اگر اصلاح نہ کرے اس سے خلع کرالیں۔ اگر آپ کے بچے نماز میں کمزور ہیں تو ان کا اس وقت تک کے لئے مقاطعہ کردیں کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔

(۲) جب موقع ملے نفلی روزہ رکھیں۔ اور گزشتہ رمضانوں کے روزوں میں سے کوئی کمی رہ گئی ہو تو جلد سے جلد وہ قرض اتاریں۔

(۳) ان دنوں میں مسلمانوں پر بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے۔ آپ اس مصیبت میں حکومت اور افراد کی پوری مدد کریں۔

(۴) آج ہی اپنے دل میں عہد کرلیں کہ قادیان کی حفاظت کرتے چلے جانا ہے۔ اور اس بارے میں جو سکیم بنی ہے اس پر فوری عمل شروع کردیں۔ وہ سکیم دوسری جگہ پر درج ہے۔ اور اگر ہندوستانی حکومت کے دباؤ سے ہمیں قادیان خدانخواستہ خالی کرنا پڑے۔ تو ہر ایک احمدی قسم کھائے کہ وہ اسے واپس لے کر چھوڑے گا۔ اور اگر اس میں دیر ہو تو ہر بچہ جوان ہو اس سے قسم لی جایا کرے۔ یاد رکھو قادیان خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ مرکز ہے۔ اور ضرور تمہارے پاس رہنا چاہیے۔ اور رہے گا ان شاء اللہ...''

الفضل کے اسی شمارے میں حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے یہ پیغام شائع ہوا کہ تمام جماعتیں ۱۸ سال سے ۵۵ سال کے افراد کی فہرست بنا کر قرعہ اندازی کر کے ان کا ۱/۸ حصہ قادیان کی حفاظت کے لئے بھجوائیں اور قادیان کی آبادی کا ۱/۵ حصہ قادیان میں قادیان کی حفاظت کے لئے رہے گا۔ اس سے اگلے شمارے میں جو کہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو شائع ہوا حضور کا وہ خطبہ جمعہ شائع ہوا جو کہ حضورؓ نے ۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو ارشاد فرمایا تھا۔ اس وقت الفضل میں جماعت کے انتظامی اعلانات ہو رہے تھے۔ پناہ گزینوں کی راہنمائی کی جارہی تھی۔ جماعتی عہدیداروں کے نام پیغامات شائع کیے جارہے تھے۔ احبابِ جماعت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی جارہی تھی۔ سب سے بڑھ کر خلیفہ وقت کے پیغام شائع کیے جارہے تھے۔ الفضل حضرت مصلح موعودؓ کی راہنمائی پہنچانے کا سب سے بڑا ذریعہ بنا ہوا تھا۔ اور اس ذریعہ سے جماعت اور خلیفہ وقت کے درمیان مسلسل رابطہ قائم تھا۔ (ماخوذ از الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء)

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ''...جون ۱۹۱۳ء سے لے کر اگست ۱۹۴۷ء تک روزنامہ الفضل متحدہ ہندوستان سے شائع ہوتا رہا۔ آزادی کے بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء روزنامہ الفضل لاہور پاکستان کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا اور ۲۶ فروری ۱۹۵۳ تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات کے باعث ۲۷؍فروری ۱۹۵۳ء سے الفضل ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۵۴ء سے دوبارہ الفضل لاہور شائع ہونا شروع ہوا اور یہ دوسرا دور دسمبر ۱۹۵۴ء تک جاری رہا...۔ (روزنامہ صد سالہ جوبلی سوونیئر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۷۳ کالم ۱،۲)

لاہور سے ربوہ منتقلی

جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے ایام میں اسے لاہور سے ربوہ منتقل کر دیا گیا جہاں ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۴ء سے یہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپنے لگا۔ اس طرح قریباً سات برس کے بعد دوبارہ مرکز احمدیت سے نکلنا شروع ہوا۔ اس پرمسرت موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے قارئین کے نام ایک پیغام دیا جس کا متن یہ تھا۔

''...اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے۔ اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔'' (الفضل ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۴ء)

الفضل خدا کا فضل

روزنامہ الفضل کی صد سالہ تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی کامیابی کے پیچھے دراصل نظام خلافت کا ہاتھ ہے جس کی ان گنت برکات سے جہاں احمدیت نے من حیث الجماعت اور افراد جماعت نے انفرادی سطح پر وافر حصہ پایا۔ وہاں جماعتی اداروں نے ہر اعتبار سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی۔ ایک عام فہم شخص بھی بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ جماعتی ادارے خلیفۂ وقت کے فیضان نظر سے انتہائی نامساعد حالات میں اشاعت دین کے للّٰہی مقصد کی تکمیل میں خلیفۂ وقت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں اور ان کی مساعی اور استعداد کار میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا اور اگر ہماری سستی اور غفلت سے کسی جگہ رخنے کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں تو خلیفۂ وقت اپنی قوت قدسیہ سے فوراً اصلاح فرما دیتے ہیں۔ الحمدللہ

آج یہ اخبار تاریخ احمدیت کا اہم ماخذ ہے۔ اس کی اہم ترین خدمت خلفائے احمدیہ کے ارشادات کو محفوظ کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک خلفائے احمدیہ کے خطابات، تقاریر، تحریکات، پیغامات، سوال و جواب اور دوروں کی رپورٹس شائع کرنے کا اولین اعزاز الفضل کو ہی حاصل ہے اور اس اخبار کا بیشتر حصہ انہی امور پر مشتمل ہے۔ اسی اخبار کی مدد سے خلفائے کرام کے خطابات وتقاریر نے کتابی صورت اختیار کی ہے۔ الفضل میں ہی ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پہلے دورہ یورپ سے لے کر آج تک خلفاء سلسلہ کے سفروں کی روداد پڑھنے کو ملتی ہے۔ پھر اس اخبار نے ہر ملک اور ہر بڑے چھوٹے شہر میں پیغام حق پہنچانے کی تاریخ محفوظ کی ہے۔ خلافت رابعہ کے دور میں ہجرت لندن کے بعد الفضل اخبار ہی جماعت کو خلافت کے نئے نئے پروگراموں سے باخبر کرتا رہا اور ہجرت کے ابتدائی سالوں میں خلافت سے وابستگی کو مضبوط رکھنے کا واحد ذریعہ رہا۔ بزرگان احمدیت کی سیرت و سوانح کا ریکارڈ ہے۔ عالمگیر جماعت میں ہونے والی ولادتوں، وفاتوں، نکاحوں اور شادیوں کا روزنامچہ ہے۔ علمی، ادبی، سائنسی، تاریخی، جغرافیائی اور طبی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اختلافی مسائل اور ان کے حل کا ذخیرہ ہے۔ انقلابات زمانہ اور سیاسی خبروں کا خلاصہ ہے۔ شاعری کا گلستان ہے۔ باغ احمدیت کی وہ نہر ہے جو ہر صبح لاکھوں دلوں کی سیرابی کا باعث ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے مطالعہ اور اس کی قدر و قیمت کا متعدد بار ذکر کیا۔ آپؓ فرماتے ہیں: ''آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہو گی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔'' (الفضل ۲۸؍مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۳)

الفضل پر آنے والے مختلف ادوار مختصراً جائزہ

الفضل نے اپنے صد سالہ دور میں کئی رنگ بدلے۔ آغاز میں یہ ہفت روزہ تھا۔ ایک سال کے بعد ہفتہ میں تین بار ہو گیا۔ ۱۹۲۵ء میں ہفتہ میں دو بار ہوا۔ ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء وہ مبارک دن تھا جب یہ روزنامہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۵ء میں جبری بندش ہوئی ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تاریخ دیکھیں یا آج کی، جبر بڑھتا جارہا ہے۔ پاکستان کی ہر حکومت احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لیے اپنا حصہ ڈالتی چلی آئی ہے۔ نفرتوں کے بوئے گئے بیج تناور درخت بن چکے ہیں۔ اسی گھٹن زدہ فضا کا شکار روزنامہ الفضل بھی ہوا۔ دسمبر ۲۰۱۶ء سے پنجاب حکومت کی طرف سے اس کے پرنٹ کرنے پر غیر قانونی پابندی لگا دی گئی۔

سہ روزہ سے روزنامہ تک کا سفر

دورِ حاضر میں سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجرا دسمبر ۲۰۱۹ء فرمایا جو تین سال کی قلیل مدت میں جماعتی لٹریچر میں ایک مفید اضافے کے بعد اب الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہو چکا ہے۔ اب الفضل انٹرنیشنل اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ کی صورت میں ۲۳؍مارچ ۲۰۲۳ء سے لندن سے جاری ہے۔

امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دعائیہ کلمات

امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ الودود بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍مارچ ۲۰۲۳ء میں الفضل انٹرنیشنل کے روزنامہ ہونے پر اسے پڑھنے اور خریدنے کی تحریک فرمائی نیز اس میں لکھنے والوں کے لیے دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ''ایک یہ بھی اعلان کر دوں کہ کل ۲۳؍مارچ سے الفضل انٹرنیشنل جو ہفتے میں دوبار شروع ہو گیا تھا اب روزنامہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ اردو جاننے والے اور پڑھنے والوں کو اسے پڑھنا بھی چاہیے، خریدنا بھی چاہیے، subscribe کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس سے فیض اٹھانے کی توفیق دے اور الفضل میں لکھنے والوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اعلیٰ مضامین لکھنے والے ہوں۔'' (آمین)
(الفضل انٹرنیشنل ۱۴؍اپریل ۲۰۲۳ء صفحہ ۷)

الفضل انٹرنیشنل کے روزنامہ ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

حضور انور نے الفضل کے روزنامہ ہونے پر ایک خصوصی پیغام عطا فرمایا: ''اخبار الفضل کے سن ۲۰۲۳ء کے آغاز سے روزنامہ کی شکل میں جاری ہونے پر آپ کی خواہش کے پیش نظر میرا یہ پیغام ہے کہ اس کے اجرا کے وقت شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے حالات کے مطابق اسے ہفتہ وار جاری کیا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتظامی لحاظ سے اتنی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لکھنے والے بھی اتنے مہیا ہو رہے ہیں اور مواد بھی اس قدر میسر آرہا ہے کہ ہم اس کو روزنامہ بنا کر اس کے مطابق اس کی اشاعت کر سکیں۔ اس لئے یہ اخبار جو ابتداء میں ہفتہ وار تھا اور کچھ عرصہ قبل ہفتہ میں دو شماروں میں تبدیل ہوا، اب یہ اللہ تعالیٰ کی مزید توفیق سے روزنامہ بن رہا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو بھی صحیح معنوں میں اس کو روزانہ جاری رکھنے کی ہمت اور صلاحیت عطا فرمائے اور الفضل کے قارئین کو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ توفیق بھی دے کہ وہ اس کے خریدار بن سکیں تا کہ اس سے وہ مقصد پورا ہو جس کی خواہش حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے اجرا کے وقت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہماری دینی اور اخلاقی اور روحانی اور علمی ترقی کا باعث بنائے۔ آمین'' (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳؍مارچ ۲۰۲۳ء صفحہ ۳)

الفضل اخبار کا یہ طویل سفر جو ایک صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے، کبھی بھی پھولوں کی سیج نہیں رہا، اس کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات اور مسائل حائل رہے ہیں لیکن ان مشکلات کے باوجود اس کا روحانی سفر ہمیشہ ہر دن ایک نئی کامیابی کا سورج لے کر ہی طلوع ہوتا رہا ہے اور ان شاء اللہ ہوتا رہے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اپنے موقر جریدہ سے صحیح معنوں میں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلفائے کرام کے دورہ جات کی کوریج اور الفضل کی خدمات

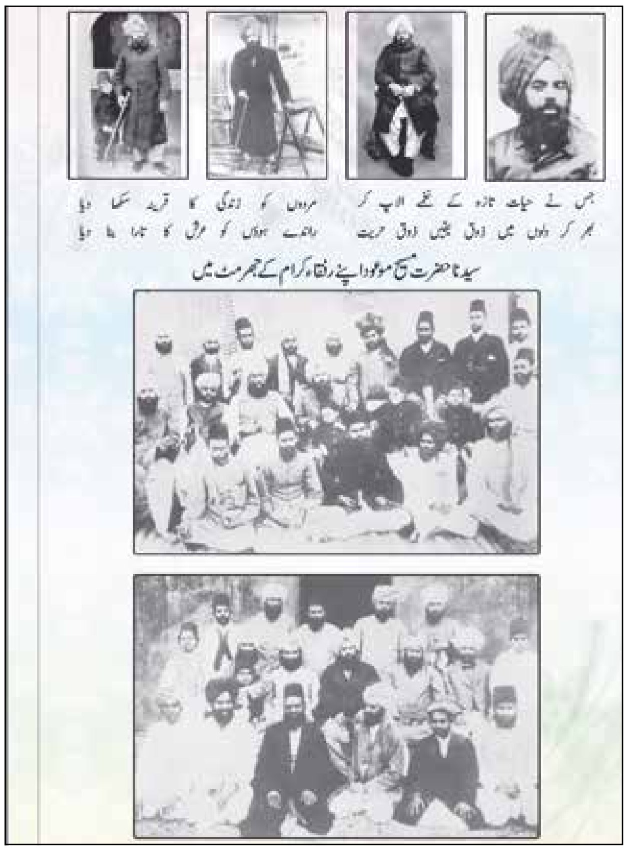
(حصہ اوّل)

(لئیق مشتاق۔مربی سلسلہ سُرینام،جنوبی امریکہ)

الفضل جماعتی تاریخ کا انتہائی مستند ذخیرہ ہے۔ ابتدا سے لے کر آج کے دن تک الفضل خلفائے کرام کی آواز ہے، اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گی


حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد


حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعض ممتاز اور جلیل القدر صحابہ کے درمیان


سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے رفقاء کرام کے جھرمٹ میں

''کپتان ڈالس مجھے ایک شریف دوست کے رنگ میں اخبار جاری نہ کرنے کا باصرار مشورہ دے رہے تھے مگر جس قدر ان کا اصرار تھا اس سے زیادہ قوت کے ساتھ میرے قلب میں یہ تحریک زور پکڑتی گئی۔''

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی صحافی اور اوّلین مؤرخ کا دائمی اعزاز رکھنے والی محترم ہستی عرفانی الکبیر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ترابؓ کے یہ الفاظ تا ابد اس جذبے اور کاوش کے گواہ رہیں گے جس کی بدولت مسیح آخر الزمانؑ کی جماعت اپنے اخبار کی حامل بنی۔ اس مرد مجاہد نے جماعت کے اپنے اخبار کے اجرا کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا: ''ہم کو اس بارہ میں تجربہ نہیں۔ اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے۔ مالی بوجھ برداشت نہیں کرسکتی آپ اپنے تجربہ کی بناء پر جاری کر سکتے ہیں تو کرلیں، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔'' (حیات احمد جلد چہارم، مرتبہ یعقوب علی عرفانی صفحہ ۵۴۲، ۵۴۳)

رب ذوالجلال کی دی ہوئی توفیق سے ایک تہی دست شخص اکتوبر ۱۸۹۷ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا بلند پایہ اخبار ''ہفت روزہ الحکم'' جاری کرنے میں کامیاب ہوا۔ زود نویسی کا زبردست جوہر رکھنے والا یہ مجاہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات وارشادات کو برق رفتاری سے قلمبند کرکے الحکم میں شائع کرتا رہا۔ یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا انتہائی مستند ابتدائی ذخیرہ ہے۔

۱۹۰۱ء تک ''الحکم'' نے تنہا یہ خدمت سرانجام دی، پھر ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء کو قادیان سے بابو محمد افضل صاحب کی ادارت میں جماعت کا دوسرا اخبار البدر جاری ہوا، اور وہ بھی ان بابرکت ملفوظات و ارشادات اور الہامات کی نشرو اشاعت میں شامل ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''یہ دو اخبار ہمارے دو بازو ہیں، الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے اور گواہ بنتے ہیں''۔ (تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ایڈیشن ۲۰۰۷ء قادیان)

جماعت کا قدیم اور اہم اخبار اپنوں اور غیروں میں یکساں پہچان رکھنے والا، سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک سو دس سالہ تاریخ کا امین، خدا کے فضلوں اور جماعت کی جاں نثاریوں سے مرصع ''الفَضل'' ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء کو سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہفت روزہ اخبار کی شکل میں اُس کے استاد اور روحانی آقا نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت اور آشیرباد سے جاری ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ''الفضل'' کے نام سے موسوم کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۴۴۴۔ ایڈیشن ۲۰۰۷ء)

وہ پاک وجود الوالعزمی جس کے خمیر میں تھی اپنے قلم سے لکھتا ہے: ''میں جب اس کام کے لئے اٹھا تو دور تاریکی میں ایک آواز تھی جس کے بلانے پر میں اٹھا، اور ایک صدا تھی جس کے جواب دینے کے لئے میں نے حرکت کی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ دراصل کیا ضرورت ہے جس کے پورا کرنے کے لئے میں جدوجہد کرنے لگا ہوں۔ میں لوگوں کو ضروریات بتاتا تھا مگر خود غافل تھا۔ جس طرح خواب میں ایک شخص آنے والے واقعات کو اونچی آواز سے بیان کر دیتا ہے، سننے والے سن لیتے ہیں اور وہ خود بے خبر ہوتا ہے یہی حالت میری تھی... آخر وقت نے ثابت کر دیا کہ میں نے جو نہ سمجھا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا، اور جس کا مجھے علم نہ تھا وہ خدا کے علم میں تھا، زمانے نے خود بتادیا کہ الفضل کی ضرورت تھی اور سخت تھی۔ یہ ڈوبتے ہوؤں کو لئے ایک تنکا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکے کا سہارا بھی کافی ہوجاتا ہے۔ یہ ایک بارش تھی جو عین وقت پر ہوئی۔ میں نہیں جانتا کہ ''الفضل'' نے کیا کیا اور اس کا اثر کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ خود اسے ثابت کرے گا، اور مستقبل کے تاریک پردہ میں سے اس کے اثرات کی روشن تصویر خود بخود سامنے آجائے گی۔ نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ مجھے اس کے جاننے سے کچھ فائدہ۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ اس اخبار کی ضرورت تھی اور یہی وجہ ہے کہ ایک قدوس ذات مجھے آگے دھکیل رہی تھی۔'' (اخبار الفضل قادیان دارالامان، ۱۵؍اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۔ جلد ۱ نمبر ۱۸)

اس قدوس ذات نے اپنے اس بندے جسے اس رحیم وکریم نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا، اس عالی وقار کے ہاتھوں جاری ہونے والا ''الفضل'' آج اکناف عالم میں انتہائی باعزت اور معتبر اخبار ہے، جو باوقار صحافت کا علمبردار ہے اور یہی اس کی سعادت عظمیٰ ہے۔

مورخہ ۲۸؍مارچ ۱۹۱۴ء سے الفضل ہفتے میں تین بار شائع ہونے لگا۔ ۱۱؍دسمبر ۱۹۲۵ء سے ہفتے میں دو بار اشاعت ہوئی۔ ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء سے روزانہ اشاعت کا آغاز ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ ۳؍اکتوبر ۲۰۰۲ء سے انٹرنیٹ پر اکناف عالم میں پھیلے قارئین کے لیے میسر ہوگیا۔ اور ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء کو کامیاب وکامران اشاعت کے ۱۰۰ سال مکمل کیے۔ (روزنامہ الفضل صدسالہ جوبلی سوونیئر۔ ۲۰۱۳ء)

جماعت اور خلافت احمدیہ کی تاریخ کا امین اور پاسبان یہ روزنامہ اخبار دسمبر ۲۰۱۶ء میں پاکستان میں جبری تعطل کا شکار ہوا تو امیر کارواں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو لندن سے روزنامہ الفضل کے آن لائن ایڈیشن کا افتتاح فرمایا، جو ۲۲؍مارچ ۲۰۲۳ء تک جاری رہا، اور پھر امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر الفضل انٹرنیشنل میں ضم ہوگیا۔

۷؍جنوری ۱۹۹۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت سائے میں ''الفضل'' نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہوا، اور ''ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل'' کا آغاز ہوا۔ اس اخبار نے ترقی کا نیا زینہ مئی ۲۰۱۹ء میں چڑھا جب ہفتے میں دو بار اس کی اشاعت شروع ہوئی۔ اور آخرین کی اس جماعت کے یَوم تاسیس کے بابرکت موقع پر ۲۳؍مارچ ۲۰۲۳ء کو روزنامہ الفضل انٹرنیشنل کا ظہور ہوا۔

الفضل جماعتی تاریخ کا انتہائی مستند ذخیرہ ہے۔ ابتدا سے لے کر آج کے دن تک الفضل خلفائے کرام کی آواز ہے، اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔

بانی الفضل کا دور خلافت تاریخ احمدیت میں تاابد ایک روشن اور تابناک عہد کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ اس صاحب شکوہ اولوالعزم خلیفہ کے زیر سایہ شجر احمدیت کی جڑیں مضبوطی سے زمین میں پیوست ہوئیں اور شاخیں اکناف عالم میں پھیلیں۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے اس زمانہ میں پہلے ہفت روزہ، پھر سہ روزہ اور پھر روزنامہ الفضل نے خلیفہ وقت کے ارشادات، ہدایات، خطبات اور شب وروز کی مصروفیات احباب جماعت تک پہنچانے کا فریضہ بخوبی نبھایا۔ الفضل خلفائے کرام کے اندرون اور بیرون ملک دورہ جات کا مکمل ریکارڈ بھی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ چاہے مسند خلافت قادیان میں تھا، ربوہ یا لندن میں۔ الفضل نے خلفائے وقت کے دورہ جات کی مکمل روداد جاں نثاران خلافت اور عامۃ الناس تک پہنچائی۔ خلفائے کرام کے ان اَسفار اور دوروں کا احوال پڑھنے کے بعد ایک بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ہر سفر کا مقصد پیغام حق اور اعلائے کلمہ اسلام ہی رہا۔ ظاہری طور پر چاہے وہ سفر طبیب کے مشورے پر تھا، تبدیلی آب و ہوا کے لیے، کسی علمی کام کی انجام دہی کے لیے یا افراد جماعت سے ملاقات


اہلاً و سہلاً و مرحبا
خیر مقدم نمبر
الفضل
The ALFAZL
Digitized by Khilafat Library Rabwah
نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا
وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا


Digitized by Khilafat Library Rabwah
لندن میں سب سے پہلا خدا کا گھر
سنگ بنیاد رکھنے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر
ہر مذہب و ملت کے معززین کی شمولیت اور اظہار خیالات
مسجد کا سنگ بنیاد


روزنامہ الفضل ربوہ
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سوئٹزرلینڈ میں
قارئین الفضل کی خدمت میں عید مبارک
DR. STREIFF NEUE ZURCHER ZEITUNG

کی غرض سے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورہ جات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت تاریخ کا ایک زرّیں باب ہے۔ ایک طرف اپنے پرائے شجر احمدیت کو مسلنے کے درپے تھے، ہندوستان میں ہر طرف شورش برپا تھی، کانگریس اور مسلم لیگ انگریز راج سے نجات اور آزاد ملک کے لیے برسر پیکار تھے۔ آپ ہی کے عہد خلافت میں ہندوستان دولخت ہوا، اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ان حالات میں امام آخر الزّمانؑ کے اس نظیر نے نہ صرف اپنی جماعت کو سنبھالا بلکہ بے نوا مسلمانوں کی آواز بھی بنا۔ آپ کے بہت سے دورے محض اسلامی ہمدردی اور مسلمانوں کی ترجمانی کے لیے تھے، اور الفضل نے آپ کے خیالات، فرمودات اور ہدایات عوام الناس تک پہنچائے۔

الفضل کے ریکارڈ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شملہ، پٹیالہ، دہلی، بمبئی، کراچی، لاہور، راولپنڈی، سیالکوٹ، قصور، کشمیر ڈلہوزی، منصوری، دھرم سالہ، آگرہ، منالی، حیدرآباد دکن، لدھیانہ، ہوشیارپور، کوئٹہ، مری اور ایبٹ آباد کے متعدد سفر اختیار فرمائے۔

جماعتی ریکارڈ کے مطابق طبیب کے مشورے پر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے ۳۰؍ اگست ۱۹۱۷ء کو شملہ کے لیے سفر اختیار فرمایا، اور ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو دارالامان میں واپس قدم رنجہ فرمایا۔ ستمبر اکتوبر کے شماروں میں حضور کے اس سفر کی تفصیلات شائع ہوئیں۔ اس سفر کے دوران حضور موٹر پر سرہند بھی تشریف لے گئے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر دعا کی۔ (الفضل ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۴۔ جلد ۵۔ شمارہ ۳۱)

۲۲؍ ستمبر ۱۹۱۷ء کو الفضل کی طرف سے ''ترقی اسلام'' کے حوالے سے حضور کی تحریر پر مشتمل آٹھ صفحات کا ضمیمہ بھی شائع کیا گیا۔ اس سفر کے دوران حضور نے پٹیالہ میں ''صداقت اسلام'' کے موضوع پر انتہائی پر اثر لیکچر دیا۔ جس کا مکمل متن ان الفاظ کے ساتھ شائع ہوا: ''صداقت اسلام، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی وہ تقریر جو حضور نے ۹؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء بمقام پٹیالہ فرمائی اور ایڈیٹر نے قلم بند کی۔'' (الفضل ۱۵؍ دسمبر ۱۹۱۷ء، صفحہ ۳۔ جلد ۵ شمارہ ۴۸)

وہ موعود خلیفہ جس کے دنیا میں آنے سے پہلے مالک کون و مکاں کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ ''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' جولائی ۱۹۲۴ء میں یورپ کے پہلے سفر پر روانہ ہوا۔ اس سفر کا بنیادی مقصد ویمبلے کانفرنس میں شمولیت تھا۔ الفضل نے ''بہ سفر رفتنت مبارک باد، بسلامت روی و باز آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر یورپ'' کے عنوان سے روانگی کے مفصل حالات شائع کیے۔ (الفضل ۱۵؍ جولائی ۱۹۲۴ء۔ صفحہ ۱۔ جلد ۱۲ شمارہ ۴)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲؍ جولائی کو دیار مسیح سے روانہ ہوئے اور طویل سفر کے بعد ۱۶؍ اگست کو اٹلی کی برنڈزی نامی بندرگاہ پر اترے۔ روم اور فرانس سے ہوتے ہوئے ۲۲؍ اگست کو لندن میں رونق افروز ہوئے۔ الفضل قادیان کے بیسیوں شمارے آپ کے اس بابرکت سفر کی تفصیل اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہیں۔ لندن میں قریباً نو ہفتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام رہا، جس کے مفصّل حالات شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اور بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی قلم سے نکل کر الفضل کے صفحات کی زینت بنے۔ اس دوران حضور نے جماعت کے نام متعدد پیغامات بھجوائے جو الفضل کے ذریعہ افراد جماعت تک پہنچے۔ آپ کے رفقا نے سفر کے تفصیلی حالات قلمبند کر کے الفضل کو بھجوائے۔ ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے علاوہ متعدد تقاریب میں شمولیت اختیار فرمائی اور اسلام کی تعلیمات کو عوام الناس کے سامنے پیش فرمایا۔ یورپ میں مقیم افراد جماعت اور دیگر عمائدین سے ملاقات کی تفصیلات شائع ہوئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں سے معمور اس دورے کے دوران اس مظہر حق نے قلب یورپ اور مرکز تثلیث میں خدائے واحد و یگانہ کی پرستش اور عبادت کے لیے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس عظیم الشان کارنامے کی تفصیلی رپورٹ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء کے شمارے کی زینت بنی۔ (الفضل ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۔ جلد ۱۲ شمارہ ۴۶)

تقریباً چار ماہ پر محیط یہ رفیع الشان سفر ۲۴؍ نومبر ۱۹۲۴ء کو قادیان دارالامان میں آپ کے ورود مسعود کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ جس کی مفصّل روداد الفضل ۲۹؍ نومبر ۱۹۲۴ء میں شائع شدہ ہے۔

مسیح آخر الزمان کے اس عالی مقام موعود خلیفہ کے اس سفر کی کیا حیثیت ہے اور اس کے نتائج کتنے دور رس تھے اس ضمن میں آپ کے یہ الفاظ آج بھی ایمان میں حرارت پیدا کرتے ہیں: ''آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اُس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے۔ مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ میں انگلستان گیا ہوں، اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا اور بیماری بڑھتی گئی، تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے ایسے سامان نہ پیدا ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے، اور میں انگلستان پہنچ ہی نہ سکوں، اور اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ میں اس خواب کی بنا پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے، لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں۔ اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔ دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر اِک کر سکتا ہے، مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا۔'' (الفضل قادیان ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۳، کالم ۳۔ جلد ۱۲ شمارہ ۳۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الٰہی تصرف اور مشیت کے تحت سندھ کے دور دراز علاقوں میں ہزاروں ایکڑ بنجر اور بے آباد اراضی خریدی اور اسے لہلہاتے کھیتوں اور کھلیانوں میں بدل دیا۔ اور احمد آباد، محمود آباد، محمد آباد، بشیر آباد، نصرت آباد، روشن نگر، لطیف نگر اور کریم نگر جیسی اسٹیٹس کا قیام عمل میں آیا۔ الفضل کے ریکارڈ کے مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۵۹ء کے دوران کم و بیش بیس مرتبہ احمدیہ اسٹیٹس کے دوروں پر تشریف لے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تھرپارکر کے لق و دق صحرا کو آباد کرنے کے لیے اور اس گلشن کی آبیاری کے لیے شبانہ روز دعائیں کیں۔ عام سادہ سواریوں پر فصلوں کا معائنہ کرنے تشریف لے جاتے۔ خدام کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ ابتدا میں آپؓ گھوڑے پر سوار ہو کر فصلوں کا جائزہ لیتے، بسا اوقات بیل گاڑی کا سفر اختیار فرمایا، بعد ازاں بذریعہ کار اور جیپ مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ آپؓ فصلوں کے معائنہ کے ساتھ اچھی کارکردگی دکھانے والے خدام کو انعامات عطا فرماتے اور احباب کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کی دعوت قبول فرماتے اور ان کے درمیان رونق افروز ہوتے۔ ایک سفر کا احوال یوں بیان ہے: ''۷۔ ماہ امان۔ آج صبح دس بجے حضور گھوڑے پر اسٹیٹ کی فصل دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے، راستہ میں حضور نے نور نگر، لطیف نگر، اسحٰق نگر اور روشن نگر کے حلقہ کی فصل کے علاوہ تجارتی فارم بھی ملاحظہ فرمائے اور حلقہ نور نگر کی فصل پر حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حلقہ کے منشی نور محمد صاحب واقف زندگی کو انعام عطا فرمایا۔ نور نگر کے مزارعین کی درخواست پر حضور

وہاں پر ٹھہرے۔ دو بجے دوپہر واپس تشریف لائے۔عصر کے وقت حضور محمد آباد سے احمد آباد کار پر روانہ ہوئے اور متعلقہ کارکنوں کے ساتھ احمد آباد کی فصل ملاحظہ فرمائی۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد احباب سے مسجد میں گفتگو فرمائی۔'' (روزنامہ الفضل ۱۱؍مارچ ۱۹۴۸ء صفحہ ۵۔ جلد ۲ شمارہ ۵۳)

مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۱ء کو ناصر آباد میں قیام کے دوران حضورؓ نے سال رواں کا آمد وخرچ اور آئندہ سال کا بجٹ ملاحظہ فرمایا۔ سپرنٹنڈنٹ احمدیہ سنڈیکیٹ نے حضورؓ کی خدمت میں بجٹ پیش کیا اور غالباً پیداوار کی کمی کے بارے میں کوئی ایسا اظہار فرمایا کہ جس طرح خدا کی مرضی۔ اس پر حضورؓ نے انہیں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ''کسی کام کے نہ ہونے یا اس کے خراب ہونے کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر نہیں ڈالنی چاہیے اور یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی ایسی تھی، کیونکہ غلطی انسان کی اپنی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی استعدادوں کو صحیح طور پر کام میں نہیں لاتا۔ اگر ہم اس کی عطا کردہ استعدادوں کو صحیح طور پر کام میں لائیں تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ہمارے کام میں خرابی پیدا کرے۔''

(روزنامہ الفضل مورخہ ۸؍مارچ ۱۹۵۱ء صفحہ ۵۔ جلد ۵ شمارہ ۵۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے یادگار اور انتہائی اہم سفروں میں سے ایک سفر کراچی، بمبئی، حیدرآباد دکن، آگرہ اور دہلی کا ہے۔ جو حضور نے اکتوبر نومبر ۱۹۳۷ء میں اختیار فرمایا۔ اس سفر کے دوران دہلی میں غیاث الدین تغلق کے تعمیر کردہ قلعہ کی سیر کے دوران حضور عالم روحانی میں پہنچ گئے اور بے ساختہ آپ نے فرمایا: ''میں نے پالیا، میں نے پا لیا۔'' اس سفر کی تفصیلی روداد اور مصروفیات کی تمام رپورٹس الفضل کے شماروں میں شائع شدہ ہیں۔

عالم احمدیت میں ۱۹۴۴ء کا سال بہت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس برس کے آغاز میں خدا تعالیٰ نے لاہور میں محترم شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ کے گھر میں آپ کو کشف میں یہ خبر دی کہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کو دنیا کے سامنے پیش کی گئی ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے مصداق آپ ہی ہیں۔ رب العزّت کی طرف سے اس امر پر اطلاع پانے کے بعد آپ نے ببانگ دہل اپنی اس فضیلت کا اعلان کیا نیز ۲۰؍ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور پھر لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں عظیم الشان جلسوں میں بنفس نفیس شرکت فرما کر مجمع عام میں رب کریم کی اس عطا کا اظہار کیا، اور مصلح موعود کی علامتوں کا پورا ہونا ثابت کیا۔ ان تمام سفروں کی مکمل روداد الفضل کے صفحات اور شماروں میں پھیلی ہوئی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۳؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو لدھیانہ میں جلالی خطاب کے دوران فرمایا: ''اب میں لدھیانہ کے لوگوں کو اور ان لوگوں کو جو باہر سے آئے ہوئے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آسمان کی آواز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلند کی ہے اسے بند کرنا آسان نہیں۔ یہ جماعت شروع میں صرف چالیس افراد پر مشتمل تھی، مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔ تمام دنیا نے ہماری مخالفت کی، مگر سب مخالف ناکام ہوئے اور آئندہ بھی ناکام ہوں گے، اور دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کی ترقی روک نہیں سکے گی... جو خدا آسمانوں اور زمینوں کا خدا ہے، جو پہلوں کا خدا ہے، حال کا خدا ہے اور آئندہ کا خدا ہے جس کے ہاتھ میں میری اور سب کی جان ہے اور جس کے سامنے مرکر ہم سب نے پیش ہونا ہے، میں اسی خدائے قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں اُسی نے مجھے بتائی ہیں اور اسی نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ میرے ماننے والوں کو منکرین پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دے گا۔ میں انسان ہوں مرسکتا ہوں، مگر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ زمین وآسمان ٹل سکتے ہیں مگر اُس کا یہ وعدہ ٹل نہیں سکتا۔ اس سلسلہ کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتریں گے اور روز بروز یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام ان ممالک تک جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے ضرور پہنچے گا۔ اور جس طرح پہاڑوں سے دریا نکلتے ہیں، اور پھر ان سے نہریں نکلتی ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی نہریں میرے ذریعہ ساری دنیا میں جاری ہوں گی۔'' (اہل لدھیانہ سے خطاب۔مطبوعہ الفضل ۱۸؍ فروری ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۱۔ جلد ۱۳ شمارہ ۴۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک انتہائی جذباتی سفر اپنے روحانی آقا اور شفیق استاد کے مولد ومسکن بھیرہ کا ہے جو آپ نے ۲۶؍ نومبر ۱۹۵۰ء کو اختیار فرمایا۔ اس سفر کی تفصیلی رپورٹ ۲۹؍ نومبر ۱۹۵۰ء کے شمارے میں شائع شدہ ہے۔(روزنامہ الفضل ۲۹؍ نومبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۳، ۴۔ جلد ۴ شمارہ ۲۷۴)

خلافت ثانیہ کے عہد کا ایک اور تاریخ ساز سال ۱۹۵۵ء کا ہے جب پسر موعود اپریل میں یورپ تشریف لے گئے۔ سفر کے پہلے حصے میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق میں ایک ہفتہ قیام فرمایا، عمائدین سے ملاقاتیں کیں، عشایئے میں شرکت فرمائی، مجالس سوال جواب منعقد ہوئیں۔ ان فضاؤں کو انوار وبرکات سے معطر کرنے کے بعد حضور سوئٹزرلینڈ پہنچے جہاں آپ نے علاج کی غرض سے چند ہفتے قیام فرمایا۔ اس دوران سورۃ الفاتحہ کے معارف پر چار خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ مئی ۱۹۵۵ء میں حضور نے پیغام بھجوایا کہ ربوہ میں بکثرت درخت لگائے جائیں۔عید الفطر بھی اسی ملک میں منائی گئی۔ ۸؍ جون ۱۹۵۵ء کو سوئس ٹی وی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انٹرویو نشر ہوا۔سوئٹزرلینڈ کے بعد جرمنی اور ہالینڈ کی سرزمین نے اس پرنور وجود کے قدم چومے، پھر یہ سعادت لندن کے حصے میں آئی جہاں اس قافلہ سالار نے مبلغین کی عالمی کانفرنس کی صدارت فرمائی اور پانچ اجلاسوں میں بنفس نفیس شرکت فرما کر ''قضیہ زمین برسر زمین'' طے کیا۔ ناسازی طبع کے باوجود اس اولوالعزم خلیفہ نے لندن میں آٹھ خطبات جمعہ ارشاد فرمائے، دور ونزدیک سے آنے والے افراد جماعت میں شفقتیں بانٹیں، تعلیمی اور تربیتی امور میں راہنمائی فرمائی، سوال وجواب کی محافل منعقد ہوئیں، غیر از جماعت افراد کے اعتراضات کے جواب عطا فرمائے۔ چھ ماہ کے طویل سفر کے بعد یہ جری پہلوان ۲۵؍ ستمبر ۱۹۵۵ء کو اپنے بسائے ہوئے شہر میں اپنے عشاق کے درمیان وارد ہوا۔ الفضل نے ۱۵؍مارچ ۱۹۵۵ء سے اس سفر کی غرض وغایت کے بارے میں احباب جماعت کو آگاہ کرنا شروع کیا، پھر روانگی سے واپسی تک مفصّل احوال کی اشاعت کی توفیق پائی۔اور ۲۶؍ ستمبر ۱۹۵۵ء کو الفضل نے ''خیر مقدم'' نمبر شائع کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت سفروں میں ایک سفر مری کا ہے جو آپ نے جون ۱۹۵۶ء میں اختیار فرمایا، اس سفر کا مقصد ترجمہ قرآن مجید املاء کروانا تھا۔ یہ کام اگست کے آخر میں نخلہ میں مکمل ہوا، اور ۱۹۵۷ء میں تفسیر صغیر کے نام سے منصہ شہود پر آیا اور تا ابد آپ کے زندہ جاوید کارناموں میں سے بلند شان کے ساتھ قائم دائم رہے گا۔ الفضل نے ہمیشہ کی طرح آپ کے اس یادگار سفر کی تمام مصروفیات اور جزئیات جماعت تک پہنچانے کی توفیق پائی۔

لاہور کے ایک سفر کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدیت کے جگر گوشوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نوجوانوں کے اندر بڑھنے اور ترقی کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ جہاں اور باتوں میں اپنی ترقی کے دعوے کیا کرتے ہیں وہاں ان کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ روحانی رنگ میں بھی اپنے بزرگوں سے آگے نکلنے کی کوشش کریں اور نمازوں میں اور روزوں اور چندوں میں اور قربانیوں میں اور اخلاص میں اور سلسلہ کے لئے فدائیت اور جان نثاری میں اپنا قدم آگے کی طرف بڑھائیں۔''(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍فروری ۱۹۵۴ء بمقام رتن باغ لاہور مطبوعہ الفضل ۱۳؍دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۴۔ جلد ۱۵ شمارہ ۲۸۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جات

نافلہ موعود حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ۸؍ نومبر ۱۹۶۵ء کو خلافت ثالثہ کے منصب پر متمکن ہوئے۔

اگلے سال حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے نخلہ مری اور راولپنڈی کا سفر کیا جس کی تفصیل الفضل کے مختلف شماروں میں شائع ہوئی۔ خلافت کی خلعت فاخرہ پہننے کے ٹھیک ایک سال کے بعد ۹؍ نومبر ۱۹۶۶ء کو آپ نے سندھ کا سفر اختیار فرمایا اور ناصر آباد، بشیر آباد، کوٹ احمدیاں، محمود آباد اور محمد آباد اسٹیٹس کا دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران حضور کی تمام مصروفیات کا مفصّل احوال الفضل کے شماروں میں موجود ہے۔

عہد خلافت ثالثہ کا تیسرا سال مسرتوں کی نوید اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ اس سال ۸؍ جولائی ۱۹۶۷ء کو مصلح آخرالزّمان کا یہ جانشین یورپ کے پہلے سفر کے لیے ربوہ سے روانہ ہوا۔ اور برطانیہ، سکاٹ لینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور جرمنی میں اعلائے کلمہ اسلام کے لیے پہلے سے جاری منصوبوں کا جائزہ لیا بہتری کے لیے ہدایات سے نوازا، افراد جماعت سے ملاقاتیں کیں، مختلف ......باقی صفحہ ۶۳ پر......







عالمی سیاسی منظر نامہ میں الفضل کا کردار

(شہود آصف۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا)

امن عالم موجودہ دور کا سب سے بڑا سیاسی مسئلہ ہے۔ خلفائے احمدیت کی آواز بنتے ہوئے ابتدائے سے ہی الفضل نے امن کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ تصادم کی بجائے اقوام کے مابین معاملات کو افہام وتفہیم سے حل کرنے پر زور دیا

اخبارات کی دنیا میں الفضل کو منفرد مقام حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ کے مرکزی ترجمان کی حیثیت سے کلیدی کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ گذشتہ ایک سو دس سال سے الفضل کی سماجی اور سیاسی خدمات کی ایک طویل فہرست ہے جو سینکڑوں صفحات کی متقاضی ہے۔ الفضل کا آغاز مالی تنگی، افرادی قوت کی کمی، مہارت اور تجربہ کی کمی سے عبارت نظر آتا ہے لیکن دوسری طرف خدا کی تائید و نصرت اور حضرت اقدس مصلح موعودؓ کا لازوال عزم و استقلال ایسے مضبوط قرائن تھے جنہوں نے اس ناتواں پودے کو طاقتور، دور دور تک جڑیں رکھنے والا باثمر اور بااثر درخت بنا دیا۔

اخبار کی تازگی، قرب زمان و مکان اور سچائی ہی اِس کا حُسن ہیں۔ موجودہ زمانے میں اخبارات اور نیوز چینلز ہی قوموں کی ذہن سازی کرتے ہیں۔ ایک اچھے اخبار کی نشانی ہے کہ حقیقت پسند ہو اور ذمہ دارانہ رپورٹنگ کرے نہ کہ محض سنسنی پھیلائے۔ دنیائے صحافت میں الفضل کی یہ نمایاں خوبی ہے کہ اس نے کبھی سچائی کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا، کوئی دنیوی مصلحت آڑے نہیں آئی۔ کسی سیاسی پروپیگنڈا کو ترویج نہیں دی گئی۔ بلکہ ہر موقع پر ملکی اور قومی مفاد میں اقوام عالم کی راہنمائی کی۔ اسلامی تعلیم کی روشنی میں لوگوں کو شعور وفہم دیا۔ خاکسار کے ناقص علم کے مطابق یہ خوبی دنیا کے کسی اور اخبار میں نہیں۔ دنیا کے بڑے سے بڑے چینل اور بزعم خُود غیر جانبدار اخبار بھی کسی نہ کسی خاص مقصد اور مطمح نظر کو فروغ دینے والے ہیں۔

سیاسی امور میں الفضل کی اہمیت کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’میں تو حیران ہوتا ہوں کہ بعض دوست شکایت کرتے ہیں کہ الفضل میں سیاسی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر وہ دنیا کی سیاسیات سے واقف نہیں ہوں گے تو اس کی اصلاح کیسے کریں گے۔ کیا سیاست قرآن کریم کا حصہ نہیں؟ ہاں اگر کوئی بات غلط شائع ہو تو اعتراض ہوسکتا ہے۔ ایک دوست کو شکایت ہے کہ جاپان کے حالات اخبار الفضل میں کیوں درج ہوتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جن کو میں کنویں کے مینڈک کہتا ہوں۔ فکر تو یہ ہونی چاہئے کہ جاپان کے حالات تو شائع ہوتے ہیں فلپائن کے کیوں نہیں ہوتے؟ روس کے کیوں نہیں ہوتے؟ یہ غم تمہیں کھائے جانا چاہئے کہ کیا یہی ہماری پہنچ ہے کہ ہمارے اخبار میں صرف جاپان کے حالات ہی شائع ہوتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو اس پر گلہ ہونا چاہئے کہ جو نہیں چھپا۔ نہ کہ اس پر جو چھپ رہا ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا جاپان کی اصلاح ہمارا فرض نہیں؟ اگر ہے تو اس کے حالات کا علم نہ ہوگا تو ہمارے دل میں اس کے لیے درد کس طرح پیدا ہوگا اور ہم اس کی اصلاح کس طرح کر سکتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو اپنے فرائض کو سمجھنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی اصلاح کے لیے پیدا کیا ہے۔ (خطبات محمود جلد ۱۸ صفحہ ۱۰)

بیسویں صدی کا نصف اول خصوصاً ہندوستان اور عموماً ساری دنیا میں ایک تہلکہ خیز اور ہنگامہ برپا کرنے والا دور تھا۔ ہندوستان میں انگریزوں کے قدم جمانے کے بعد سیاسی جماعتوں اور سیاسی شعور کا پروان چڑھنا، تعلیمی اداروں کی نشوونما، جنگ عظیم اول اور دوم، تحریک خلافت، ترک موالات، شدی تحریک، ہندوستانیوں کے حقوق، تقسیم ملک، کشمیریوں کے حقوق، بعد ازاں قیام و استحکام پاکستان وغیرہ وغیرہ۔ الغرض الفضل کی پیدائش ایسے ماحول میں ہوئی جب ہر طرف ایک سیاسی ہلچل اور نظریاتی ہیجان کی کیفیت تھی۔

مذہبی پس منظر رکھنے اور قادیان جیسی دور دراز بستی سے جاری ہونے کے باوجود اس نوزائیدہ اخبار نے اس کٹھن دور میں اپنا لوہا منوایا۔ ہر اہم سیاسی واقعہ، ملکی اور عالمی حالات، علاقائی اور عالمی جنگوں، برصغیر کے سیاسی مد و جزر، عرب اور افریقی ممالک کے حقوق کی جنگ، نظام نو میں عالمی سطح پر ہونے والی ناانصافیوں میں الفضل نے خلافت کے زیر سایہ ہمیشہ جاندار اور شاندار کردار ادا کیا۔

اتحاد امت اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ہندوستان میں مسلمانوں کا اتحاد نہایت اہم تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۰۶ء میں قائم تو ہوئی مگر اس کی حالت بہت کمزور تھی اور اکثر مسلمان لیڈر اور علماء اس کے مخالف تھے۔ اتحاد امت کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے آغاز سے ہی مسلم لیگ کی ہر ممکن مالی اور عددی معاونت کی۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ’’جب مسلم لیگ قائم ہوئی تو اس کی مالی حالت اتنی کمزور تھی کہ انہیں اپنے جلسے کرنے کے لیے بھی روپیہ نہیں ملتا تھا اور ہمیشہ میں انہیں مدد دیا کرتا تھا‘‘ (الفضل ۱۴؍جون ۱۹۵۶ء) آپؓ کی اس مہم میں الفضل نے بڑھ چڑھ کر ساتھ دیا۔ ۱۴؍نومبر ۱۹۲۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور میں مسلمانوں میں اتحاد اور تعاون کے موضوع پر ایک لیکچر دیا جسے الفضل نے لوگوں تک پہنچایا۔ آپؓ نے فرمایا: مسلمان اپنے تئیں مضبوط کریں۔ اس کے لیے مسلم لیگ جیسی تنظیموں کو قائم کرنا اور مضبوط کرنا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ہو سکے۔ (ماخوذ از پیغام صلح، انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۳۱۴)

الفضل کی کوششوں کا اعتراف اغیار نے بھی کیا۔ اخبار مشرق (گورکھپور) نے لکھا: الفضل قادیان یہ پرچہ سہ روزہ قادیان سے نکلتا ہے اور سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہے۔ آجکل مسلمانان ہند کے متعلق اس کا نقطہ خیال بہت صحیح ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہر انجمن اسلامیہ اور ہر مسجد میں اس کی رسائی ہو۔ عقائد سے کوئی واسطہ نہ رکھو، نہ ان کو پڑھو۔ صرف اتحاد بین المسلمین کے مسئلہ کو دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ (الفضل ۲؍ستمبر ۱۹۲۷ء)

۱۹۲۷ء میں ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے برطانوی حکومت کی طرف سے سائمن کمیشن برصغیر بھجوایا گیا۔ ابتدا میں کانگریس اور مسلم لیگ نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ الفضل نے اس بائیکاٹ کی مخالفت کی اور مسلمانوں کے سامنے تجویز رکھی کہ حکومت کے سامنے اپنے مطالبات پیش کریں تاکہ ان کو حقوق اور مراعات مل سکیں۔ (الفضل ۲۹؍نومبر ۱۹۲۷ء) کمیشن کی رپورٹ کے بعد اس کی تجاویز پر حضرت مصلح موعودؓ نے ایک کتاب ’’سائمن رپورٹ پر تبصرہ‘‘ بھی تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کی اشاعت میں بھی الفضل نے کردار ادا کیا۔ (الفضل نومبر ۱۹۳۰ء)

۱۹۲۸ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کی سربراہی میں نہرو رپورٹ سامنے آئی جس میں مسلمانوں کے حقوق کی تلفی کا مقصد پوشیدہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس رپورٹ پر مفصل مضمون ’’نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح‘‘ تحریر فرمایا۔ الفضل نے یہ مضمون اکتوبر ۱۹۲۸ء سے نومبر ۱۹۲۸ء تک سات قسطوں میں قارئین تک پہنچایا۔ اس مضمون میں آپؓ نے مسلمانوں کے اصولی مطالبات پر روشنی ڈالی۔

تحریک آزادی کشمیر میں الفضل کا کردار

کشمیر کی آزادی کے لیے خلافت کی قیادت میں الفضل نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اہل کشمیر کی زبوں حالی اور کس مپرسی کو دور کرنے کے لیے انتھک کاوشیں فرمائیں۔ آپؓ نے کشمیریوں کے حالات کی بہتری کے لیے تین اہم مضامین تصنیف فرمائے۔ الفضل نے جون اور جولائی ۱۹۳۱ء میں یہ مضامین شائع کیے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی کوششوں سے ہی کشمیر کے متعلق شملہ میں پہلا اجلاس ہوا۔ جس میں کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں آپؓ کو بطور صدر کمیٹی منتخب کیا گیا۔ آپؓ کے ارشاد پر ہندوستان کے طول و عرض میں ۱۴؍اگست ۱۹۳۱ء کو یوم کشمیر منایا گیا۔ الفضل نے حضرت صاحبؓ کے پیغامات، ارشادات اور احکامات کی ہندوستان کے اکناف تک خوب اشاعت کی۔ کشمیریوں کے حقوق کے لیے خوب مضامین شائع کیے۔ حضرت مصلح موعودؓ اور الفضل کی ان خدمات کو ہندوستان کے اخبارات اور اہل علم نے خراج تحسین پیش کیا۔ انہی کوششوں سے کشمیر کے راجہ نے ابتدائی طور پر نومبر ۱۹۳۱ء میں عوام کو ابتدائی حقوق آزادی دینے کا اعلان کیا۔ قیام پاکستان کے بعد کشمیر کی آزادی کے لیے فرقان بٹالین کے قیام اور کارناموں میں بھی الفضل کی خدمات نمایاں ہیں۔

قیام و استحکام پاکستان

قیام پاکستان کی کوششوں میں حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں الفضل کے کردار کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تحریک آزادی کے آغاز سے قیام پاکستان تک الفضل نے ہر موڑ پر اپنا کردار ادا کیا جس میں قرارداد لاہور کی منظوری، مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع رکھنا اور جداگانہ انتخابات پر زور دینا شامل ہے۔ جب ہر طرف سے مسلم لیگ اور قائداعظم کی مخالفت ہو رہی تھی تو روزنامہ الفضل مسلم لیگ کی حمایت میں مصروف تھا۔

۱۹۴۵ء کے انتخابات میں الفضل نے فیصلہ کن کردار ادا کیا جب بہت سے مسلمان علماء اور اخبارات قائداعظم اور مسلم لیگ کے مخالف کانگریس کے ساتھ کھڑے تھے۔ الفضل نے اہلیان ہندوستان اور خصوصاً مسلمانوں کی انتھک راہنمائی کی کہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت مسلم لیگ کو ووٹ دینے میں ہی ہے۔ الفضل نے حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مفصل طور پر شائع کیا جس میں آپ نے جماعت کو حکم دیا کہ ’’وہ اپنی تمام حمایت، تعاون اور قوت مسلم لیگ کے پلڑے میں ڈال دیں‘‘۔ نیز دیگر مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تاکید فرمائی۔ ۱۹۴۶ء کے آخر میں بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے اور ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں پر حملے ہونے لگے۔ اس پر الفضل نے بہت سے مضامین شائع کیے۔ اس موقعہ پر کثرت سے الفضل میں دعا کی درخواستیں بھی شائع کی گئیں تاکہ یہ فسادات ختم ہوں اور مسلمانوں کو سکھ چین نصیب ہو۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت پنجاب کی تقسیم کے خلاف بھی الفضل نے بھرپور مہم چلائی۔ اس سلسلہ میں ایک ٹیلی گرام کا متن بھی شائع کیا گیا جو پنجاب کی تقسیم کے خلاف برطانوی وزیر اعظم کو بھجوائی گئی تھی۔ اس میں پنجاب کی تقسیم کو غیر طبعی قرار دیا گیا۔ الفضل سکھوں سے بھی اپیلیں کرتا رہا کہ وہ پنجاب کی تقسیم کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں۔

تقسیم ہند کے وقت قائداعظم محمد علی جناح نے ’’پاکستان فنڈ‘‘ کا اجرا کیا تاکہ مہاجرین کے مسائل کا حل

کیا جائے۔ الفضل نے اس کی بھر پور حمایت کرتے ہوئے اس کے حق میں تحریک چلائی اور احمدیوں سے بالخصوص اور مسلمانوں سے بالعموم اس میں بڑھ چڑھ کر چندہ دینے کی اپیل کی گئی۔ جولائی ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں جب استصواب رائے کا فیصلہ کیا گیا تو اس پر بھی الفضل نے مسلمانوں اور مسلم لیگ کے حق میں مضامین لکھے۔ غرض اگر ہم ۱۹۴۷ء کے الفضل اخبارات کا جائزہ لیں تو ہمیں کثرت سے مسلم لیگ کے حق میں اور کانگریس کی بعض پالیسیوں کی مذمت میں مضامین ملیں گے۔

الفضل وہ پہلا اردو اخبار تھا جو تقسیم ہند کے بعد ہندوستان سے پاکستان منتقل ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان کے مستقبل کے بارے میں لیکچرز دیے۔ یہ پر معارف اور نہایت قیمتی لیکچرز الفضل کے ذریعہ سے ہی عوام الناس اور ارباب حل وعقد تک پہنچے۔ ابتدا میں ہی حکومت نے ملکی معاملات چلانے کے لیے قرض لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس سلسلہ میں الفضل نے ۱۷؍اگست ۱۹۴۷ء کے شمارہ میں ''کیا پاکستان ہندوستان سے قرض لے گا'' کے عنوان سے تبصرہ کیا کہ گو حکومتیں چلانے کے لیے بعض اوقات قرض لینا پڑتا ہے لیکن ہماری رائے میں قرض نہ ہی لیا جائے تو بہتر ہے۔ حکمران طبقہ نے اس انتباہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا جس کا نتیجہ آج ہم سب دیکھ رہے ہیں۔

پاک بھارت جنگیں
اور ہراول دستہ کا مجاہد الفضل

اگرچہ حضرت مصلح موعودؓ کی خداداد لیاقت اور ذہانت الفضل کے ذریعہ پاکستان کے حکمران طبقہ کو میسر رہی لیکن متعدد سیاسی اور جغرافیائی مجبوریوں اور مادی حرص کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے سیاسی حالات سازگار نہ رہے۔ دونوں ملکوں میں متعدد جنگیں بھی ہوئیں۔ خطرناک جنگی حالات میں جہاں احمدی فوجیوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے جو تاریخ پاکستان کا درخشندہ باب ہیں وہاں روز نامہ الفضل نے بھی بھر پور کردار ادا کیا ہے۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ

ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاکستان اور بھارت کے مابین جنگ ہوئی۔ جنگی حالات میں الفضل نے احباب جماعت کو بار بار مختلف رنگ میں پاکستانی افواج کی فتح کے لیے دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس سلسلہ میں ۷؍ستمبر ۱۹۶۵ء کے الفضل نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی طرف سے ایک اعلان بعنوان ''کشمیر آپ کی دعاؤں کا متقاضی ہے'' نمایاں کر کے شائع کیا۔

جنگ کی خبر ملتے ہی حضرت مصلح موعودؓ نے صدر پاکستان ایوب خان کو پیغام ارسال فرمایا جس کو الفضل نے ۸؍ستمبر کے شمارے میں اہتمام سے شائع کیا۔ آپؓ نے فرمایا: ''میں اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کو دل وجان کے ساتھ مکمل تعاون اور مدد کا یقین دلاتا ہوں۔ اس نازک موقع پر ہم ہر مطلوبہ قربانی بجالانے کا عہد کرتے ہیں۔''

جنگ کی خبر موصول ہونے کے بعد اہل ربوہ نے ظہر کے وقت مسجد مبارک میں اکٹھے ہو کر پاکستان کی کامیابی اور فتح کے لیے دعائیں کیں۔ اس دعائیہ مجلس کی رپورٹ الفضل نے ۸؍ستمبر ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شائع کی۔ جنگ کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ کا جو پیغام احباب جماعت کے نام الفضل نے ۱۰؍ستمبر کی اشاعت میں شائع کیا اس میں آپؓ نے فرمایا: ''میں پاکستان کے تمام احمدیوں کو یہ ہدایت دیتا ہوں کہ وہ اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے حکومت پاکستان سے ہر طرح تعاون کریں اور استحکام پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانیاں بشاشت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے حب الوطنی کا ثبوت دیں۔''

۱۴؍ستمبر کے شمارے میں قومی دفاعی فنڈ کے قیام کی خبر اور جماعت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کا اعلان کیا گیا۔ جنگ کے دوران روزانہ کی بنیاد پر الفضل میں پاکستانیوں کا حوصلہ بڑھانے والی خبریں، حکومت کے اعلانات و پیغامات اور جنگ کے حالات بیان کیے جاتے رہے۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ اور بنگلہ دیش

پاکستان کے سیاسی حالات ۱۹۶۰ء کی دہائی کے اواخر سے ہی مخدوش تھے۔ ملک کے دونوں حصوں کے اندر سیاسی کشمکش تھی۔ ۱۹۷۰ء کے ملکی الیکشنز میں ملک کے دونوں حصوں میں مختلف سیاسی جماعتوں کی کامیابی سے بداعتمادی کی فضا پیدا ہو گئی۔ اسی دوران بھارت نے پاکستان پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ اس نازک مرحلہ پر الفضل نے ملکی دفاع کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام وسیع پیمانے پر لوگوں میں پھیلایا کہ ملک اور اسلام کی حفاظت کے لیے احمدی اپنی جان مال اور ہر قسم کی مادی قربانیوں کے لیے تیار رہیں۔ نیز فرمایا کہ دعاؤں سے بھی اپنے ملک، بھائیوں اور حکومت کی خدمت کریں۔ (الفضل ۳۰؍نومبر ۱۹۷۱ء) دوران سال ملکی حالات مزید بگڑ گئے اور عملی طور پر مشرقی پاکستان میں فسادات شروع ہو گئے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان کے حالات کو جنگ احزاب سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے اس بات پر یقین رکھیں کہ ہمارا خدا زبردست قوتوں والا خدا ہے۔ وہ کبھی مومنوں کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ (الفضل ۲۸؍نومبر ۱۹۷۱ء)

۳؍دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہندوستان نے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ الفضل نے صدر پاکستان یحییٰ خان کا اعلان شائع کیا کہ دشمن نے ایک مرتبہ پھر ہم پر حملہ کر دیا ہے۔ اب وہ گھڑی آن پہنچی ہے کہ دشمن کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ ۹؍دسمبر ۱۹۷۱ء کو صدر پاکستان نے قومی دفاعی فنڈ قائم کیا۔ الفضل نے اس کا ذکر کرتے ہوئے پاکستانیوں سے وسیع پیمانے پر اپیل کی کہ قوم و ملک کے دفاع کے لیے تمام لوگ آگے آئیں اور اپنی فوج کے ہاتھ مضبوط کریں۔ (الفضل ۱۰؍دسمبر ۱۹۷۱ء)

الفضل نے سرورق پر ناظر اعلیٰ مکرم مرزا منصور احمد صاحب کے پیغام کو شائع کیا کہ ''ہر پاکستانی اور خصوصاً ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ اسلام کے اس مقدس قلعہ پاکستان کی حفاظت کے لیے نہ صرف دعاؤں میں لگ جائے بلکہ ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لیے میدان عمل میں آجائے''۔ نیز جماعت کی طرف سے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کا چیک بھی اس فنڈ میں حکومت کو پیش کیا۔ (الفضل ۱۱؍دسمبر ۱۹۷۱ء)

سقوط ڈھاکہ کے بعد پاکستان میں بہت مایوسی اور حوصلہ شکنی کی فضا تھی۔ اس موقع پر الفضل نے ایک مرتبہ پھر پاکستانی قوم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پُرحکمت اور جوش دلانے والے الفاظ میں حوصلہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا، اس کے باوجود جس انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے اس میں ایک ذرہ بھر کمی نہیں آنی چاہیے اور نہ دلوں میں مایوسی اور اداسی پیدا ہونی چاہیے۔ بلکہ اللہ پر توکل اور زیادہ بڑھنا چاہیے۔'' (الفضل ۲۳دسمبر ۱۹۷۱)

مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے میں بہت سے سیاسی اور اقتصادی عوامل کارفرما تھے۔ یہ ایک طویل بے چینی اور اختلاف کا نتیجہ تھا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک بہت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے اسلام کی ابتدائی جنگوں میں مسلمانوں کی کمزوری کے وقت تائید الٰہی کی آمد کا ذکر فرمایا اور نہایت احسن پیرائے میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ ان کے اپنے اعمال اسلام کی تعلیم کے منافی ہیں جس کی بنا پر اس موجودہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ (الفضل ۱۱؍مارچ ۱۹۷۲ء)

عالمی جنگوں کے تناظر میں الفضل کی
ذمہ دارانہ رپورٹنگ۔ پہلی عالمی جنگ

۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ کا آغاز آسٹریا کے ولی عہد اور ان کی اہلیہ کے قتل سے ہوا۔ ۲۸؍جولائی ۱۹۱۴ء کی الفضل نے ان خبروں کو درست انداز میں رپورٹ کیا۔ اگست کی الفضل میں ''ڈینیوب کے پانیوں میں آگ'' کے موضوع سے مضامین شائع کیے جن میں یورپ کے سیاسی مقاصد، حالات اور جنگ کی ابتدائیات پر بحث کی اور عالمی جنگ کے آثار لکھے۔ اگست میں ہی جنگ کی ابتدا کے ساتھ بعد میں آنے والے شماروں میں جنگ کی خبریں بیان ہوتی رہیں۔ تازہ خبریں، الاخبار والآراء، جنگ یورپ، یورپ کی خبریں، ہنگامہ یورپ، تازہ برقی خبریں کے عناوین کے تحت عالمی حالات اور عالمی جنگ کی خبروں اور تبصروں کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا رہا۔

ہندوستان اس وقت برطانوی عمل داری کے تحت تھا۔ ترکی کی مسلمان خلافت برطانیہ کے مخالف اتحاد میں شامل تھی۔ اس موقع پر ہندوستانی مسلمان عجیب مخمصہ کا شکار تھے کہ وہ برطانوی حکومت کا ساتھ دیں یا مسلمان ملک ترکی کا۔ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ الفضل نے یہاں بھی درست راہنمائی کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مضمون تصنیف فرمایا کہ برطانوی حکومت کی عملداری میں رہتے ہوئے حکومت وقت کی اطاعت اور مدد ہم سب کا مذہبی فرض ہے۔ آپؓ نے اس جنگ میں ترکی کی شمولیت کو بے سبب قرار دیا۔

انگریزی حکومت کی مدد کے لیے حکومت کی طرف سے انڈین امپیریل ریلیف فنڈ قائم کیا گیا۔ اس فنڈ کے لیے چندہ کی اپیل کرتے ہوئے الفضل نے حضرت صاحب کا پیغام ۶؍ستمبر ۱۹۱۴ء کو شائع کیا اور احمدی وغیر از جماعت احباب سے چندہ دینے کی اپیل کی۔ اس اپیل پر بہت سے احمدیوں نے لبیک کہا۔ جنگ کے اختتام پر الفضل کی طرف سے ۱۹؍نومبر ۱۹۱۸ء کے شمارے میں حکومت برطانیہ کو مبارک باد پیش کی گئی۔ اس موقع پر قادیان میں جشن کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جس کی خبر سرورق پر ۳؍دسمبر کے شمارے نے شائع کی۔

جنگ عظیم کے اختتام کے بعد عالمی امن کے قیام کے لیے الفضل نے دس اہم تجاویز ۷؍جنوری ۱۹۱۹ء کے شمارہ میں پیش کیں جس میں اقوام عالم میں ایک انجمن کا قیام، چھوٹے ممالک کے حقوق کی حفاظت اور آزادی، جنگی آلات کا خاتمہ، غربت کا خاتمہ جیسی اہم تجاویز دی گئیں۔

دوسری عالمی جنگ

دوسری جنگ عظیم کی بنیاد اگرچہ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر ہونے والی ناانصافی نے رکھ دی تھی مگر عملاً جنگ کا آغاز ۱۹۳۹ء میں ہوا۔ ۴؍ستمبر ۱۹۳۹ء کے شمارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا وائسرائے ہند کے نام پیغام شائع ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: ''میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پورے تعاون اور ہر مدد کا وعدہ کرتا ہوں۔ گزشتہ جنگ کے موقع پر کئی ہزار احمدیوں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں... میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ جنگ میں میری جماعت پہلے سے بھی زیادہ خدمت کر سکے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ میں حکومت برطانیہ کو فتح عطا فرمائے''

بعض معاندین نے جنگی ایام میں مشہور کیا کہ جماعت احمدیہ جہاد کی مخالف ہے اس لیے حکومت کی مدد نہیں کر رہی۔ اس پر الفضل نے ۲۰؍ستمبر ۱۹۳۹ء کے شمارہ میں ''جماعت احمدیہ جہاد بالسیف کے غلط مفہوم کی منکر ہے'' کے عنوان سے دندان شکن جواب دیا۔ پھر اسی موضوع پر ۲۱؍اکتوبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک خطبہ شائع کیا۔ الفضل نے ان ایام میں حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام متعدد بار شائع کیا کہ احمدی نوجوان ٹیریٹوریل فوج میں بھرتی ہوں۔ دوران جنگ حضرت مصلح موعودؓ نے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لیے دعا کی تحریک فرمائی جس کو الفضل نے پرزور انداز میں احباب تک پہنچایا۔ (الفضل ۳؍جولائی ۱۹۴۲ء)

الفضل نے ایک موقر اخبار کے طور پر عالمی حالات کی ذمہ دارانہ رپورٹنگ کو جاری رکھا۔ الفضل میں ''ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں''، ''مغربی سیاست میں اتار چڑھاؤ''۔ ''اہم غیر ملکی واقعات''۔ ''تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ'' کے عنوان کے تحت اہم خبروں پر خلاصہ اور تبصرہ کیا جاتا تھا۔ عالمی سیاست دانوں کے بیانات اور جنگ کے دوران ہندوستان کے حالات کی بہتری کی تجاویز بھی شائع کی جاتی رہیں۔

اس جنگ کا اختتام امریکہ کی طرف سے جاپانی شہروں پر ایٹم بم کے وحشیانہ حملوں سے ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں الفضل نے اس دردناک فعل کی سخت مذمت کی کہ باوجود مخالف افواج کے مظالم کے، ایسا حملہ کرنا جس میں لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن جائیں انسانیت کے خلاف ہے۔ (الفضل ۱۶؍اگست ۱۹۴۵ء)

مظلوم مسلمانوں و دیگر قوموں کے حقوق کا محافظ

دنیا میں جب بھی کسی قوم پر ظلم و تعدی کا بازار گرم ہوا یا ناحق کسی پر چڑھائی کی گئی، الفضل نے ہمیشہ خلافت کے زیر سایہ ظلم و زیادتی کی مذمت کی اور امن اور انصاف قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ۱۹۹۲ء میں بوسنیا کے مسلمانوں

پر سربین عیسائیوں کی طرف سے جنگ کشی کی گئی اور کثیر تعداد میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی۔ امام جماعت احمدیہ نے اس ظلم کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور یورپی اقوام کو اس ظلم کو روکنے کی اپیل کی نیز احمدیوں کو مظلوم بوزنین لوگوں کی مدد کی تحریک کی۔

الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام جلی حروف میں شائع فرمایا کہ ''مظلوم بوزنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں''اس پیغام میں حضور نے فرمایا: آج کی عصر حاضر کی تاریخ میں کوئی قوم ایسی نہیں جس پر ایسا ظلم کیا گیا ہو جیسا بوزنین پر ظلم کیا گیا ہے اور جس ظلم میں یونائیٹڈ نیشنز شامل ہو گئی ہیں...ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں ورنہ یورپ کی کوئی اور قوم اگر بوزنین کی جگہ ہوتی جو عیسائی ہوتی یا دہریہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا... اپنے مظلوم بوزنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں، انہیں اپنائیں، انہیں اپنے خاندانوں کا حصہ بنائیں۔ ان کی ہر طرح سے خدمت کریں۔ ان کے دین کو بچائیں۔ ان کے کلچر کو بچائیں'' (الفضل انٹرنیشنل ۱۴؍ جنوری ۱۹۹۴ء)

وقتاً فوقتاً الفضل انٹرنیشنل نے اپنے اداریہ میں بھی بوزنین مسلمانوں کے لیے دعاؤں اور ہمدردی کی تحریک کی۔

۱۹۹۵ء کی ایک مجلس عرفان میں ایک سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بوسنیا اور گلف وار پر تبصرہ کرتے ہوئے مغربی ممالک کی منافقت کا پردہ چاک کیا جو بظاہر انصاف کا ڈھول بجاتے ہیں اور نہایت درجہ ظلم کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا: ''یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ اب Absolute Justice کا Concept ختم ہو چکا ہے۔ پہلے جو حیا کے طور پر انہوں نے پردہ رکھا ہوا تھا وہ چاک ہو گیا ہے۔ اب یہ Determine ہیں کہ جو ہم چاہیں گے کریں گے۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۱۱ تا ۱۷؍ مارچ ۲۰۰۵ء)

موجودہ صدی میں مغربی اقوام اور ان کے زیر سایہ حکومتوں کی طرف سے کئی ممالک میں سیاسی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں جن میں عراق، شام، سوڈان، افغانستان، یمن، یوکرین شامل ہیں۔ الفضل نے ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ترجمان کی حیثیت سے ان مظالم کی مذمت کی ہے اور دنیا میں امن و انصاف قائم کرنے پر زور دیا ہے۔

مغربی دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ناپاک مہم اور الفضل

دور حاضر میں مغربی ممالک میں اسلام مخالف مہم ایک نئے انداز میں شروع ہوئی۔ ستمبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کے ایک اخبار نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے ہوئے نہایت گستاخانہ خاکے شائع کیے۔ اس گھٹیا حرکت کے ردعمل میں متعدد مسلمان ممالک میں مظاہرے اور پرتشدد واقعات ہوئے۔ کئی معصوم لوگوں کی جانیں گئیں۔ الفضل نے اس موقع پر نہایت ذمہ داری سے اپنا فریضہ انجام دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبات جمعہ میں بیہودہ کارٹونوں کی اشاعت پر مغربی ممالک کو متنبہ کیا اور فرمایا کہ ان کارٹونوں کی اشاعت سے ہمارے دل چھلنی ہیں۔ پھر فرمایا کہ کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں نازیبا اظہار، آزادی ضمیر نہیں ہے۔ اہل مغرب کا مذہب کو چھوڑ کر اخلاقی اقدار کو پامال کرنا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ احمدیوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو سمجھائیں اور خدا کے آگے جھکیں۔ پھر غیر احمدی مسلمانوں کے پرتشدد احتجاج کو غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی احتجاج یہ ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کے محاسن اور پرامن تعلیم سے دنیا کو متعارف کروائیں۔ الفضل ربوہ اور الفضل انٹرنیشنل نے حضور انور ایدہ اللہ کے یہ خطبات فروری، مارچ، اپریل ۲۰۰۶ء کے مہینوں میں شائع کیے۔

سال ۲۰۱۲ء ستمبر میں فرانس کے ایک رسالے چارلی ہیبڈو نے یہی مذموم حرکت دوبارہ دہرائی۔ الفضل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں ایک مرتبہ پھر اس گندی اور ناپاک مہم کا منہ توڑ جواب دیا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی توہین عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی ہے۔ نیز آپ نے مسلمانوں کو درست ردعمل اپنانے کی نصیحت فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجیں اور اسوہ حسنہ کو پھیلائیں، اپنے گھروں اور ملکوں کو جلانا عقلمندی نہیں۔ حضور کے یہ خطبات نومبر اور دسمبر ۲۰۱۲ء کے الفضل میں شائع ہوئے۔

مغربی ممالک میں مہاجرین کی آمد سے پیدا ہونے والے عالمی مسائل

دور حاضر کا ایک اہم سیاسی معاملہ لوگوں کا بہت بڑی تعداد میں ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ اس عالمی ہجرت کی متعدد وجوہات ہیں جن میں امیر ممالک کی طرف سے ہونے والی معاشی ناانصافی، غریب ممالک کے وسائل پر قبضہ، غیر اخلاقی اور غیر قانونی جواز سے چھوٹے ممالک پر لشکر کشی، ترقی پذیر ممالک کے حکمرانوں کا لالچ اور انانیت وغیرہ شامل ہیں۔ الفضل نے خلافت کی آواز بنتے ہوئے اس اہم موضوع پر متعدد بار لب کشائی کی ہے اور حضرت امیر المومنین کے ارشادات کو اکناف عالم تک پہنچایا ہے۔

مہاجرین کی مدد کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شام سے جو ریفیوجی یورپین ممالک میں آ رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جو بھی اپنے حقوق سے محروم کیا گیا ہے اس کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنی زندگی گزار سکے۔ خواہ لوکل حکومتیں ہوں، دوسرے ادارے ہوں یا مرکزی حکومت ہو۔ ضرورتمندوں کی مدد کرنی چاہئے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۳؍ اکتوبر ۲۰۱۵ء)۔ الفضل نے ہجرت کرنے والوں تک حضور انور کا پیغام پہنچایا کہ ''وہ جلد از جلد اپنے لیے ذریعۂ معاش تلاش کریں بجائے اس کے کہ لمبے عرصہ تک حکومت کی طرف سے احسان کے طور پر ملنے والے الاؤنس اور مراعات پر گزارا کرتے رہیں۔ انہیں خود بھی چاہیے کہ وہ محنت کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں'' (الفضل انٹرنیشنل ۱۵؍ اپریل ۲۰۱۹ء)

الفضل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں مہاجرین کے مسئلہ کا حل دنیاوی حکومتوں کے سامنے پیش کیا۔ حضور انور فرماتے ہیں: پناہ گزینوں کے مسئلہ کا دیرپا حل یہی ہے کہ جنگ سے متاثرہ ممالک میں امن قائم کیا جائے اور وہاں پر مجبوری کی حالت میں خوف اور تنگ دستی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور عوام کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ (الفضل انٹرنیشنل ۵؍ اپریل ۲۰۱۹ء صفحہ ۱۹)

قیام امن عالم کی مہم میں الفضل کا کردار

امن عالم موجودہ دور کا سب سے بڑا سیاسی مسئلہ ہے۔ خلفائے احمدیت کی آواز بنتے ہوئے ابتدا سے ہی الفضل نے امن کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ تصادم کی بجائے اقوام کے مابین معاملات کو افہام و تفہیم سے حل کرنے پر زور دیا۔ آج تیسری عالمی جنگ کے خطرات ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ الفضل متواتر اقوام عالم پر زور دے رہا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ناانصافیوں سے باز رہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''آج عالمی جنگ کے چھڑ جانے کا بہت خطرہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ممالک اور حکومتیں اپنے عوام کے، حقوق ادا نہیں کر رہیں اور مقابل پر عوام بھی اپنے لیڈروں اور حکومتوں کے حق ادا نہیں کر رہے۔ نہ ہی اہم طاقتیں عالمی سطح پر انصاف پر مبنی فیصلے لے رہی ہیں اور نہ ہی چھوٹے ممالک اپنی ذمہ داریاں سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا ہر سطح کے ہر دھارے پر، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے حقوق تلف کیے جا رہے ہیں اور یہ دنیا کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے...میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اپنے دائرہ کار میں آپ اپنے سیاستدانوں اور حکمرانوں کو فوری امن قائم کرنے کی طرف توجہ دلائیں تا کہ دنیا ایک عظیم تباہی سے بچ جائے۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۳؍ جنوری ۲۰۱۴ء صفحہ ۱۴)

دنیا کے راہنما اور امن کے سفیر ہونے کی حیثیت سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۲۰۰۴ء سے یوکے میں National Peace Symposium کے انعقاد کا ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد سے ایک تسلسل کے ساتھ جماعت احمدیہ یوکے یہ امن کانفرنس منعقد کر رہی ہے۔ ان پروگرامز کی رپورٹ، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور مہمانوں کے تاثرات کو الفضل ذمہ داری سے قارئین تک پہنچا رہا ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد ممالک کے سربراہان کو خطوط ارسال فرمائے اور ان کو دنیا میں امن و استحکام کی ضرورت سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان پیغامات اور خطوط کو الفضل نے عوام الناس تک پہنچایا۔

عالمی وباؤں کے مواقع پر الفضل کا ذمہ دارانہ کردار

دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ دنیا کے ایک خطے میں ہونے والا چھوٹا سا واقعہ ساری دنیا کو متاثر کرتا ہے۔ گذشتہ ایک صدی کے دوران اٹھنے والی عالمی وباؤں کے حوالے سے بھی الفضل نے اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھائیں۔ چند ایک کا اختصار سے ذکر کروں گا۔

۱۹۱۸ء میں پہلی جنگ عظیم کا ایک نتیجہ انفلوئنزا کی عالمی وبا کی صورت میں سامنے آیا۔ ہندوستان میں بھی اس کا سخت حملہ ہوا۔ ان ایام میں الفضل نے خلافت کا ترجمان بن کر لوگوں تک حضور کے پیغامات پہنچائے۔ نیز عوام الناس کے مفاد میں بیماری کی updates اور دیگر ضروری امور سے قارئین کو آگاہ کیا۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں عالمی سطح پر ایڈز کی بیماری کا چرچا ہوا اور مغربی ممالک میں غریب افریقن لوگوں کو اس بیماری کے پھیلانے پر مطعون کیا گیا۔ ۳؍ جون ۱۹۹۴ء کے الفضل میں اس کی بابت محمد احمد خان صاحب کا ایک مضمون شائع کیا گیا جس میں اس نظریہ کا سد باب کیا کہ افریقی لوگ یہ بیماری پھیلانے کا باعث ہیں بلکہ جس جگہ اس وائرس کو سازگار حالات ملیں گے وہاں یہ پھیلے گا۔

۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۰ء کی دہائی میں ایک اور بیماری ''برڈ فلو'' کا عالمی طور پر شور اٹھا۔ اس بیماری کی وجوہات، تاریخ اور سد باب کے متعلق مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب کا ایک اہم مضمون ۱۱؍ نومبر ۲۰۰۵ء کو الفضل انٹرنیشنل نے شائع کیا جس میں اس کی مبادیات، پھیلاؤ کی وجوہات اور علاج معالجہ کے متعلق مفید معلومات بیان کی گئیں۔

سال ۲۰۱۹ء کے اواخر میں کورونا کی عالمی وبا نے سر اٹھایا اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وبائی ایام میں بھی الفضل نے اپنی ذمہ دارانہ رپورٹنگ کو جاری رکھا۔ کسی قسم کی افراتفری پھیلانے سے گریز کیا اور خبروں کے کالم میں کورونا کے متعلق گاہے بگاہے updates بھی دیتا رہا۔ نیز احباب جماعت اور قارئین کی صحت، ویکسینیشن اور حفاظتی تدابیر کے حوالے سے متعدد مضامین شائع کیے۔ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے حوالے سے ۱۰؍ اپریل ۲۰۲۰ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ شائع کیا جس میں حضور انور نے تمام احمدیوں کو احتیاط کرنے کی تاکید فرمائی۔

الغرض الفضل کی سو سالہ تاریخ بے لوث سماجی اور سیاسی خدمات سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس باثمر درخت کو بہت ترقی دے اور تمام احمدیوں کو اس کی ترقی میں حتی المقدور اپنا حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

دعائے مستجاب

شکر نعمت، اعمال صالحہ اور اصلاح اولاد کی دعا

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ

(الاحقاف:۱۶)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

الفضل کی تاریخ کا یہ مشکل ترین دور ۱۹۲۳ء سے ۲۰۱۶ء تک ۹۳ سال پر پھیلا ہوا ہے

الفضل قادیان اور ربوہ۔ قانونی قدغنوں، مقدمات اور مخالفین کے منفی پراپیگنڈا کی زدّ میں

(ابو سدید)

میں دعا میں اس نکتے کو یاد رکھتا ہوں کہ الفضل کی زبان محض ۳۲ دانتوں میں نہیں بلکہ ۳۲ دشمن دانتوں میں گھری ہوئی عمدگی سے مافی الضمیر ادا کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے

الفضل۔ مخالفت کی تیز آندھیوں میں ایک تنومند گھنا درخت دلیری اور شجاعت سے اپنے فیوض بانٹ رہا ہے۔

اردو صحافت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ الفضل ہندوستان کی اردو صحافت کا مسلسل شائع ہونے والا واحد اخبار ہے جو ۱۹۱۳ء میں جاری ہوا اور آج اسے دنیا بھر کی اردو صحافت میں قدیمی روزنامہ اخبار ہونے کا ریکارڈ اور شرف حاصل ہے کیونکہ جماعت احمدیہ کا آرگن اور ترجمان اخبار بغیر وقفہ کے منظر عام پر آرہا ہے۔ سوائے ان وقفوں کے جو حکومتوں نے حسد کی آگ میں جلتے ہوئے اس پر قدغن لگا کے زبردستی بند کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے سالار احمدیت اور امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت میں یہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے روپ میں اپنی ترقیات کی منازل بڑی تیزی سے طے کرتا چلا جارہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور خلافت میں آپؓ کی اجازت اور دعاؤں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعاؤں اور کاوشوں سے جاری ہونے والا الفضل بے شمار مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود گذشتہ ایک صدی سے جاری و ساری ہے۔ ۲۰۱۳ء میں اس پر سو سال پورے ہوئے۔ اب یہ ۱۱۰ سال کا درخشاں دور عبور کر رہا ہے، مخالفت کی تیز آندھیوں میں یہ ایک تنومند گھنے درخت کا کردار ادا کر رہا ہے، جس کی چھاؤں میں ایک زمانہ بیٹھتا چلا آیا ہے اور اس کے پھلوں سے سیر ہوکر اپنی دینی و دنیاوی بھوک ختم کی ہے۔ اُردو کا کوئی اخبار خواہ وہ کسی جماعت کا ہی ترجمان کیوں نہ ہو یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ گذشتہ ایک صدی سے جاری ہے، یہ دعویٰ صرف الفضل ہی کرتا ہے جو اس کی روشن تاریخ سے ثابت ہے۔ پھر الفضل کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ تقسیم ہند کے وقت یہ واحد اردو اخبار تھا جو بھارت سے پاکستان منتقل ہوا۔

الفضل کا یہ سو سال کا سفر بہت سی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ مالی و دیگر مشکلات تو ایک طرف رہیں اس کو بہت دفعہ بندشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر سنگین نوعیت کے مقدمات بنائے گئے۔ ڈاک کے ذریعے ترسیل میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ اخبار تقسیم کرنے والے ہاکروں کو دھمکیاں دے کر تقسیم بند کروادی گئی۔ لیکن سب سے افسوسناک پہلو تو یہ ہے کہ یہ کارروائیاں اس اخبار کے خلاف کی گئیں جس نے ہر موقع پر مسلمانوں کے حقوق کی آواز بلند کی۔ بے شمار مواقع پر الفضل نے مسلمانوں کی ترجمانی کا کام بہت خوش اسلوبی اور عمدگی سے انجام دیا جس کی تفصیل طوالت کے خوف سے چھوڑی جاتی ہے۔ تاریخ احمدیت اور خود الفضل کے اوراق اس کے شاہد ہیں نیز غیر از جماعت قارئین بھی اس کے حق میں گواہی دیتے ہیں کہ صرف یہی ایک اخبار تھا جس نے ہر موقع پر مسلمانوں کے حقوق کی آواز بلند کی۔ مسئلہ کشمیر، فلسطین کا مسئلہ، مسلمانوں کی آزادی کی تحریک اور قیام پاکستان کے وقت کی مشکلات میں یہ ہمہ وقت سینہ سپر رہا۔ الفضل نے مسلمانوں اور بلا تفریق مذہب وملت انسانیت کے حق میں آواز بلند کی۔ یہاں تک کہ دوسری جنگ عظیم میں جب جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم گرائے گئے تو انسانیت کے اس بھیانک انداز میں قتل عام پر سب سے پہلے روزنامہ الفضل ہی تھا جس نے اپنے امام اور امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے ذریعے اس کی شدید مذمت کی اور اسے ایک ظالمانہ فعل قرار دیا مگر قیام پاکستان کے بعد بدقسمتی سے الفضل کو ہی سب سے زیادہ مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔

الفضل وہ اخبار ہے جس پر محض خدا کا نام لینے کی پاداش میں بہت سے مقدمات بنائے گئے۔

آغاز سے لے کر ۲۰۱۶ء تک الفضل پر جو مقدمات بنے اور جو مشکلات پیش آتی رہیں ان کی تفصیل پیش ہے۔

الفضل قادیان پر سب سے پہلا مقدمہ قادیان کے دور میں ۲۸؍اگست ۱۹۲۳ء کے شمارے پر ظہیر الدین اروپی نامی شخص کی طرف سے ہتک عزت کا دائر کیا گیا۔ یہ مقدمہ جناب لالہ برکت رام آنریری مجسٹریٹ گوجرانوالہ کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ چنانچہ اس مقدمہ کی پہلی پیشی ۸؍اکتوبر ۱۹۲۳ء کو گوجرانوالہ کی عدالت میں ہوئی۔ الفضل کی طرف سے حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بطور وکیل پیش ہوتے رہے یہ مقدمہ تقریباً ۷ ماہ تک گوجرانوالہ کی عدالت میں زیر سماعت رہا۔ آخر کار ۲۲؍اپریل ۱۹۲۴ء کو مجسٹریٹ نے استغاثہ خارج کرتے ہوئے لکھا کہ استغاثہ کو بے بنیاد اور فضول قرار دیتا ہوں اور ڈسمس کرتا ہوں۔ نیز مستغیث کے متعلق لکھا کہ وہ وجہ بتائے کہ اس کے اس ناحق استغاثہ کی وجہ سے مستغاث علیہم کو کیوں معقول ہرجانہ نہ دلایا جائے۔ (الفضل مورخہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء)

مکرم غلام نبی صاحب اس وقت کے ایڈیٹر روزنامہ الفضل کے مطابق الفضل قادیان پر دوسرا مقدمہ غیر مبائعین کی طرف سے ایک مضمون کی اشاعت پر دائر کیا گیا۔ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا۔

اس دوران ایڈیٹر الفضل کے خلاف پیغام صلح میں ایک مضمون لکھا گیا۔ جس کی بنا پر پیغام صلح پر مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بالکل مساوی الفاظ میں مصالحت نامہ لکھا گیا اور مقدمات سے دستبرداری دے دی گئی۔ اس مقدمہ میں بھی آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب الفضل کی طرف سے پیش ہوتے رہے۔

قادیان کے دور کا تیسرا مقدمہ جو احرار کی طرف سے الفضل کے ایک نوٹ کی بنا پر دائر کیا گیا اس کا ۱۹۳۹ء میں فیصلہ ہوا۔ ایڈیٹر کو ۱۵ روپیہ جرمانہ یا دو ماہ قید سخت اور پرنٹر کو ۲۵ روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔ (روزنامہ الفضل ۲۸؍دسمبر ۱۹۳۹ء)

تقسیم ہند کے وقت تحریک پاکستان کے دوران روزنامہ الفضل نے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں قیام پاکستان کے لیے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد روزنامہ الفضل لاہور اور پھر ربوہ سے شائع ہونے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد روزنامہ الفضل میں کشمیر کے الحاق اور پاکستان کے مفادات کے تحفظ کے حوالے سے بعض اداریے شائع کیے گئے جس پر بھارتی حکومت نے روزنامہ الفضل کا بھارت میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔ تاہم کچھ عرصہ بعد یہ پابندی اٹھالی گئی۔ (بحوالہ سفر حیات از مسعود احمد دہلوی صاحب صفحہ ۲۵۲)

تاریخ کا جائزہ لیں تو آغاز سے ۱۹۳۹ء تک الفضل پر تین مقدمات بنائے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کے لیے الفضل کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ تاہم بدقسمتی سے پاکستان کی مخالفت کرنے والے ملاؤں اور نام نہاد سربراہوں کے گروہ نے سیاستدانوں کی ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے دوبارہ متحرک ہونا شروع کر دیا اور جماعت پر ۱۹۵۳ء کے فسادات کا پرآشوب دور مسلط کر دیا گیا۔ اور روزنامہ الفضل کی اشاعت پر بھی ایک سال کے لیے پابندی لگادی گئی۔ ۲۷؍فروری ۱۹۵۳ء کا شمارہ آخری شمارہ تھا جو لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ۲۸؍فروری ۱۹۵۳ء کا شمارہ جو کہ پریس میں جاچکا تھا اس کی اشاعت زبردستی رکوادی گئی۔

اس بندش کے دوران ۳۰؍مارچ ۱۹۵۳ء کو کراچی سے روزنامہ المصلح جاری کیا گیا جو الفضل کا ہی دوسرا ایڈیشن تھا اس کی اشاعت کا انتظام ادارہ الفضل ہی کرتا تھا۔ پھر ایک سال کی جبری بندش کے بعد ۱۵؍مارچ ۱۹۵۴ء سے الفضل دوبارہ پوری آب وتاب کے ساتھ لاہور سے شائع ہونا شروع ہوگیا اور ۳۱؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو الفضل ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع ہونے لگا۔ الفضل کا دفتر دارالرحمت غربی ربوہ میں تھا۔ ربوہ منتقل ہونے کے بعد بھی پریس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے الفضل کو ناحق طور پر دباؤ میں رکھنے کے لیے تنبیہات پر مشتمل چٹھیاں بھجوائی جاتی رہیں۔ ہر چند کہ الفضل کی طرف سے پریس ڈیپارٹمنٹ سے تحریری استفسار کیا جاتا رہا کہ اسے بتایا جائے کہ الفضل میں شائع ہونے والے کس مواد سے بے احتیاطی کا پہلو اجاگر ہو رہا ہے۔ مگر اس کا جواب آنے کی بجائے دوبارہ ایک تنبیہی چٹھی موصول ہوجاتی۔ یاد رہے کہ ۱۹۵۳ء۔ ۱۹۸۴ء۔ ۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۵ء میں جبری بندش ہوئی اور اب دسمبر ۲۰۱۶ء سے پنجاب حکومت کی طرف سے اس کے پرنٹ کرنے پر غیر قانونی پابندی لگادی گئی ہے۔

۱۹۷۴ء میں بھی الفضل کو مشکلات سے دوچار کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ ریلوے سٹیشن پر ہونے والے واقعہ کے بعد حکومت نے کچھ دنوں بعد ان واقعات کی اشاعت پر پابندی لگادی اور اس کو بنیاد بناکر ربوہ الفضل کے دفتر پر پولیس کی بھاری نفری نے چھاپہ مارا جس نے الفضل کی پوری عمارت کو گھیرے میں لے لیا گیا اور بعض اہلکار دفتر کی چھت پر بھی چڑھ گئے۔ اسی طرح ایڈیٹر الفضل کو بھی تھانہ ربوہ میں بلاکر ہراساں کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔

پھر ۱۹۷۹ء میں فرعون وقت ضیاء الحق کا جو تاریک دور شروع ہوا اس میں پاکستان کے بالعموم سارے اخبارات کے لیے ہی مشکلات کھڑی کر دی گئیں، آزادئ صحافت پر پہرے بٹھا دیے گئے۔ اخبارات پر سینسر شپ عائد کر دی گئی اور روزانہ چیف سینسر کے دفتر میں اخبارات کی کاپی پیش کر کے اجازت کو ضروری قرار دے دیا گیا۔ لاہور کے اخبارات کے لیے تو مسئلہ نہ تھا کیونکہ چیف سینسر کا دفتر لاہور میں ہی تھا لیکن ربوہ سے روز الفضل کی کاپی لاہور لے جانے اور وہاں پر پیش کر کے اجازت کے بعد واپس لاکر شائع کروانے کے حوالے سے الفضل کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

سینسر شپ کے اس دور میں الفضل کا شائع ہونا اپنی ذات میں ایک معجزہ تھا۔ جس کے کئی واقعات تاریخ کا حصہ ہیں۔

پھر ۱۹۸۴ء کا وہ پُرآشوب دور آیا جو پاکستان کی تاریخ کا بھی بدترین دور تھا۔ الفضل کو اس دور میں سب سے طویل بندش اور بہت سے مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اس دور میں الفضل پر سب سے پہلا مقدمہ ۱۹۸۲ء میں قائم کیا گیا اس کے بعد بھی ایک مقدمہ قائم ہوا لیکن یہ مقدمات جلد ہی خارج ہوگئے۔

پھر اس کے بعد ۲۹؍اگست ۱۹۸۴ء کو روزنامہ الفضل کو صوبائی حکومت کی طرف سے اظہار وجوہ کا نوٹس بھجوایا گیا جس میں یہ کہا گیا کہ الفضل کے بعض شماروں میں

قابل اعتراض مواد شائع ہوا ہے اور اس نوٹس میں قابل اعتراض مواد کی جو تفصیل دی گئی وہ انتہائی دلچسپ اور مضحکہ خیز ہے، مثلاً یہ کہ الفضل میں نماز تراویح کے بارے میں اعلان شائع ہوا ہے، یہ بھی قابل اعتراض ٹھہرایا گیا کہ الفضل میں اخبار احمدیہ کیوں لکھا گیا، اور یادرفتگان کے حوالے سے ایک شخص نے اپنے والد صاحب کے بارے میں مضمون لکھا جس کا عنوان تھا پیارے اباجان مرحوم۔ اس کو قابل اعتراض گردانا گیا۔ اور حکم ہوا کہ دس روز کے اندر تیس ہزار روپیہ جمع کروائیں۔ اس کے بعد ۱۲؍ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ضیاء الاسلام پریس جہاں سے الفضل شائع ہوتا تھا اس کو سیل کر دیا گیا بعد ازاں جنوری ۱۹۸۵ء میں اخبار کا ڈیکلریشن بھی منسوخ کر دیا گیا۔ روزنامہ الفضل پر یہ پابندی کا طویل ترین دور تھا جو کہ ۳سال گیارہ ماہ اور ۹دن پر محیط تھا۔

الفضل تقریباً ۴سال کے بعد ۲۸؍ نومبر ۱۹۸۸ء کو دوبارہ جاری ہوا۔ پہلے پرچے کے لیے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لندن سے خصوصی پیغام ارسال فرمایا جس کو پہلے صفحہ پر نمایاں طور پر شائع کیا گیا۔ حضورؒ اپنے پیغام کی ابتدا میں فرماتے ہیں: ''جماعت احمدیہ نے تکلیفوں کا جو لمبا زمانہ بڑے صبر سے برداشت کیا ہے اور اب تک برداشت کرتی چلی جارہی ہے اس سے بکثرت احمدیوں کو جو اصلاح نفس کی توفیق ملی ہے اور تعلق باللہ میں اضافہ ہوا ہے وہ بلاشبہ ابتلاء کا ایک عظیم پھل ہے۔ مگر میں اللہ کی رحمت سے بھاری امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کی یہ رات جلد ختم ہوگی اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی ایک نئی صبح طلوع ہوگی''۔ پھر حضورؒ فرماتے ہیں: ''الفضل جس صبح صادق کا پیغام لے کر آج آپ کے ہاتھوں تک پہنچا ہے اللہ تعالیٰ اسے جلد تر روز روشن میں تبدیل فرمادے اور تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے نور سے روشن ہوجائے۔''

۱۹۸۲ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک ۳۴؍ سال میں الفضل پر ۴۲؍ مقدمات قائم کیے گئے۔ مقدمات کی ایف آئی آرز میں جس قابل اعتراض مواد کو مقدمہ کی وجہ قرار دیا جاتا رہا وہ بھی انتہائی دلچسپ ہیں، جب پاکستان کے افق پر چھائے ہوئے تاریک بادلوں کی جگہ حقیقی نور پھیلے گا تو اس وقت کے لوگوں کا ذہن اس امر کو مشکل سے ہی تسلیم کرے گا کہ ان چیزوں پر بھی الفضل کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔

چونکہ پاکستان کے ایک قانون کے مطابق احمدی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اس لیے الفضل پر یہ الزام نہیں تھا کہ خود کو مسلمان کہا بلکہ مقدمات اس وجہ سے بنے کہ الفضل میں ایسا مواد شائع کیا گیا جس سے خود کو مسلمان ہونا ظاہر کیا گیا۔

۱۹۸۸ء میں قائم ہونے والے ایک مقدمہ میں ایک مخالف نے ڈی ایس پی صاحب کو درخواست دی کہ ایڈیٹر اخبار مکرم نسیم سیفی صاحب روزنامہ الفضل ربوہ کی کاپیاں پھاٹک پر مفت تقسیم کر رہے تھے۔ ایک شمارہ میں نے حاصل کر کے روبرو گواہان پڑھا۔ جس کے سرنامہ پر قرآنی آیات تحریر ہیں۔ چنانچہ اس بات پر اخبار کے ایڈیٹر اور پبلشر وغیرہ پر مقدمہ درج کرلیا گیا۔

پھر ۱۹۸۸ء میں ہی قائم ہونے والے ایک مقدمہ میں یہ الزام تھا کہ اخبار نے مرزائیوں کو مومن اور مرزائیت کو ہدایت اور سچائی کا پیغام لکھا ہے۔

۱۹۸۸ء میں ایک مخالف احمدیت کی درخواست پر مقدمہ درج کیا گیا۔ اس درخواست میں تحریر تھا کہ روزنامہ الفضل ربوہ جو کہ قادیانیوں کا ترجمان ہے۔ ۱۲/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء کو حکومت نے بند کر دیا تھا مورخہ ۲۷/۱۱/۱۹۸۸ء کو ربوہ سے دوبارہ شائع ہوگیا ہے۔ جو روزانہ کی اشاعت سے لے کر اب تک مسلسل ہم مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر رہا ہے۔ سرورق پر قرآنی آیات تحریر ہوتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

۱۹۸۹ء میں تحفظ ختم نبوت کے ایک کارکن کی درخواست پر قائم ہونے والے ایک مقدمہ میں الزام یہ تھا کہ اخبار الفضل ربوہ بلاناغہ مسلسل، خطبہ جمعہ، نماز، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم، حدیث اور آیات قرآن اور اس قسم کے اسلامی الفاظ و اصطلاحات لکھ رہا ہے جو کہ امتناع قادیانی آرڈیننس کی خلاف ورزی ہے۔ اس پر الفضل کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

۲۱؍ جون تا ۲۰؍ اگست ۱۹۹۰ء الفضل پر پابندی لگا دی گئی۔ ۷؍ فروری تا ۸؍ مارچ ۱۹۹۴ء الفضل کے ایڈیٹر نسیم سیفی صاحب، پبلشر و مینیجر آغا سیف اللہ صاحب اور پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب کو ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر اور مینیجر کے ساتھ اسیر راہ مولیٰ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

۶ تا ۱۰؍ اگست ۲۰۰۵ء الفضل پر پابندی عائد رہی۔ اس دوران چنیوٹ پولیس کی بھاری نفری نے ڈی ایس پی کی سرکردگی میں پہلے ضیاء الاسلام پریس ربوہ پر چھاپہ مار کر سیل کیا پھر روزنامہ الفضل ربوہ کے دفتر میں آ دھمکی، پولیس کی چار پانچ گاڑیوں میں پولیس کانسٹیبل موجود تھے جنہوں نے دفتر کے احاطہ میں چاروں طرف پھیل کر ڈیوٹی دی۔ اس وقت کے نائب ایڈیٹر اور سیکرٹری بورڈ الفضل دفتر کے احاطہ میں پولیس والوں کے درمیان کھڑے ڈی ایس پی کے سامنے پیش ہوئے۔ اور اس کے مختلف سوالوں کے جواب دیے اور اس کو مطمئن کیا۔ اسی دورے میں پولیس نے پرنٹر الفضل کے مکان کو گھیرے میں لے کر ان کو گرفتار کیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ گھیرا اتنا سخت تھا کہ جیسے کسی خطرناک دہشت گرد کو گرفتار کیا جارہا ہو۔

۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۵ء الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف ۱۰۰ کے قریب مقدمات درج کیے گئے۔ جو ایک ریکارڈ ہے۔ ۲۰۱۶ء کے مقدمات اس کے علاوہ ہیں۔ فروری ۲۰۱۲ء میں مقامی انتظامیہ کی طرف سے روزنامہ الفضل کے ڈیکلریشن کی منسوخی کے حوالے سے نوٹس دیا گیا جس پر اعلیٰ عدلیہ سے رجوع کر کے الفضل کو حکم امتناعی لینا پڑا۔

۶؍ دسمبر ۲۰۱۶ء۔ روزنامہ الفضل کا سالانہ نمبر بعنوان ''صبر و استقامت'' جو ۳۰؍ دسمبر ۲۰۱۶ء کو منظر عام پر آنا تھا دوران پرنٹنگ ہی ضیاء الاسلام پریس ربوہ پر چھاپہ مار کر پولیس نے اس کی اشاعت (اُس وقت تک جو فرمے شائع ہوچکے تھے) پر قبضہ کرلیا اور پریس کو جبری بند کر دیا گیا۔ صرف یہ ہی نہیں پاکستان کا قدیم ترین پریس ضیاء الاسلام پریس کو بھی زبردستی سیل کر دیا گیا۔ اس کارروائی سے دشمن کی یہ خام خیالی ہے کہ وہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی پبلیکیشنز کی اشاعت میں روک ڈال کر اس کی ترقیات کا دروازہ بند کرسکتا ہے۔ اس کو اس بات کا گمان بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضلوں، احسانوں اور انعامات کی ایسی بارشیں نازل فرمائی ہیں اور فرماتا چلا جارہا ہے جو کسی بھی دنیاوی چھتری سے رکنے والی نہیں ہیں۔ ایک دروازہ بند ہوا تو سو بلکہ ہزاروں دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیے ہیں۔ دنیا بھر میں اسلام احمدیت کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر شائع کیا جارہا ہے اور کروڑوں لوگوں کے گھروں تک پہنچ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی ہے۔ دشمن تو نادان، جاہل اور شدت پسند خیالات رکھنے والا ہے اسے کیا خبر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کون سی بلندیاں عطا فرمادی ہیں۔ وہ کیا اس کے لگے بندھے اور آنے والی نسلیں جماعت کا بال بھی اب بیکا نہیں کرسکتیں۔

بات ہو رہی تھی الفضل پر عائد ہونے والی قدغنوں اور اس پر بنائے جانے والے جھوٹے مقدمات کی۔ الفضل کی تاریخ کا یہ مشکل ترین دور جو ۱۹۲۳ء سے ۲۰۱۶ء تک ۹۳سال پر پھیلا ہوا ہے، اس میں صرف مقدمات ہی نہیں بلکہ الفضل کو قارئین تک پہنچنے سے روکنے کے لیے مخالفین کی طرف سے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے رہے ہیں۔ الفضل اخبار چونکہ احمدی احباب کے لیے شائع ہوتا تھا جو کہ پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان تک اخبار پہنچانے کا ایک سستا ذریعہ ڈاک یعنی سرکاری محکمہ پاکستان پوسٹ کے ذریعے بھجوانے کا طریق تھا جو کہ مجبوراً الفضل کو ترک کرنا پڑا کیونکہ ڈاک کے ذریعے الفضل کے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیے جاتے۔ یا ان کی ترسیل میں غیرمعمولی تاخیر کی جاتی۔

پھر بعض بڑے شہروں میں جہاں جماعت کے افراد کی تعداد زیادہ ہے وہاں ہاکروں کے ذریعے بھی الفضل پہنچایا جاتا تھا۔ لیکن گذشتہ کچھ عرصہ سے مخالفین احمدیت کی طرف سے ان ہاکروں کو دھمکیاں دی گئیں اگر انہوں نے الفضل کو گھروں تک پہنچایا تو بھیانک نتائج کی ذمہ داری ان کی اپنی ہی ہوگی جس کی وجہ سے وہ ڈر گئے اور الفضل کی ترسیل اس ذریعے بھی روکنا پڑی۔ فیصل آباد میں ایک ہاکر اور ایجنسی ہولڈر اصغر صاحب کو مارا پیٹا بھی گیا۔ ۱۰؍ اپریل ۲۰۱۳ء کو تھانہ اسلام پورہ لاہور میں الفضل کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ جس میں ۶ افراد کے نام شامل تھے۔ ۴ گرفتار ہوگئے۔ ان میں سے ۲ کی ۴ ماہ بعد ضمانت ہوگئی۔

آزادی صحافت اور آزادی اظہار کے اس دور میں جماعت احمدیہ کی صحافت کا گلا گھونٹنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا لیکن ان سب امور کے برعکس قیام پاکستان سے قبل مسلم صحافت کی آزادی پر جب بھی کوئی قدغن لگانے کی کوشش کی گئی، یہ کوشش خواہ حکومت کی طرف سے ہو یا مسلم لیگ مخالف جماعتوں کی طرف سے ہوئی ہو، الفضل نے کمال جرأت اور بہادری سے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ آزادیٔ صحافت کی جدوجہد میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ کام کیا اور جب کانگرس کی طرف سے بعض مسلمان اخباروں مثلاً انقلاب اور سیاست کو بند کر دینے کا نوٹس جس سے کانگرس کی غرض یہ تھی کہ مسلمان اخبارات جو کانگریسی شورش کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہے تھے ان کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اس طرح مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی مفادات کو سخت نقصان پہنچایا جائے اس نازک موقع پر لاہور کے مسلمان اخبارات انقلاب و سیاست کو کانگریس کے تشدد سے بچانے کے لیے جماعت نے اپنی خدمات پیش کیں۔ چنانچہ ناظر صاحب امور خارجہ قادیان نے اخبار انقلاب و سیاست کو حسب ذیل تار دیا۔

''جماعت احمدیہ کو یہ سُن کر افسوس ہوا کہ کانگرس کے یہ رضاکار آپ کے دفتر میں پہرا بٹھانے کی دھمکی دے رہے ہیں اس لیے جماعت احمدیہ قادیان حسب ضرورت اپنے آدمیوں کو لاہور بھیجنے کے لیے بالکل تیار ہے تا کہ وہ کانگرس کے جارحانہ اقدام کے مقابلہ میں اخبارات کی حفاظت کریں۔''

ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے دی جانے والی اس ٹیلیگرام کو اخبار الفضل نے شائع بھی کیا۔

یہ تار اردو صحافت کے معروف اخبار ''انقلاب'' نے اپنے ۱۹؍ مئی ۱۹۳۰ء کے پرچے میں ''احمدی بھی انقلاب کی حفاظت کے لیے تیار ہیں'' کے عنوان سے نمایاں طور پر شائع کی اور لکھا: ہم جماعت احمدیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کی طرح ہر مسلمان اس خادم جریدے کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہے۔ جب تک ملت اسلامیہ انقلاب کی پشت پناہ ہے انقلاب کو کفر کی طاقتیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں''۔ (اخبار انقلاب مورخہ ۲۹؍ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ نمبر ۱ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۹۶ و ۱۹۷ء)

اس تار کے جواب میں اخبار سیاست کے ایڈیٹر جناب سید حبیب صاحب کی طرف سے بھی شکریہ کا خط موصول ہوا۔

آزادی صحافت کے بین الاقوامی قوانین کے برعکس روزنامہ الفضل پر آئے روز قدغنیں لگتی رہیں۔ دیگر مشکلات کے ساتھ ساتھ بہت سے مقدمات قائم کیے گئے جو کہ کسی بھی اخبار پر قائم ہونے والے مقدمات کے لحاظ سے ریکارڈ ہے۔ ان میں سے صرف ۳ مقدمات قیام پاکستان سے قبل قائم ہوئے جبکہ ۴۲ مقدمات ۱۹۸۲ء کے بعد بنائے گئے۔ اگر ان کا جائزہ لیں تو ۱۹۸۹ء میں الفضل پر سب سے زیادہ مقدمات قائم کیے گئے جن کی تعداد ۱۴ تھی۔ جب کہ ۱۹۹۲-۹۳-۹۴ء میں ۱۵ مقدمات قائم کیے گئے۔ الفضل کے قیام سے لے کر اس وقت تک الفضل کو کل ۴۵ مقدمات کا سامان کرنا پڑا۔ دو دفعہ الفضل کو جبری طور پر بند کر دیا گیا۔ الفضل جن حالات میں شائع ہوتا رہا ہے اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۹۸۹ء میں الفضل کے ایڈیٹر جناب نسیم سیفی صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرمایا: ''میں دعا میں اس نکتے کو یاد رکھتا ہوں کہ الفضل کی زبان محض ۳۲ دانتوں میں نہیں بلکہ ۳۲ دشمن دانتوں میں گھری ہوئی عمدگی سے ما فی الضمیر ادا کرنے کی توفیق پارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے۔'' (مکتوب ۱۸؍ جنوری ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مندرجہ بالا دعا قبول فرمائے اور الفضل کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

(نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں، تاریخ احمدیت، الفضل کے مختلف شمارے بشمول صد سالہ جوبلی نمبر، قدیم اخبارات، سفر حیات از مسعود احمد دہلوی اور الفضل کی دفتری فائلوں نیز اپنی یادداشت کے ذریعہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

☆...☆...☆

تاریخ احمدیت الفضل کے آئینے میں



پونے چار لاکھ مسلمانانِ پونچھ (کشمیر) کی داستانِ مظلومیت

حالاتِ گزشتہ۔ موجودہ نظم و نسق اور ریاست کے متعلق بہترین تجاویز

کشمیر کے مسلمانوں کی بہبود کے لیے جماعت احمدیہ کی کاوشوں کا تذکرہ



THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

۱۹۲۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے پہلے سفر یورپ پر قادیان سے روانگی کی رپورٹ



ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تحریر مبارک کا الفضل کے سرورق پر عکس



الفضل

انٹرنیشنل احمدیہ ٹیلیویژن کی باقاعدہ نشریات

دنیا بھر میں ٹی وی کو ان اعلیٰ مقاصد کیلئے استعمال نہیں کیا جا رہا جن کیلئے ہم کر رہے ہیں

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی باقاعدہ اشاعت شروع ہو گئی

ایم ٹی اے اور الفضل انٹرنیشنل کے اجرا کی خبر کی اشاعت



نامہ تبشیر

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

دس ہزار نو احمدی

تشریح

افریقہ میں دس ہزار سعید روحوں کی قبول احمدیت کا ایمان افروز ذکر



THE DAILY ALFAZL QADIAN

روزنامہ الفضل قادیان

۱۹۳۵ء میں فتنہ احرار کے دوران احمدیوں کے متعلق ایک غلط خبر کی تردید

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصے میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کیے جاتے ہیں۔

اخبار الفضل کا صدسالہ جوبلی سوونیئر (۱۹۱۳ء۔ ۲۰۱۳ء)

اخبار ''الفضل'' کا آغاز قادیان سے بطور ہفت روزہ کے ہوا اور عزم و ہمّت کی ایک داستان رقم کرتے ہوئے بتدریج روزنامہ کی حیثیت اختیار کی۔ پھر تقسیم ہند کے نتیجے میں ہجرت کے زخم اٹھاکر دوبارہ ربوہ سے جاری رہا اور تعصّب کی آندھیوں میں ہرقسم کی ناجائز پابندیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور اپنی بقا کی جنگ لڑتے ہوئے ربوہ کے ساتھ ساتھ لندن سے بھی انٹرنیشنل اخبار کی حیثیت سے شائع ہونے لگا۔ اس اخبار کی سو سالہ تاریخ بلاشبہ ہزاروں منفرد واقعات اور معجزات سے لبریز ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر ہرقسم کے نامساعد حالات میں بھی یہ اخبار تمام تر اندرونی مسائل اور بیرونی خطرات سے بخوبی نبرد آزما ہوتے ہوئے کامیابی کی منازل طے کرتا رہا کیونکہ اس کی بنیاد ایک اولوالعزم الٰہی بشارات کے حامل وجود نے رکھی تھی۔ اس کی سرپرستی اور راہنمائی حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی مسند پر فائز مقدس وجودوں نے کی تھی اور اس اخبار کی اشاعت کا مقصد حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے دعوے اور آپؑ کی تعلیمات کی اشاعت کرتے ہوئے تبلیغ و تربیت کا فرض ادا کرنے کی کوشش کرنا تھا۔

۲۰۱۳ء میں اخبار ''الفضل'' کی اشاعت کی ایک صدی مکمل ہونے پر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ نے اخبار کی صدسالہ زرّیں تاریخ کے منتخب پہلوؤں کو یکجا کرکے پونے چارصد صفحات پر مشتمل ایک ضخیم صدسالہ جوبلی سوونیئر شائع کیا ہے۔ آج یہی خاص اشاعت ہمارے زیرنظر ہے۔ دیدہ زیب سرورق کے علاوہ بھی اخبار میں متعدد رنگین صفحات شامل ہیں جن پر تاریخی تصاویر طبع کی گئی ہیں۔ الفضل کے حوالے سے تربیتی اور تاریخی مضامین، نامور شعراء کا منظوم کلام اور بہت سے ایسے احباب کے تاثرات شامل اشاعت ہیں جن سے اخبار الفضل کی اہمیت روشن ہوتی ہے بلکہ یہ احساس جاگزیں ہونے لگتا ہے کہ اگر یہ اخبار جاری نہ ہوتا تو افرادِ جماعت احمدیہ کی تربیت میں ایک ایسا ذاتی اور اجتماعی خلا واقع ہوسکتا تھا جس کا مداوا کسی اَور ذریعے سے شاید ممکن نہ ہوتا۔ خلافت احمدیہ کے عظیم الشان روحانی منصب اور خلیفۂ وقت کے بابرکت وجود کے ساتھ احباب جماعت کے رابطے اور تعلق کو اُستوار کرنے اور مضبوط تر کرنے میں اخبار الفضل اور دیگر احمدی اخبارات و رسائل کی قابل قدر کوششیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ پس اس خصوصی اشاعت سے اخبار کو جاری کرنے اور پھر جاری رکھتے چلے جانے کی بےلوث مساعی بجالانے والے تمام تر مخلصین کے لیے دل سے محبت بھری دعا بھی اٹھتی ہے۔ خداتعالیٰ اس سرسبز شجر کو مزید باثمر کرے اور خلافت احمدیہ کی راہنمائی میں یہ اُن مقاصد عالیہ کو حاصل کرنے والا ہو جن کے پیش نظر اسے جاری کیا گیا تھا۔ آمین

اخبار ''الفضل'' ربوہ کے صدسالہ جوبلی سوونیئر میں شامل اشاعت اہم تاریخی مضامین کا خلاصہ تو مستقبل میں کسی وقت اس کالم کی زینت بنایا جائے گا، تاہم فی الوقت مختلف مضامین اور نظموں میں سے ایک خوبصورت اور ایمان افروز انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

☆ ☆ ☆

محترم مولانا عطاءالمجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۶۷ء میں مجھے مری میں دو دیگر دوستوں کے ہمراہ وقف عارضی پر جانے کا موقع ملا تو ایک روز خیال آیا کہ اس علاقے میں پیر صاحب موہڑہ شریف کا مرکز بھی دیکھا جائے۔ چنانچہ ہم تینوں کوہ مری کے نشیب میں پہاڑوں کے دامن میں اتر گئے اور کافی لمبا سفر کرنے کے بعد بالآخر منزل پر پہنچ گئے۔ پیر صاحب فرشی قالین پر گدی پر بیٹھے تھے۔ درمیانی عمر، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کھلے ذہن کے مالک تھے۔ بہت اچھے ماحول میں بات چیت ہوئی۔ ہم نے اپنا تعارف کروایا تو بہت خوش ہوئے اور بتایا کہ وہ احمدیت سے خوب متعارف ہیں۔ یہ ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اس قالین کا (جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے) ایک کونہ اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس کے نیچے الفضل اور الفرقان کے تازہ پرچے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دونوں جرائد اُن کے پاس باقاعدہ آتے ہیں اور وہ بڑے شوق سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ساتھ ہی کہنے لگے کہ مَیں ان جرائد کو قالین کے نیچے رکھتا ہوں تاکہ باقی لوگوں کی نظر نہ پڑے۔

ایک اور بڑا دلچسپ اور یادگار فائدہ جو مَیں نے ذاتی طور پر الفضل سے حاصل کیا وہ یہ ہے کہ سکول میں اندراج کے وقت میری پیدائش کی تاریخ کا جو اندراج ہوا وہ کسی وجہ سے درست نہیں تھا۔ پیدائش کا سن تو قطعی طور پر معلوم تھا۔ ایک دن مَیں نے خلافت لائبریری جاکر ۱۹۴۳ء کی جلد نکالی اور جولائی سے اخبارات دیکھنے شروع کیے۔ ۱۲؍ستمبر کے اخبار میں مجھے یہ ذکر مل گیا تو بےحد خوشی ہوئی۔ اس میں میرا تاریخی نام مختار الملک (۱۳۶۲ھ) لکھا ہے۔ میرے ابا جان (حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری) نے مجھے بتایا کہ میرا یہ تاریخی نام حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب مرحوم نے نکالا تھا۔ بہرحال الفضل کی برکت سے یہ خوشی کا موقع میسر آیا اور اُس وقت یہ خیال بھی آیا کہ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنی ولادت کا اعلان خود اپنی آنکھوں سے پڑھا ہو۔

☆ ☆ ☆

محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس صاحبہ کے کلام میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یہ خزانہ ہے جو ہے سارے کا سارا آپ کا
یہ جریدہ اور اس کا ہر شمارہ آپ کا
حضرتِ فضلِ عمر کے عزم و ہمّت کا نشاں
حوصلے بڑھا رہا ہے ہر اشارہ آپ کا
راہ سے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھلاتا رہا
بحرِ ظلمت میں ہے یہ روشن مینارہ آپ کا
ترجماں اہلِ وفا کا یہ رہا ہر دَور میں
اس نے ہر اِک عہد میں قرضہ اُتارا آپ کا

☆ ☆ ☆

مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ رقمطراز ہیں کہ اخبار الفضل ۱۹۱۳ء کے بعد اپنے اجرا سے لےکر آج تک جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک بنیادی مأخذ سمجھا جاسکتا ہے۔ جماعت کی تاریخ میں پیش آنے والے تمام اہم واقعات، ان کا پس منظر اور تمام ابتلا، جماعت کی استقامت، خلیفہ وقت کی رہنمائی۔ ان تمام امور کی بنیادی معلومات مؤرخ کو صرف الفضل سے حاصل ہوسکتی ہیں۔ خلفائے وقت کے خطبات و خطابات کا بنیادی حوالہ اور سند الفضل ہی ہے۔ قادیان میں ریلوے لائن کب پہنچی، قادیان ریلوے سٹیشن پر بیرونی ممالک سے آنے والے مبلغین کے استقبال کی داستانیں، حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کا دورہ انگلستان سے واپسی پر استقبال کا حال بنیادی طور پر الفضل میں ہی ملے گا۔ خلافتِ ثانیہ کے انتخاب پر پیش آنے والے واقعات، ۱۹۳۰ء کی دہائی میں احرار کی فتنہ سامانیوں کا احوال، انگریز گورنر کی طرف سے احرار کی پشت پناہی کے شواہد بھی الفضل سے ملیں گے۔ یہی حال دیگر دنیاوی معلومات کا ہے۔ چنانچہ مجھے درسی علم حاصل کرنے کا زیادہ موقع نہیں ملا مگر اپنی زندگی کے ہر دَور میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو ہمیشہ اپنے ہم نشینوں اور ساتھیوں سے بہتر مقام پر محسوس کیا ہے اور اپنے ساتھیوں کو اس بات کا اقرار کرتے ہوئے پایا ہے۔ چنانچہ بار روم میں میرے حلقۂ احباب میں سب علم دوست بہت اچھا معالعہ رکھتے تھے۔ ایسی ہی ایک نشست میں اسلام اور عصری مسائل پر گفتگو ہوئی تو راجہ ظفرالحق (جو خود بھی اسلامی علوم میں ذوق رکھتے تھے) بےساختہ پوچھنے لگے کہ جتنے مسائل ہماری مجلس میں زیر بحث آئے ہیں ہمیشہ ہم نے عصری مسائل اور اسلام پر تمہاری معلومات کو نت نئی معلومات سے ہم آہنگ پایا ہے آخر یہ تفصیلی مطالعہ کا وقت کہاں سے نکالتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ مطالعہ کے وقت اور بھاری بھرکم کتب دیکھنے کا موقع تو نہیں ملتا مگر اخبار الفضل کے باقاعدہ مطالعہ سے یہ باتیں علم میں آتی رہتی ہیں جو حضرت خلیفۃالمسیح کے خطابات میں یا الفضل کے مضامین میں بڑے عام فہم انداز میں مل جاتی ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی تھی۔ جماعت میں ہر ذوق اور علم سے تعلق رکھنے والے احباب پائے جاتے ہیں اور وہ اپنا حاصلِ مطالعہ الفضل میں لکھتے رہتے ہیں۔ سائنس کے مضامین، علمِ ہیئت سے تعلق رکھتے ہوں، انسانی نفسیات سے متعلق ہوں، کسی نہ کسی رنگ میں ان پر نئی تحقیقات الفضل میں جگہ پاجاتی ہیں۔

☆ ☆ ☆

مکرم مقصود احمد منیب صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

زندگی بخش ہے فضل کی نہر ہے
نُور کی لہر ہے علم کا شہر ہے
ہے یہ جُوئے سعادت رواں دیکھیے
دَجل کی دھوپ میں ماہ ہے مہر ہے
دعوتِ فکر ہے تیری ہر اِک ادا
روشنی ابتدا، روشنی انتہا
تجھ میں ذکرِ خدا کی انوکھی صدا
تجھ میں عشقِ محمدؐ کا ہے معجزہ
عاجزانہ دعائیں ہماری ہیں یہ
فیض کی تیری لہریں یہ چلتی رہیں
عمر سو سال اب جب کہ تیری ہوئی
فضل کی تیری نہریں یہ بہتی رہیں

☆ ☆ ☆

مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خان صاحب (امریکہ) تحریر کرتے ہیں کہ بچپن میں ابّاجی ہمیں الفضل سے کچھ سناتے اور کچھ ہم سے پڑھواتے، پھر ایسی عادت ہوئی کہ ہم مسجد کی الماری میں پڑے ہوئے الفضل کے پرانے شماروں سے بھی استفادہ کرنے لگے۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات کے دوران الفضل پر پابندی لگی تو بھی مسجد کی الماری میں رکھے پرانے الفضل روحانی مائدہ کا کام دیتے رہے۔ چند مہینوں کے بعد بندش ختم ہوئی تو اُنہی دنوں حضرت مصلح موعودؓ کے وقف زندگی کے موضوع پر تین چار خطبات الفضل میں شائع ہوئے۔ یہ خطبے پڑھ کر ابّاجی کئی دن بےتاب سے رہے، ایسا لگتا تھا کہ آپ کے ذہن پر کچھ بوجھ ہے۔ آخر ایک دن آپ نے مجھے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۹؍جون ۲۰۱۴ء میں مکرم عبدالحمید خلیق صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے جو جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کے حوالے سے کہا گیا ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

''درشن کو آجاؤ'' پیارے جاناں کا پیغام ملے
بےکل ہے دل میرا اس کو چَین ملے آرام ملے
میری خاطر بھی اب ساقی میخانہ کھل جائے تو
دید کی پیاسی ان آنکھوں کو پیار بھرا اِک جام ملے
پیار سے مجھ کو پاس بلاکر پہلو میں عزت بخشے
میرے جیتے جی مجھ کو بھی ایسی کوئی شام ملے
تیرے ہر اِک کام میں مولا بھید یقیناً ہوتا ہے
ان بھیدوں کا مجھ کو کچھ ادراک ملے افہام ملے
اَور بھی تشنہ لب کتنے جو دید کی خاطر بیٹھے ہیں
ہر اِک دید کے پیاسے کو اب دید کی دعوتِ عام ملے
جس نے ہر اِک نعمت سے میرے دامن کو بھرڈالا
اس کا شکر بجالاؤں مَیں اس پر مجھے دوام ملے

بلا کر فرمایا کہ تم نے حضرت صاحب کے خطبات سنے اور پڑھے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ تم اپنی زندگی وقف کر دو۔ پہلے تمہارا بھائی منیر وقفِ زندگی تھا جو شہید ہو گیا۔ تمہارے دونوں بڑے بھائی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ تم ہو جو ابھی پڑھ رہے ہو۔ میرا ’ہاں‘ میں جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں منظوری کے لیے عریضہ لکھا۔ جب منظوری آئی تو مسجد میں مٹھائی تقسیم کی اور بار بار خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر مجھ سے وصیت کروائی جس کا اعلان بھی الفضل میں شائع ہوا۔ پھر مَیں بغرض تعلیم ربوہ اور لاہور، جہاں بھی رہا، میری تربیت اور راہنمائی میں الفضل نے بڑا کردار ادا کیا۔ ہمیشہ میرے پیش نظر رہا کہ مَیں وقف زندگی ہوں اور ایک فرشتہ میری نگرانی کر رہا ہے۔ وہ فرشتہ اخبار الفضل تھا۔ بی ایس سی میں اسلامیہ کالج سے میڈل اور رول آف آنر ملا اور ایم ایس سی میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آ کر طلائی تمغہ ملا۔ پھر لمبی سروس کی اور ۱۹۹۱ء میں اردو سائنس بورڈ کے چیئرمین اشفاق احمد خان صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا اور اُن کے کہنے پر ایک تحقیقی کتاب کا مسوّدہ لکھ کر اُنہیں بھجوا دیا۔ بعد ازاں اُن سے لاہور جا کر ملا تو میری کتاب کے سائز کی وضاحت کرتے ہوئے خان صاحب نے اپنی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے الفضل کا تازہ شمارہ نکال کر میز پر پھیلا دیا۔ پھر اسے دوہرا کر کے کہا کہ آپ کے اخبار الفضل کے دوہرے سائز کے مطابق ہم کتاب چھاپیں گے۔

........☆........☆........☆........

خصوصی اشاعت میں شامل مکرم لئیق احمد عابد صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب درج ذیل ہے:

دوستو! الفضل تو مجموعۂ انوار ہے
جس جگہ پہنچا اندھیرا دُور سارا ہوگیا
چلچلاتی دھوپ تھی ننگا بدن جلنے لگا
پیرہن بھی مل گیا اور سر پہ سایہ ہوگیا
تشنہ روحوں کو ملے گا شربتِ وصل و بقا
جو ہوا تھا بند پھر جاری وہ دھارا ہوگیا
رات لمبی تھی مگر فضلِ خدا سے کٹ گئی
ظلمتیں جاتی رہیں ہر سُو اُجالا ہوگیا

........☆........☆........☆........

مکرم محمد امان اللہ صاحب رقمطراز ہیں کہ میرے والد محترم مولوی غوث محمد صاحب مقامی سکول میں استاد تھے اور گاؤں کے خطیب بھی تھے۔ آپ کا تعلق مخالفِ احمدیت مذہبی اور علمی خاندان سے تھا۔ غیر احمدی علماء آپ کے پاس آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ ۱۹۵۳ء کے ہنگاموں میں کچھ حکومت اور کچھ اپنی کارکردگی کا ذکر کرتے۔ میری عمر چھ سات سال کی تھی اور مَیں اُن کی باتیں دلچسپی سے سنا کرتا تھا۔ گاؤں کے ایک بزرگ عبدالعزیز صاحب احمدی ہو چکے تھے اور ہماری مسجد کے سامنے اُن کی چھوٹی سی دکان تھی۔ وہ خود تو اَن پڑھ تھے مگر الفضل اخبار منگوایا کرتے تھے۔ ایک دن جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد والد صاحب مسجد سے نکلے اور اُن کی دکان پر کھڑے ہو گئے۔ الفضل کا ایک پرچہ سامنے پڑا تھا۔ اُسے اٹھا کر پڑھنے لگے۔ سورۃ الانعام کی آیت ۷۰ کی تشریح ایک مضمون میں کی گئی تھی جس کا ترجمہ ہے کہ جو بھی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

یہ مضمون پڑھا تو چہرے کا رنگ بدل گیا، بات روشن ہوگئی، گہری سوچ میں ڈوبے اپنے ایک ساتھی استاد اور دوست سلطان احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا اور غور کرنے کو کہا۔ بعد ازاں دونوں نے مشورہ کیا کہ بات تو صحیح ہے۔ پھر دونوں اسی سال ۱۹۵۸ء کے جلسہ سالانہ پر ربوہ چلے گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر سنیں تو حق واضح ہو گیا اور دونوں دوستوں نے بیعت کر لی۔ واپس آ کر والد صاحب نے اپنے مقتدیوں سے کہا کہ مَیں تو احمدی ہو گیا ہوں، اپنے لیے امام ڈھونڈ لو۔ انہوں نے علماء کو بلا کر مناظرہ بھی کروایا مگر آپ نے استقامت دکھائی اور اس طرح الفضل کے ذریعے احمدیت کی برکت ہمارے خاندان کو نصیب ہوئی۔

........☆........☆........☆........

مکرم میر انجم پرویز صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

طے کر کے سفر لمبے پہنچ جاتا ہے گھر گھر
دامن میں لیے علم و معارف کے یہ گوہر
کرتا ہے رسا ذہن کو اور دل کو منوّر
آوارہ خرد کے لیے کیا اچھا ہے رہبر!

الفضل میں قرآن کی آیات کی تعلیم
اخلاقِ نبیؐ اور احادیث کی تفہیم
اور مہدیٔ دوراں کے خزائن بھی ہوں تقسیم
اخلاص و وفائے صلحاء کی بھی ہو تعمیم
اِس باغِ جناں میں سدا حق کی چلے تسنیم

الفضل میں انوارِ خلافت کے نشاں بھی
الفضل خلافت کا ہے بازو بھی، زباں بھی
ہر حکم کا ناقل بھی ہے، پیغام رساں بھی
خطبات و خطابات کا، دوروں کا بیاں بھی
احوال کلاسوں کا بھی، جلسوں کا سماں بھی

اس جیسا خلافت کا وفادار نہیں ہے
الفضل سے اچھا کوئی اخبار نہیں ہے

........☆........☆........☆........

مکرم ساجد منور صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ ۲۰۰۱ء میں خاکسار کی ڈیوٹی گوجرانوالہ میں تھی۔ وہاں ایک میڈیکل کیمپ کے دوران اڑتالیس سالہ جاوید صاحب ملے۔ جماعتی تعارف پر بات ہوئی تو چند ملاقاتوں کے بعد انہوں نے احمدیت میں داخل ہونے کی پُرزور خواہش کی۔ مَیں نے حیرانی سے پوچھا کہ آخر اتنی جلدی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ طالب علمی کے دوران مَیں ایک احمدی دوست کی اخبار الفضل پڑھا کرتا تھا اور کئی سال پڑھتا رہا اس لیے آپ کی باتیں مجھے نئی نہیں لگیں۔ اپنی عمر کو ناپائیدار سمجھتے ہوئے اب مَیں اس پیغام کو جلد قبول کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ قبول احمدیت کے بعد وہ الفضل اور دیگر جرائد اپنے گھر لے جاتے، بعض کی جلدیں بھی کرواتے اور اپنے دوستوں کو پڑھنے کے لیے دیتے۔ مالی تحریکات میں حسب استطاعت ضرور شامل ہوتے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ ایک ٹانگ سے محروم تھے، بیساکھی کے سہارے پانچ چھ کلومیٹر دُور مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتے اور بچوں کو بھی ساتھ لے کر جاتے۔ مخالفت کے باوجود بہت استقامت کا مظاہرہ کیا۔

........☆........☆........☆........

مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی خوبصورت نظم بعنوان ’’مَیں ہوں الفضل‘‘ میں سے انتخاب پیش ہے:

نورانی ہاتھوں کے کنگن میرا سر آغاز
فضلِ عمر کی سوچ نے دی مجھ کو پہلی پرواز
کتنی فصیلیں، دیواریں رستے میں بنی ہیں روک
ایک صدی سے گونج رہی ہوں مَیں نادر آواز

میرے سر پر برگد سایہ میرا ایک امام
میری پیشانی کی زینت اس کا مقدّس نام
مہدیٔ دوراں کی تحریریں میرے سر کا تاج
میرا اثاثہ نبیؐ کے فرماں ربّ کا پاک کلام

یہی تو اِک اعزاز ہے میرا جس پر مَیں مسرور
نُورِ خلافت سے میرا ہر صفحہ ہے پُرنُور
میری ادارت اور عملے پر اُس کی دعائے خاص
رنج و محن سے درد و الم سے مجھ کو رکھے دُور

........☆........☆........☆........

مکرم حنیف احمد محمود صاحب نے تربیت اور تبلیغ کے حوالے سے الفضل کی خدمات پر ایک تفصیلی مضمون قلمبند کیا ہے۔ اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے اپنے احمدی ہونے سے قبل اپنے ایک احمدی دوست کے نام خط میں لکھا: ’’الفضل اخبار نے میرے دل میں ایک خاص تبدیلی پیدا کر دی ہے خاص کر خلیفہ صاحب کے خطبات بہت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ ان سادے مگر مسحور کر دینے والے خطبات کے بغور مطالعہ کے بعد زنگ آلود دلوں کی تسخیر یقینی اور لازمی امر ہے۔…‘‘ (الفضل ۲۴؍ مئی ۱۹۳۶ء)

مکرم فضل الرحمٰن بسمل صاحب بیان کرتے ہیں کہ موضع سالم میں ایک دوست جو اُس وقت احمدی نہیں تھے بڑے شوق سے الفضل کا مطالعہ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون تمباکونوشی کے خلاف شائع ہوا تو اسے پڑھ کر وہ مجھے کہنے لگے کہ اگر تم یہ مضمون پڑھ کر بھی تمباکونوشی ترک نہ کرو تو تمہارے اور ہمارے ایمانوں میں کیا فرق ہے؟ یہ بات تیر کی طرح میرے کلیجے میں لگی۔ مَیں نے بے ساختہ کہا کہ اسی وقت سے مَیں اس بدعادت کو ترک کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگرچہ دو ہفتوں تک مجھے سخت تکلیف رہی مگر مَیں نے اس عادت بد سے نجات پائی۔ ورنہ اب تک ہزاروں روپے اس فضول کام میں خرچ کر چکا ہوتا اور صحت بھی برباد ہو جاتی۔

چودھری عبدالقادر صاحب آف سجووال روزانہ اپنے غیر از جماعت دوست چودھری نور محمد صاحب کو الفضل لا کر دیتے لیکن وہ مخالفت کی وجہ سے بغیر دیکھے اپنی اہلیہ کو یہ کہہ کر دے دیتے کہ چولہے میں جلا ڈالو۔ ایک دن اچانک اُن کی نظر اخبار میں درج لفظ ’’محمدؐ‘‘ پر پڑی تو تھوڑا سا اخبار پڑھا جہاں یہ شعر درج تھا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اس شعر نے اُن کے دل کی کایا ہی پلٹ دی۔ اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ وہ اخبار جو مَیں تمہیں دیتا رہا جلا دیے ہیں؟ جواب نفی میں ملا تو منگوا کر پڑھے۔ دل حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے دھل گیا اور بیعت کر لی۔

الفضل کے ذریعے ایسی خلافِ عقل باتوں کی بھی فوراً تصحیح کی جاتی رہی ہے جو کسی مضمون نگار نے بیان کر دی ہوں مثلاً ایک مضمون حضرت عمرؓ کی سادگی پر شائع ہوا جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ حضرت عمرؓ کے کپڑوں پر بارہ پیوند ہوتے تھے۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تحریر بعنوان ’’ہمیشہ اصولی نیکیوں کو پیش کرنا چاہیے‘‘ کے عنوان سے الفضل میں شائع ہوئی جس میں حضورؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کے متعلق تو یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن بارہ پیوند ہوتے تھے کہ معنی تو یہ ہیں کہ جب بھی وہ کوئی کپڑا پہنتے تھے اس میں قینچی سے بارہ موریاں کر کے بارہ پیوند لگا لیتے تھے۔ پھر بارہ پیوند لگانے کوئی ذاتی خوبی نہیں کہ اسے بیان کیا جائے۔ (خطباتِ شوریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

ایک موقع پر ایک احراری نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں لکھا کہ مَیں نے ایک لائبریری سے لے کر الفضل باقاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ خدا کی قسم کھا کر مَیں کہتا ہوں اگر کوئی احراری آپ کے تین خطبے پڑھ لے تو وہ احراری نہیں رہ سکتا۔ (الفضل ۲۲؍ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

جناب لالہ رام چند منچندہ ایڈووکیٹ نے ایڈیٹر الفضل کو لکھا: ’’اگر استقلال کے ساتھ اس (الفضل) کو جاری رکھیں تو آج سے تیس سال بعد کئی ہندو گھرانوں میں پیغمبر صاحب کی برسی منائی جائے گی اور جو کام مسلم بادشاہ ہندوؤں سے نہیں کرا سکے وہ آپ کرا سکیں گے۔ ملک میں امن ہو گا، خوشحالی ہو گی، ترقی اور آزادی ہو گی اور ہندو مسلم باوجود مذہبی اختلاف کے بھائیوں کی طرح رہیں گے۔‘‘ (الفضل ۱۱؍ جون ۱۹۲۹ء)

اخبار مشرق نے اپنی ایک اشاعت میں لکھا: ’’الفضل قادیان یہ پرچہ سہ روزہ قادیان سے نکلتا ہے اور سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہے۔ آجکل مسلمانانِ ہند کے متعلق اس کا نقطہ خیال بہت صحیح ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہر انجمن اسلامیہ اور ہر مسجد میں اس کی رسائی ہو۔ عقائد سے کوئی واسطہ نہ رکھو، نہ ان کو پڑھو، صرف اتحاد بین المسلمین کے مسئلہ کو دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے۔‘‘ (الفضل ۲؍ ستمبر ۱۹۲۷ء)

........☆........☆........☆........

مکرم پروفیسر سراج الحق قریشی صاحب کی نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ہر احمدی کی آنکھ کا تارا ہے الفضل
دلکش ہے، دلپذیر ہے پیارا ہے الفضل
یہ مصلح موعود کا ہے زندہ شاہکار
ان کے حسین دل کا اِک پارہ ہے الفضل
یہ زندہ ترجماں ہے خلافت کے نُور کا
کیا خوش نصیب آج ہمارا ہے الفضل
پھیلا رہا ہے روشنی یہ شرق و غرب میں
ظلمت میں نُورِ حق کا منارہ ہے الفضل
یہ علم و معرفت کا ہے روحانی مائدہ
روحانیت کے فیض کا دھارا ہے الفضل
مُردہ دلوں کو دیتا ہے یہ اِک نئی حیات
ان کا سکونِ قلب، سہارا ہے الفضل

........☆........☆........☆........

مکرم سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ نے اپنے مضمون میں محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کے تأثرات تحریر کیے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میری زندگی میں سب سے اہم موڑ الفضل ہی سے آیا۔ ہمارے گھر میں الفضل بلاناغہ آتا تھا جسے مَیں روزانہ پڑھ کر نکلتی تھی۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے کہ اس میں حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کا اشتہار ’ضرورت برائے لیڈی ڈاکٹر فضل عمر ہسپتال‘ پڑھا جبکہ مَیں اُس وقت یوکے جانے کی تیاری مکمل کر چکی تھی، خاکسارہ کو انگلینڈ کا ایمپلائمنٹ واؤچر اور ٹکٹ مل چکا تھا۔ اس کے باوجود درخواست بھیجی جو منظور ہوئی اور یوں مجھے ربوہ کی پہلی لیڈی ڈاکٹر بننے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر بطور شاعرہ بھی الفضل ہی میری پہچان ہے۔ ایک دفعہ میرے میاں ملک منیر صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ جب پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے اکنامکس کر رہے تھے تو اُن کے ایک استاد ڈاکٹر عباس صاحب (ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ) نے کلاس کو بتایا کہ مَیں شیعہ مسلک سے ہوں لیکن الفضل روزانہ پڑھتا ہوں اور مَیں نے الفضل باقاعدہ لگوایا ہوا ہے۔ اس میں جو دینی معلومات مجھے ملتی ہیں وہ اَور کہیں نظر نہیں آتیں۔ یہ دینی معلومات کا بہترین ذریعہ ہے۔

☆ ☆ ☆

مکرم بشارت محمود طاہر صاحب کی نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

الفضل اور رحمتوں کے دار تُو زندہ رہے
سچ کے اور سچائی کے کردار تُو زندہ رہے
سیّدی محمود کے افکار تُو زندہ رہے
کوششیں دشمن کی ہوں بے کار تُو زندہ رہے
حادثے دنیا کے تجھ کو نہ گرا پائیں کبھی
حق کی اور سچائی کی دیوار تُو زندہ رہے
اے اُجالوں کی کرن اے صبح نَو کے آفتاب
اے نویدِ صبح کے آثار تُو زندہ رہے
اے دلوں کو حق کی جانب پھیرنے والے سفیر
ظلمتوں سے برسرِ پیکار تُو زندہ رہے
تُو عجب تیری محبت کی کہانی بھی عجیب
سیف کے آگے قلم کے وار تُو زندہ رہے

☆ ☆ ☆

الفضل کے قدیم کارکن مکرم گلزار احمد طاہر ہاشمی صاحب ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں الفضل میں بطور کلرک ملازمت اختیار کی۔ بعدازاں بطور مینیجر بھی چار سال خدمت کی سعادت ملی۔ اُن کی بیان کردہ چند روایات محمد رئیس طاہر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

مکرم ہاشمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے ابتلا کے دوران ایک روز بعض لوگ پولیس کے ہمراہ بس میں سوار ہوکر دفتر الفضل پہنچے اور دفتر کو گھیر لیا۔ محترم گیانی عباداللہ صاحب دفتر میں ہی رہا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے فون کیا کہ فوراً دفتر آجاؤ۔ مَیں روانہ ہوا تو ڈیوٹی پر موجود خدام نے راستے میں روک لیا پھر میری شناخت کے بعد مجھے جانے دیا۔ دفتر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ الفضل پر بعض پابندیاں لگانے کا حکم لے کر آئے تھے۔ چنانچہ اس وقت ایک تحریر لکھوائی گئی جو محترم مسعود احمد خان دہلوی صاحب نے تحریر کی اور خاکسار نے دستخط کیے۔ ان پابندیوں کی وجہ سے روزانہ خاکسار الفضل کی کاپی انفارمیشن آفیسر سرگودھا کو دکھانے کے لیے وہاں لے کر جاتا۔ وہ خود کاپی دیکھتا اور نشان دہی کر دیتا۔ چنانچہ وہ لائن شائع نہ کی جاتی اور جگہ خالی چھوڑ دی جاتی۔ یہ پابندی قریباً تین ماہ تک چلتی رہی۔ ایک دن اُس انفارمیشن آفیسر نے مکرم یوسف سہیل شوق صاحب کے بارے میں پوچھا کہ وہ کتنی تنخواہ لیتے ہیں؟ اُس وقت اُن کو تین سو روپے ماہانہ الاؤنس ملتا تھا۔ مَیں نے بتایا تو وہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ یہ میرا کلاس فیلو ہے اور بہت ذہین اور قابل آدمی ہے لیکن اس کو اجرت بہت معمولی مل رہی ہے۔ وہ کافی حیرانی کا اظہار کرتا رہا۔

☆ ☆ ☆

مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خدا کی پھر عنایت ہے، سہارے الفضل کے ہیں
یہاں سو سال پر پھیلے شمارے الفضل کے ہیں
عجب مسحورکُن کالم، عدو بھی اب تو کہتے ہیں
مخالف ہیں مگر عاشق تمہارے الفضل کے ہیں
ہر اِک صفحے پہ اُلفت ہے، محبت ہے، عنایت ہے
ورق کتنے ہی نظروں سے گزارے الفضل کے ہیں
یہ بحرِ علم ہے، اس کی تہوں تک کون جائے گا
زمانے نے ابھی دیکھے کنارے الفضل کے ہیں
دعا دل سے نکلتی ہے، جزائے خیر دے اُن کو
جو مصروفِ اشاعت ہیں، جو سارے الفضل کے ہیں

☆ ☆ ☆

مکرم فضیل عیاض احمد صاحب نے اپنے مضمون میں سیرۃالنبی ﷺ کے حوالے سے اخبار الفضل کی کاوشوں کو بیان کیا ہے۔ آپ نے اپنے مضمون میں سیرت کے حوالے سے شائع ہونے والے احمدیوں کے مضامین کے علاوہ غیراحمدی مسلمانوں اور بعض غیرمسلموں کے مضامین کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے احمدیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر آنحضور ﷺ کی ذات گرامی پر ہونے والے حملوں کا دفاع کیا۔ مضمون میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حضرت مسیح موعودؑ کے لیے یہ اعتراف بھی شامل ہے کہ ’’ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ … مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔‘‘ (اخبار ملّت لاہور ۷؍جنوری ۱۹۱۱ء)

اسی طرح صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا کہ ’’مرزا صاحب نے اپنی پُرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفینِ اسلام کو اُن کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب کے لیے ہمیشہ ساکت کر دیا ہے۔ اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب حق حمایتِ اسلام کا کماحقّہٗ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔‘‘ (بحوالہ بدر ۲۰؍اگست ۱۹۰۸ء)

اس مضمون میں ایک مضمون ’’میدے کی روٹی اور محبت کے آنسو‘‘ کے اقتباسات بھی پیش کیے گئے ہیں جو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے قلم سے نکلا اور آپؓ کے قلمی نام ’’حامد محمود‘‘ سے ۸؍نومبر ۱۹۳۱ء کو الفضل اخبار کی زینت بنا۔ اپنے عنوان کی طرح یہ مضمون بھی بے حد خوبصورت اور اچھوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی الفضل کے حوالے سے کہی گئی نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

بہت سے مائدوں پر مشتمل ہے
خدا کے فضل کا یہ میٹھا پھل ہے
حسیں شاہکار ہے اس دَور کا اِک
یہ وہ اخبار ہے جو بےبدل ہے
کہیں خبریں کہیں خطبے ہوں اس میں
کہیں مضمون تو ملتی غزل ہے
گرے بجلی، اگر طوفان آئے
بفضل اللہ یہ جاتا سنبھل ہے
اسے سنبھال کر رکھو پیارو!
یہ اِک اخبار بھی اور اِک سجل ہے
رہے تا حشر یہ الفضل جاری
کھٹکتا دشمنوں کو آجکل ہے

☆ ☆ ☆

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ والد محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت کا طریق تھا کہ صبح دفتر میں جانے سے قبل لازماً الفضل کو سونگھتے (یہ اصطلاح وہ ایک نظر ڈالنے کے لیے استعمال کیا کرتے تھے)۔ الفضل کے شماروں کو سنبھالتے، خود اپنے ہاتھوں سے ان کی جلد بندی کرتے اور ترتیب وار اپنی لائبریری کی زینت بناتے۔ انہوں نے بارہا محترم مسعود احمد دہلوی صاحب مرحوم ایڈیٹر الفضل کو فرمایا کہ آپ نے جس طرح تاریخ کو الفضل میں محفوظ کیا ہے، حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ ایڈیٹر الحکم اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کے بعد اَور کسی نے نہیں کیا۔ مَیں الفضل میں دی گئی تفصیلات کو ذرا سی کتربیونت کے بعد قریباً من و عن ’تاریخ احمدیت‘ میں درج کر دیتا ہوں۔

خاکسار کو بھی مجالس خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کی دو دو جلدیں مرتّب کرنے کا موقع ملا ہے۔ خاکسار یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ جماعتی اور تنظیمی تاریخ شاید کبھی بھی مکمل نہ ہوسکتی اگر الفضل نہ ہوتا۔

ایک وقت تھا کہ والد محترم تن تنہا تاریخ احمدیت مرتب کرتے اور علمی مضامین لکھنے کے علاوہ خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل میں حوالے نکالنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتے۔ اُس وقت اُن کے پاس کوئی کارکن موجود نہیں تھا اور ربوہ میں فوٹوسٹیٹ مشین بھی دستیاب نہیں تھی۔ حوالے ہاتھ سے ہی نقل کرنا پڑتے چنانچہ علمی کاموں میں اُن کی معاونت کی سعادت مجھے حاصل رہی جس سے بہت فائدہ ہوا۔ الفضل نے اپنے قارئین کا دینی معیار تو بڑھایا ہی لیکن علمی اور ادبی معیار بھی بہت بڑھایا۔

☆ ☆ ☆

خصوصی اشاعت کی زینت مکرم ابن کریم صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ہر بات تیری دل میں اترتی رہی ہمیش
الفضل تیری منزلت بڑھتی رہی ہمیش
قرآن کا ہو علم کہ اُسوہ رسول کا
ہر تربیت کی بات سے سجتی رہی ہمیش
خطبہ امامِ وقت کا، مہدی کی بات ہو
تیری جبینِ ناز سنورتی رہی ہمیش
علمی حکایتیں ہیں اور دیں کی روایتیں
بس پاک صاف رستے پہ چلتی رہی ہمیش
پھونکوں سے یہ چراغ بجھیں گے نہ حشر تک
یہ شمع آندھیوں میں بھی جلتی رہی ہمیش
سالار پہلا حضرتِ فضلِ عمر ہی ہیں
جس کے قلم کی تیغ تو چلتی رہی ہمیش

☆ ☆ ☆

☆… مکرمہ ر۔نعمان صاحبہ رقمطراز ہیں کہ میرے والد غیراز جماعت اور احمدیت کے شدید مخالف ہیں۔ لیکن ننھیال میں سب احمدی ہیں۔ بچپن میں جب مَیں اپنی نانی امی کے گھر جاتی تھی تو وہ بڑے پیار سے الفضل ہمارے سامنے رکھ دیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ احمدیت سچی ہے۔ اور صرف الفضل کی بدولت پھر کسی دلیل یا کتاب پڑھنے کی ضرورت نہ رہی

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

☆ ☆ ☆

☆… مکرمہ عاصمہ اکرام صاحبہ لکھتی ہیں کہ الفضل میں ہر قسم کے علوم اور معلومات ملتی ہیں۔ ۲۰۱۲ء کے ایک الفضل میں ایک حدیث پڑھنے کو ملی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر رات کو سونے سے قبل قرآن کریم کی ڈیڑھ صد آیات تلاوت کی جائیں تو خداتعالیٰ اس شخص کو حفّاظ قرآن میں لکھ لیتا ہے۔ چنانچہ اس پیاری حدیث کو اپنا معمول بنالیا تو کئی سورتیں جو بھول گئی تھیں وہ بھی یاد آنے لگیں اور مزید بھی یاد کرنے کی توفیق پائی۔

☆ ☆ ☆

یہ انتخاب الفضل کے صدسالہ جوبلی سوونیئر کے ابتدائی قریباً ایک صد صفحات میں سے پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ بلاشبہ یہ خصوصی اشاعت ایک باثمر باغیچے کی مانند ہے جس میں خلفائے کرام کی بصیرت افروز راہنمائی کی داستانیں، بےشمار دلچسپ واقعات، ایمان افروز روایات، تاریخی اہمیت کے حامل مضامین، خوبصورت منظوم کلام، بہت سے خدّام دین کا ذکرِ خیر اور الفضل کی اشاعت کے پس منظر میں کی جانے والی ایک سو سالہ قربانیوں کی روح پرور جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ ان مضامین کا بیان ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کے کالم میں مستقبل میں کسی وقت پیش کیا جاتا رہے گا۔ ان شاءاللہ۔ تاہم یہ خصوصی اشاعت الفضل ربوہ کی ویب سائٹ پر موجود ہے اور دلچسپی رکھنے والے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

July 24, 2023 – July 30, 2023

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information, please phone on +44 20 3875 6040

Monday July 24, 2023

00:00 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
00:35 Dars-e-Tehreerat: extracts from the writings and speeches of the Promised Messiah (as).
00:45 Tarjamatul Qur'an Class: by Hazrat Mirza Tahir Ahmad (rh) in Urdu. Rec. January 6, 1997.
02:25 Huzoor's (aba) Jalsa Salana UK Address From Ladies Jalsa Gah: delivered on August 4, 2018.
04:00 Jalsa Salana Speeches: topic of 'Hazrat Imam Hussain (ra)', on occasion of Jalsa Salana USA 2018.
04:45 Huzoor's (aba) Reception In Brisbane: Recorded on October 23, 2013.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an & Dars-e-Hadith: sayings of the Holy Prophet (saw).
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau: with Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Recorded on January 19, 2020.
08:55 Baitul Muqeet Mosque Reception: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Recorded on November 2, 2013.
11:05 Friday Sermon: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper). Rec. January 3, 2020.
13:05 Huzoor's (aba) Jalsa Salana UK Concluding Address: delivered on August 5, 2018.
14:20 In His Own Words: selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
14:55 Bustan-e-Waqfe Nau 2020 [R]
16:35 Baitul Muqeet Mosque Reception 2013 [R]
18:00 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Aiman Almaliki.
19:05 Friday Sermon 2020 [R]
21:25 Huzoor's (aba) Jalsa Salana UK Concluding Address 2018 [R]
23:10 Bustan-e-Waqfe Nau 2020 [R]

Tuesday July 25, 2023

00:00 World News & Tilawat & Dars-e-Malfoozat: writings and speeches of the Promised Messiah (as).
02:35 Zauq-e-Bayaan: new game show based on the poetry of the Promised Messiah (as).
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an & Dars-e-Malfoozat: writings of the Promised Messiah (as)
07:25 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address To German Guests: Rec. September 8, 2018.
08:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: with Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Rec. January 26, 2020.
11:00 Reception In New Zealand: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Rec. on November 4, 2013.
11:45 The Blessed Month Of Muharram: the history of Muharram and the events of the martyrdom.
13:15 Friday Sermon: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) delivered on July 21, 2023.
14:30 Zauq-e-Bayaan - Semifinal 1: new game show based on the poetry of the Promised Messiah (as).
15:05 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address To German Guests 2018 [R]
16:40 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2020 [R]
17:25 The Blessed Month Of Muharram [R]
18:00 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Aiman Almaliki.
18:35 Reception In New Zealand 2013 [R]
19:50 Beacon Of Guidance: question and answers given by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
21:00 Friday Sermon 2023 [R]

Wednesday July 26, 2023

00:00 World News & Tilawat & Dars-e-Malfoozat: writings and speeches of the Promised Messiah (as).
01:10 Rencontre Avec Les Francophones: with Khalifatul-Masih IV (rh). Recorded on Feb. 09, 1998.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Feroz Alam with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Tehreerat: a series of programmes about the writings of the Promised Messiah (as).
06:25 Jounrey To Islam: converts and their journey to Islam. Today's guest is Kigozi Muhammad.
06:55 Friday Sermon: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Recorded on July 21, 2023.
08:50 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address From Ladies Jalsa Gah: delivered on Sept. 8, 2018.
09:55 Friday Sermon 4 Kids: A children's programme featuring the summary of Friday sermon.
11:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: with Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Rec. February 9, 2020.
13:00 Huzoor's (aba) Reception In Nagoya: Recorded on November 9, 2013.
13:55 Al-Malik: attributes of Allah, based on Friday Sermons by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
14:50 Friday Sermon 2023 [R]
16:30 Friday Sermon 4 Kids: A children's programme featuring the summary of Friday sermon.
16:55 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address From Ladies Jalsa Gah 2018 [R]
18:00 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Aiman Almaliki.
19:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal 2020 [R]
20:10 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions. Recorded on July 22, 2023.
21:15 Huzoor's (aba) Reception In Nagoya 2013 [R]
22:50 Friday Sermon 2023 [R]

Thursday July 27, 2023

00:00 World News & Tilawat & Dars-e-Tehreerat: the writings of the Promised Messiah (as).
01:35 Beacon Of Guidance: question and answers given by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
02:30 The Golden Age of Islam: programmes on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:45 Friday Sermon: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Recorded on July 21, 2023.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an. & Dars-e-Hadith: sayings of the Holy Prophet (saw).
07:00 Huzoor's (aba) Pan African Dinner Address: recorded on November 23, 2013.
08:20 Unscripted - Promised Messiah (as): the status & the importance of the Promised Messiah (as).
08:50 Friday Sermon: by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). delivered on July 21, 2023.
10:00 In His Own Words: selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
10:30 Friday Sermon 4 Kids: A children's programme featuring the summary of Friday sermon.
10:50 Question And Answer Session: with Khalifatul-Masih IV (rh). Recorded on November 22, 1997.
12:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: with Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba). Rec. February 16, 2020.
13:40 Dars Tafseer-e-Kabeer: an in-depth explanation of Qur'anic verses based on Tafseer-e-Kabeer, a commentary of the Holy Qur'an written by Hazrat Musleh Ma'ood (ra).
14:10 Friday Sermon 4 Kids [R]
14:35 Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Concluding Address: delivered on September 9, 2018.
15:45 Intikhab-e-Sukhan: A repeat of a live poem request programme. Recorded on July 22, 2023.
16:50 Friday Sermon 2023 [R]
18:00 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Aiman Almaliki.
18:40 Beacon Of Guidance: question and answers given by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
19:15 Friday Sermon 4 Kids [R]
20:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2020 [R]
23:05 Huzoor's (aba) Pan African Dinner Address 2013 [R]
23:55 World News & Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an. & Dars-e-Hadith

Friday July 28, 2023

01:35 Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (rh) and English speaking guests. Recorded on November 22, 1997.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an. & Dars-e-Hadith: sayings of the Holy Prophet (saw).
07:05 Huzoor (aba) & Jalsa Salana: A documentary narrated by the Private Secretary of Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper), giving an account of Huzoor's (aba) activities during Jalsa Salana UK 2016.
08:35 Jalsa Salana UK Inspection: An inspection and inauguration of Jalsa duties by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (May Allah be his Helper). Recorded on July 23, 2023.
11:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 1.
12:00 LIVE Friday Sermon: LIVE Friday sermon delivered by the Head of the Ahmadiyya Muslim Community, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper).
13:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 1.
15:25 LIVE Jalsa Salana UK Flag Hoisting & Address: LIVE Proceedings of day 1 of Jalsa Salana UK including the flag hoisting ceremony by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper), followed by the inaugural address.
17:25 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 1.
19:05 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Aiman Almaliki & Dars-e-Hadith
20:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 1 [R]
21:00 Friday Sermon 2023 [R]
22:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 1 [R]

Saturday July 29, 2023

00:25 Jalsa Salana UK Flag Hoisting & Address: Recorded on July 28, 2023.
02:25 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 1. Recorded on July 28, 2023.
04:10 Friday Sermon: delivered on July 28, 2023.
05:30 Huzoor (aba) & Jalsa Salana
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an & Dars-e-Malfoozat: writings of the Promised Messiah (as)
06:25 Friday Sermon: Friday sermon delivered on July 28, 2023 by the Head of the Ahmadiyya Muslim Community, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), from Hadeeqa-tul-Mahdi in Alton, UK.
08:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 2.
09:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 2. Men's morning session.
11:00 LIVE Jalsa Salana UK Ladies Session: LIVE proceedings of day 2 of Jalsa Salana UK 202 including an address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His Helper) from the Ladies Jalsa Gah.
13:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 2.
14:30 LIVE Jalsa Salana UK Afternoon Session: LIVE Proceedings of day 2 of Jalsa Salana UK 2023 including speeches by distinguished guests and an address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be His Helper).
17:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE Proceedings of day 2.
19:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 2 [R]
20:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 2 [R]
22:00 Jalsa Salana UK Ladies Session [R]

Sunday July 30, 2023

00:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 2: Recorded on July 29, 2023.
01:30 Jalsa Salana UK Afternoon Session: Recorded on July 29, 2023.
04:00 Jalsa Salana UK: Proceedings of day 2: Recorded on July 29, 2023.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an & Dars-e-Tehreerat: writings of the Promised Messiah (as)
06:40 Friday Sermon: Friday sermon delivered on July 28, 2023 by the Head of the Ahmadiyya Muslim Community, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), from Hadeeqa-tul-Mahdi in Alton, UK.
07:45 The First Bai'at: A documentary about the first Bai'at at the hand of the Promised Messiah (as).
08:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE proceedings of day 3.
09:00 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE proceedings of day 3.
11:30 LIVE Jalsa Salana UK Ba'ait Ceremony: LIVE Proceedings of day 3 of Jalsa Salana UK 2023 including the International Ba'ait ceremony with Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
12:30 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE proceedings of day 3.
14:30 LIVE Jalsa Salana UK Concluding Session: speeches by distinguished guests.
15:00 LIVE Jalsa Salana UK Concluding Session: LIVE Proceedings of day 3 of Jalsa Salana UK 2023 including the concluding address delivered by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba).
17:30 LIVE Jalsa Salana UK: LIVE proceedings of day 3.
18:05 Tilawat & Dars-e-Tehreerat
18:35 Friday Sermon: delivered on July 28, 2023 from Hadeeqa-tul-Mahdi in Alton, UK.
19:55 Jalsa Salana UK: proceedings of day 3 [R]
20:55 Jalsa Salana UK: proceedings of day 3 [R]
23:25 Jalsa Salana UK Ba'ait Ceremony [R]

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department

Al-Fazl daily International, London
Tahir House - 22 Deer Park Rd, London SW19 3TL ISSN: 1352 9587 Tel: +44 20 8544 7603 Fax: +44 20 8544 7611 +44 7566 234466
Vol 30 Monday 24 - Saturday 29 July 2023 Issue No. 127 - 132

پروگرام جلسہ سالانہ یوکے (۲۸ تا ۳۰؍ جولائی ۲۰۲۳ء)

(لندن وقت۔ GMT+1)

جمعۃ المبارک ۲۸؍ جولائی

11:30 دوپہر کا کھانا اور تیاری نمازِ جمعہ

13:00 نمازِ جمعہ وعصر

16:25 پرچم کشائی (لوائے احمدیت)

16:30 تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ، فارسی نظم اور اردو ترجمہ، اردو نظم

افتتاحی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

19:30 کھانا

21:15 نمازِ مغرب وعشاء

ہفتہ ۲۹؍ جولائی

3:00 نمازِ تہجد | 03:54 اذان نمازِ فجر | 04:20 نمازِ فجر

04:45 درس القرآن | 08:00 ناشتہ

دوسرا اجلاس

10:00 تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ، اردو نظم

10:20 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں ضرورت امام (انگریزی)
مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یوکے

10:50 ہستی باری تعالیٰ کے سائنسی دلائل (اردو)۔ مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب۔ نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ

11:20 اردو نظم

11:30 خلافت ہی نظام کی ضامن ہے (انگریزی)
مکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان صاحب۔ صدر قضا بورڈ۔ برطانیہ

12:00 حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری

تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

تعلیمی اعزازات کا اعلان

خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

13:30 نمازِ ظہر وعصر

14:00 کھانا

تیسرا اجلاس

15:15 معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات

16:00 تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

19:30 کھانا

21:15 نمازِ مغرب وعشاء

اتوار ۳۰؍ جولائی

3:00 نمازِ تہجد | 03:56 اذان نمازِ فجر | 04:20 نمازِ فجر

04:35 درس الحدیث | 08:00 ناشتہ

چوتھا اجلاس

10:00 تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ، اردو نظم

10:20 آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ امن عالم کا ضامن ہے (اردو)
مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی۔ یوکے

10:50 سکول میں بچوں کو پیش آنے والی مشکلات کا حل (انگریزی)
مکرم اظہر حنیف صاحب۔ نائب امیر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ

11:20 اردو نظم

11:30 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمی معجزات (اردو)
مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن و نائب امیر برطانیہ

12:00 دنیاوی طاقتوں کے قدم امن کی طرف بڑھانے کے لیے خلفائے احمدیت کی مساعی (انگریزی)
مکرم رفیق احمد حیات صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ۔ برطانیہ

12:30 اعلانات و تیاری عالمی بیعت و عالمی بیعت کی تقریب

13:30 نمازِ ظہر وعصر

14:00 کھانا

اختتامی اجلاس

15:15 معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات

16:00 تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصیدہ، ترجمہ اور اردو نظم
تعلیمی اعزازات کا اعلان۔ احمدیہ امن انعام کا اعلان

خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اختتامی دعا

پروگرام جلسہ گاہ مستورات (ہفتہ ۲۹؍ جولائی)

10:00 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، اردو نظم

10:20 خلافت کی بابرکت رہنمائی میں لجنہ اماء اللہ کی ترقی (انگریزی) مکرمہ فرزانہ یوسف صاحبہ۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ یوکے

10:45 معاشرے میں امن پیدا کرنے میں احمدی خواتین کا کردار (اردو) مکرمہ شرمین بٹ صاحبہ۔ معاونہ صدر پریس اینڈ میڈیا۔ لجنہ

11:10 اردو نظم

11:20 احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر (انگریزی) مکرمہ قدسیہ وارڈ صاحبہ

11:45 ضروری اعلانات

12:00 حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری

تلاوتِ قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم، تعلیمی اعزازات کا اعلان

خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز